

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. 92252 Accession No. 2900

Author 9 - 1

Title

شیراز و مکه

This book should be returned on or before the date
last marked below.

مشتمل علیہ السلام

وَقِيَامُ الْعِمْيَانِ وَابْنَاءُ الزَّمَانِ فَمَا ثَبَتَ بِالنَّقْلِ وَالسَّمْعِ
أَوْ ثَبَتَ الْعِمْيَانُ لِلْعَلَامَةِ الْقَاضِي أَحْمَدَ ابْنِ خَلْكَانَ

جس میں تقریباً نصف اول صدی ہجری سے نصف ساتویں صدی تک کے
علماء فقہاء قضاة شعراء متکلمین لغویین نحویین اطباء منجمین متنبیین موزنین محدثین زہاد عباد
فقراء سلاطین حکماء مجتہدین صنائع معنی اہل سنت ضمیمہ خواجہ زیدیہ عیسائی صابی وغیرہ
ہر قسم کے دو تین ہزار سے زیادہ اکابر و اہل کمال کا ذکر ہے

اور جس کا مولوی عبد الغفور خاں صاحب رامپوری

مترجم التالیف الکامل للعلامة ابن الاثیر
و مروج الذهب و معادن الجواهر للامام المستوفی از اصل عربی
و مترجم سیاحت ثیورنفر و سیاحت تیمونیو و نظام اکبری از انگریزی
و مصنف نمونہ حساب و گردنت بجا شکر و تاریخ دکن وغیرہ وغیرہ

باضافہ حواشی کثیرہ جن میں تاریخی جغرافی لغوی فقہی وغیرہ مشکلات کے حل کرنے میں حتی الوسع
کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ہے اور جس سے کتاب کی خوبی دو بالا ہو گئی ہے

ایام قیام حیدر آباد دکن

اصل عربی سے اردوئے سلیس میں
ترجمہ کیا

جلد دوم

مطبع معتمد اہل اسلام قادیان علی گنج ضلع چھپی

فہرست مضامین

مشاہیر الاسلام

جلد دوم

Checked 1978

فہرست نوا صفحہ

ردیف	نام	ولادت	وفات	مولد	مدفن	کیفیت
۳۲	حافظ ابو نعیم صوفی	۳۱۰ھ	۴۰۰ھ	اصفہان	اصفہان	حدیث کتابت الاولیاء و تاریخ اصفہان اور بہت بڑا محدث اور بنی جعفر بن ابی طالب کا مولی تھا۔
۳۳	حافظ ابو بکر خلیف	۳۲۰ھ	۴۰۰ھ	بغداد	بغداد	تخصیص کتابوں کا مصنف بغداد کی تاریخ کی بہت بڑا زبردست مسکلم اور ان کتابوں کا مصنف تفسیر فی التفسیر
۳۴	ابو اسمعیل کاؤزی	۳۵۰ھ	۴۵۰ھ	راوند	راوند	بہت بڑا عالم اور کتاب الفرائض کا مصنف تھا
۳۵	احمد بن محمد ہروی	۳۵۰ھ	۴۵۰ھ	فاشان	فاشان	بہت بڑا عالم اور طوس کا قاضی تھا
۳۶	ابو الطغر خوافی	۳۵۰ھ	۴۵۰ھ	طوس	طوس	بڑا نقیہ واعظ صوفی شرب امام محمد غزالی کا بھائی
۳۷	ابو الفتح انصاری	۳۵۰ھ	۴۵۰ھ	طوس	قزوین	شافعی نقیہ میں اس نے کئی اولیاء جسکی کتابیں کچھ ہیں
۳۸	ابو الفتح ابن بکران	۳۵۰ھ	۴۵۰ھ	بغداد	بغداد	بڑا اچھا عالم اور بہت کتابوں کا مصنف تھا
۳۹	ابو جعفر خراسانی	۳۵۰ھ	۴۵۰ھ	مصر	مصر	نحوی تھا۔
۴۰	ابو الطالب بن یقیہ	۳۵۰ھ	۴۵۰ھ	مصر	مصر	سرکاری قاضی کا تھا کتاب الفرائض اور تصنیف
۴۱	ابو العباس بن علی	۳۵۰ھ	۴۵۰ھ	بغداد	بغداد	کوفین بن نخواستہ اور لغت کا امام تھا بہت کتابوں کا مصنف
۴۲	احمد بن عطاء رومانی	۳۵۰ھ	۴۵۰ھ	روم	روم	شام کے ملک میں بہت بڑا صوفی تھا۔
۴۳	احمد بن محمد رومانی	۳۵۰ھ	۴۵۰ھ	بغداد	بغداد	مصر میں بہت بڑا صوفی اور اچھا عالم تھا
۴۴	ابو الحسن بن البراء	۳۵۰ھ	۴۵۰ھ	بغداد	بغداد	قاری قرآن تھا۔
۴۵	ابن الفرات	۳۵۰ھ	۴۵۰ھ	بغداد	بغداد	موسخ اور بڑا نقیہ تھا۔

اور بہت بڑا محدث اور بنی جعفر بن ابی طالب کا مولی تھا۔

۱۱۵	۵۲	ابوالقاسم بن عبدالمطلب	۳۴۵	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۱۶	۵۳	غنیہ	۳۴۶	مصر	مصر	مصر میں مولیٰ نزل کا سب سے آخری وادی تھا جس کا قافیہ نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۱۷	۵۴	تفریق	۳۴۷	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۱۸	۵۵	جنت ربکی	۳۴۸	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۱۹	۵۶	اور بعض نے خوب	۳۴۹	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۲۰	۵۷	ابن علی القسطنطینی	۳۵۰	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۲۱	۵۸	ابو الودید بن ابی	۳۵۱	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۲۲	۵۹	ابو بکر	۳۵۲	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۲۳	۶۰	ابو بکر	۳۵۳	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۲۴	۶۱	ابن البار	۳۵۴	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۲۵	۶۲	ابو نصر سناری	۳۵۵	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۲۶	۶۳	ابن خیاط	۳۵۶	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۲۷	۶۴	ابو الفضل بن علی	۳۵۷	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۲۸	۶۵	سعید بن علی	۳۵۸	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۲۹	۶۶	ابن الفاضل بن علی	۳۵۹	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۳۰	۶۷	ابو القاسم بن علی	۳۶۰	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۳۱	۶۸	نصر اللہ بن علی	۳۶۱	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۳۲	۶۹	ناصر الدین بن علی	۳۶۲	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۳۳	۷۰	ناصر الدین بن علی	۳۶۳	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۳۴	۷۱	ناصر الدین بن علی	۳۶۴	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۳۵	۷۲	ناصر الدین بن علی	۳۶۵	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۳۶	۷۳	ناصر الدین بن علی	۳۶۶	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۳۷	۷۴	ناصر الدین بن علی	۳۶۷	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۳۸	۷۵	ناصر الدین بن علی	۳۶۸	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۳۹	۷۶	ناصر الدین بن علی	۳۶۹	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۴۰	۷۷	ناصر الدین بن علی	۳۷۰	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۴۱	۷۸	ناصر الدین بن علی	۳۷۱	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۴۲	۷۹	ناصر الدین بن علی	۳۷۲	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۴۳	۸۰	ناصر الدین بن علی	۳۷۳	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۴۴	۸۱	ناصر الدین بن علی	۳۷۴	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۴۵	۸۲	ناصر الدین بن علی	۳۷۵	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۴۶	۸۳	ناصر الدین بن علی	۳۷۶	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۴۷	۸۴	ناصر الدین بن علی	۳۷۷	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۴۸	۸۵	ناصر الدین بن علی	۳۷۸	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۴۹	۸۶	ناصر الدین بن علی	۳۷۹	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔
۱۵۰	۸۷	ناصر الدین بن علی	۳۸۰	مصر	مصر	شاعر نزل گو اور طمانین کا قافیہ بہ تھا۔

۸۶	۱۸۱	اسعد الہندی	۵۲۵ھ	میں	نہاد	مسیح نظامیہ اور کامرین قندار و غلامیہ مشہور تھا
۸۷	۱۸۲	الرجسلی	۵۲۵ھ	میں	اصفہان	بڑا محدث صاحب تصنیف اور راہ و عابد تھا
	۱۸۳	ام ابراہیم				
	۱۸۴	حافظ ابوالقاسم				
	۱۸۵	ابو الوفا غامر				
	۱۸۶	ابو الفضل عبدالرحیم				
	۱۸۷	ابو المظہر				
	۱۸۸	ابن البیہقی				
	۱۸۹	اسمعیل بن الفضل				
	۱۹۰	عبدالعزیز بن محمد				
لوٹ	۱۹۱	اسمعیل بن محمد	۵۲۵ھ	میں	اصفہان	بہت بڑا محدث اور کئی کتابوں کا مصنف تھا
لوٹ	۱۹۲	زاہر الشامی	۵۲۵ھ	میں		محدث تھا
۸۸	۱۹۳	اسعد بن ماتی	۵۲۵ھ	میں	حلب	موجود تھا
	۱۹۴	خیر والد اسعد				
لوٹ	۱۹۵	صفی الدین بن شکر				
لوٹ	۱۹۶	ابن مکیسہ				
	۱۹۷	بر الجالی				
۸۹	۱۹۸	بہاؤ الدین بکاجی	۵۲۵ھ	میں	سجستان	شافعی فقیہ اور شاعر تصانیف طری کی کتاب کرتا تھا
۹۰	۱۹۹	مؤنی	۵۲۵ھ	میں	مصر	ابو شافعی کے بعد سب سے بڑا شافعی فقیہ طراز اور عالم
۹۱	۲۰۰	ابو القاسم	۵۲۵ھ	میں	نہاد	اور بہت جلیل القدر مصنف جو خود ابن ابی شیبہ سے
لوٹ	۲۰۱	عمر بن السمار				بڑا شاعر و شاعر خلیفہ مدنی عباسی کی نوادہ تھی
لوٹ	۲۰۲	اشع اشکلی				پر مامور تھا
لوٹ	۲۰۳	مخارق				بلرستان کا مالک اور شمس الدین بن موجود تھا
۹۲	۲۰۴	ابن محمد بن ابراہیم				یارون الرشید کے زمانہ کا مشہور شاعر تھا
لوٹ	۲۰۵	ابو یعلیٰ				

وغیرہ سے اگر کسی جگہ جمع ہو کر تھے۔ عربوں نے اسے معرب کر کے اسمفان کر لیا ہے۔ سکندر ذوالقمر بنی سلم
اسے اکاوکیا تھا۔ خود از کتاب سمعانی۔

(۲) حیات الاولیاء میں اکابر اولیاء اللہ کے تذکرہ اور ان کے کلمات کا ذکر ہے۔

(۳) حافظ کے معنی اور پر ہم نے بیان کر دیے ہیں۔ دیکھو تذکرہ ۷۲ نوٹ ۱۔

(۴) اس عبداللہ بن معاذ کا بعد از تذکرہ اس کتاب میں نہیں ہے کسی دوسرے شخص کے تذکرہ میں غالباً اس کا بیان ہو گا مگر ترجمہ
انگریزی ڈی ہر ہا کے کتاب میں اس کے حالات دیکھنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۳۳ حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد محمدی بن ثابت بغدادی معروف خطیب

صاحب تاریخ بغداد وغیرہ حفاظ مشہورین اور علمائے متبحرین سے تھا۔ اس کی زندگی تاریخ ایسی معلومات عظیم کا ذخیرہ
ہے کہ اگر اس کے سوا اور کوئی کتاب بھی وہ نہ لکھتا تو بھی اس کے علم کی ناموری کے لئے فقط یہی کافی تھی۔ اس کے
سوا اس کی تصنیفات کی تعداد قریب ۱۰۰ کے پہنچ گئی ہے۔ اس کے اوصاف استاد مشہور و معروف ہیں کہ اس کو
ستائش کی ضرورت نہیں۔ فقط اس نے ابوالحسن النعمانی اور قاضی ابوالطیب الطبری وغیرہ سے پڑھی تھی۔ پہلے صرف
ایک فقہ تھا۔ مگر آخر میں حدیث اور تاریخ میں اس نے کمال پہنچا۔ یہ ہمہ جہاں الاخرۃ (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) (۱۰۰۰) کو
پیدا ہوا۔ اور پروردگار نے اس کی ذہنی اور قلبی استعداد کو بڑھایا۔ مگر سوائے ان کتابوں کے۔ اس کی وفات
شوال میں ہوئی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ شیخ ابوالقاسم شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ اس سے معارف شخص نے بھی اس کے
جنازہ کو کندھا لگایا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ خطیب سے اس نے بہت فائدہ اٹھایا اور اپنے تصنیفات میں اکثر اس سے
لیا کرتا تھا ایک یہ بھی عجیب اتفاق کی بات ہے۔ کہ خطیب کی وفات جو اپنے زمانہ کا حافظ مشرق تھا اسی سال ہوئی
جس سال ابو جعفر یوسف بن عبدالبر صاحب کتاب الاستیعاب اسے ہوئی جو اسی زمانہ میں حافظ مغرب تھا۔ اس یوسف کا
ذکر صرف یاسے تختانیہ (تذکرہ ۸۰۸) میں آئیگا۔ انشائے تعالیٰ۔

محب الدین ابن النجار نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے کہ ابوالبرکات اسماعیل بن ابی اسحاق صوفی نے بیان کیا ہے
کہ شیخ ابوبکر بن زہرا الصوفی نے بشار الحافنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر کے برابر اپنے لئے ایک قبر بنائی تھی۔ اور ہر ہفتہ ایک بار
وہاں جاتا اور قبر میں سوتا اور کل قرآن پڑھا کرتا تھا۔ جب ابوبکر خطیب گیا۔ جس نے حدیث کی تھی کہ مجھے بشر کے
قبر کے پاس دفن دینا تو صاحب حدیث طالب علم حدیث پرستوں نے ابوبکر بن زہرا کے پاس آئے۔ اور کہا کہ

خطیب کو آپ اپنے ادر مقدم کیجئے اور اوس کے دفن کے واسطے آپ اوس قبر میں اجازت دیجئے جو آپ نے اپنے لئے تیار کی ہے ابن زہر اے اس سے انکار کیا۔ اور انکار سخت اصرار کیا۔ اور کہا میں نے ساہا سال سے جو جگہ اپنے لئے تیار کی ہے مجھ سے اوسے کون لے سکتا ہے جب لوگوں نے دیکھا کہ وہ نہیں مانتا۔ تو سب اکٹھے ہو کر شیخ ابو سعید سے باپ کے پاس آئے۔ اور اوس کا ذکر کیا۔ اوس نے شیخ ابوبکر بن زہر کو بلایا اور کہا میں تمہیں کہتا کہ آپ اپنی قبر انصاف سے دیکھیں۔ مگر میں یہ بات پوچھتا ہوں کہ اگر آپ بشر الحافی کے ایام حیات میں اوس کے پاس کہیں بیٹھے ہوتے۔ اور اتفاقاً ابوبکر خطیب اوس کے پاس آتا تو آپ اسی جگہ بیٹھے رہتے اور یہ پسند کرتے کہ اوس کے اوپر بیٹھے ہیں۔ ابن زہر اے کہا نہیں۔ بلکہ میں اٹھتا اور اپنی جگہ اوسے بٹھا دیتا۔ ابو سعید نے کہا تو پھر ابھی ایسا ہی چاہئے۔ ابوبکر کا دل اس سے خوش ہو گیا۔ اور اپنی قبر میں دفن کی اجازت دیدی۔ چنانچہ خطیب کو اب قبر میں بشر الحافی کے برابر دفن کر دیا۔

خطیب کے پاس دو سو دو مینار تھے۔ وہ سب مدتہ میں دس گئے۔ اور اباب حدیث فقہاء اور فقرہ کو اپنی بیماری میں تقسیم کر گیا تھا۔ اور وصیت کر دیا تھا کہ اوس کے تمام کپڑے بھی خیرات کر دے جائیں۔ اور جتنی کتابیں تھیں وہ بھی مسلمانوں کے واسطے وقف کر گیا تھا۔ اوس کے اولاد نہ تھی۔ اوس نے سنا سنا کتا بون سے زیادہ تصنیف کی ہیں شیخ ابواسحاق شیرازی اوس کے جنازہ کے اٹھانے والوں میں سے تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ اٹھ (ساتھ) مین پیدا ہوا تھا۔ وائرا علم۔ اوس کے مرنے کے بعد لوگوں نے خواب میں اوسے بہت خوش دیکھا۔ وہ اپنے زمانہ کا اعلیٰ درجہ کا محدث اور بہت بڑا حافظ تھا۔ یہاں تک میں نے ابن النجار کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

۱) دیکھو تذکرہ ۲۷۷ نوٹ ۱۔

۲) شمالی افریقہ سے بنی اندلس وہ ملک ہیں جنہیں مسلمان اوس زمانہ میں ملک منسوب کہا کرتے تھے۔ اب آج کل بھی بنی اندلس کہتے ہیں کو چھوڑ کر شمالی افریقہ کو جو مصر کے منسوب میں واقع ہے منسوب کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ دیکھو تذکرہ ۸۱۴۔

۳) ابو سعید کی جگہ بعض متون میں صرف سعد کہا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ نیچے چکر آگے بھی ابو سعید کہا ہے۔ اسلئے غالباً ابو سعید صحیح ہے۔ (۴) یہاں اسے حلی کے بعض جگہ اسے حیم سے ساتھ لکھا ہے۔ مگر اگلے حلی سے صحیح ہے۔

۵) دیکھو تذکرہ ۲۱ نوٹ ۴۔

۶) دیکھو تذکرہ ۱۹ نوٹ ۷۔

ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن اسحاق راوندی

۳۳

مشہور عالم تھا۔ علم کلام میں اس نے ایک مقالہ لکھا ہے۔ اپنے عہد کے بہت بڑے فضلاء میں شمار ہوتا تھا۔ کوئی ایک سو پورہ کتابیں اس نے تصنیف کی تھیں۔ انھیں میں سے کتاب فیض العزیز، کتاب الحاج، کتاب الزمرد، کتاب الفقہ، رموزی، وغیرہ بھی ہیں۔ اس نے جو علمائے کلام کے ساتھ اس کے اکثر مجلسین رفاکر تین اور مناظرات ہو کر کئے تھے، ان کا حال بھی لکھا ہے۔ بعض مذہبی مسائل میں یہ تمام علم اسے جدا ہے جنھیں اہل کلام نے اپنی کتابوں میں اس سے نقل کیا ہے۔ ۵۲۷ھ میں رحلتہ ملاک بن طوق الثعلبی میں بائنداد میں اس کا انتقال ہوا۔ تھمناقیالیس برس کی عمر ہوئی ہوگی۔ بستان میں کہتا ہے کہ وہ ۲۷۷ھ میں مرسلہ وائنداد علم رحلتہ تھا۔ روایت فتح راوانف، وادوسکون، نون، ووال، ہلمہ، قاسان کے علاقہ اور نواحی الصفہان میں ایک قریہ ہے۔ روانڈیشا کے علاقہ میں بھی ایک سمت کا نام ہے۔ یہ وہ ضعیف ہے۔ قاسان بسین مہلم ہے۔ نہ قاشان بشین مجہوجم کے پابا یہی راوند ہے جس کا ذکر ابناؤم اسلامی نے اپنی کتاب تہاسہ کے باب المراتی میں کیا ہے۔ اور کہا ہے لوگ کہتے ہیں بنی اسد کے دو شخص تھے وہ کہیں الصفہان کی طرف گئے۔ وہاں ایک مقام پر جسے راوند وخرزاق کہتے تھے ایک دھقان سے اور ان سے اتنی دھاتی ہو گئی کہ بھائی بن گئے۔ اور ہم پالہ اور ہم ذوالہ ہو گئے۔ اتفاقاً ایک اون دونوں میں سے مر گیا۔ دوسرا سدی اور دھقان جو زندہ تھے انھیں اس سے سخت صدر ہوا۔ اور یہ قاعدہ مقرر کیا کہ دونوں اس کی قبر پر پڑے رہتے۔ اور جب شراب کے دو پالہ پیا کرتے تو اس کی قبر پر بھی ایک پالہ ڈال دیا کرتے۔ کچھ مدت بعد دھقان بھی مر گیا۔ اب وہ اسدی جو باقی رہ گیا تھا اون دونوں کی قبر پر پڑا تھا اور نہ چھوگا کرتا تھا۔

حَلِيلِي هَبْهَا لِي مَا قَدَرْتُ قَدْ تَمَّا أَحَدُكُمْ لَا تَقْصِيَانِ كَرَامَا

یہ ہے دودرود احمدیہ سے جو یہ تہین مدت گئی کیا یہ سچ ہے کہ تواریخ میں کبھی مذکور نہ گئے۔

أَمِنْ طَوْلِ نَجْمِ لَا تُحْيِيَانِ دَاعِيَا كَأَنَّ الذِّمِّيَّ يُسْقِي الدَّامَ سَقَا كَمَا

کیا مدت وراز کے خواب کے باعث بظاہر نے والے کو تم جواب نہیں دیتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی شراب پلانے والے نے

تہین شراب پلا دی (اور سلا دیا ہے)

لَمْ تَقْلَمَا مَالِي بِرَاوَنْدٍ حُلْهَا وَلَا خَزَائِقَ مِنْ صَدَائِقِ سَوَا كَمَا

کیا تو نہیں جانتے کہ تمام راوند اور خزاق میں تمھارے سوا میرا کوئی دوست نہیں

أَقْسَمُ عَلَى قَبْرِ نَبِيِّكَ مَا لَسْتُ بِأَرِحًا طَوْلًا لِّلْبَيِّاءِ أَوْ يُحْيِيَنَّ صَدَاكُمَا

میں تمہاری ہی پاس پڑا ہوں گناہ جب تک کہ راتیں نہ وا کرین گے یہاں سے بلند نہ والا خیمین جان اس وقت کہ تمہاری پاس
میری بات کا جواب دے۔

وَأَنْتُمْ كَمَا حَتَّ الْمَاءُ وَمَا الَّذِي يُؤَدِّي ذِي لَوْعَةٍ إِنَّ بَكَ كَمَا

مرتے دم تک تم پر برابر روتا رہو گا۔ مگر کوئی چیز بھی ہے کہ جس شخص کا محبت سے دل جل رہا ہے اس کو تم پر دیکھا دیکھا
فلَوْ جُعِلَتْ نَفْسُ لِنَفْسٍ وَقَايَةً أَبْجَدُ دُكَّ بَنِيهِ إِنْ تَكُونُ فِلَا كَمَا
اگر کسی جان کے بچانے کے واسطے کوئی جان کا کام آسکتی تو میں، اپنی جان توڑ سے تمہارا جان کر دیتا۔

أَصْبَتْ عَلَى قَبْرِ نَبِيِّكَ مِنْ مَدَامَةٍ فَإِلَّا تَنَلَا بِأَتْرُوِي ثَرَاكُمَا

میں تمہارے قبر پر پشرب پچھ کر چکا۔ اگر وہ تم تک نہ پہنچے گی تو میں تمہاری قبر کی مٹی کو وہ تر ہی کر دے گی۔
خزاق بضم فاء کے معجمہ وزا کے معجمہ والضا وقاف ایک اور کا دونوں کے پاس سے واللہ اعلم بالاشعواب
(۱) دیکھو فقویم البلدان ابو الفدا ج ۱ صفحہ ۲۸۰۔

(۲) بستان بہت کتابوں کے نام میں حاجی خلیفہ نے اس نام کی کتابوں کا نام لکھی ہیں۔ غالباً یہ بستان ابو عامر اسفہرانی
کی جیسے بستان کا بیان جمال دیگیا ہے۔

(۳) بستان فارسی سے عرب کی زبان الفظ سے کاشکارا و زورخ و دونوں کو کہتے ہیں۔ اور اگر اس کا اصل اطلاق اہل فارس
کے تھے تو یہ خاندانوں پر کیا جاتا ہے جو سورہ فی زمین کے مالک ہوتے ہیں۔

(۴) ایام جاہلیت میں عربوں کا عقیدہ تھا کہ ایک انسان کے ساتھ ایک ہزار آدمی ملے۔ وہ اس کی تہ پر رہتا تھا
اس کے کو صد کیا کرتا ہے امام سعودی نے اپنی کتاب مروج الذهب میں ان خیالات اور عقائد کا ذکر کیا ہے۔ یہاں سے
ترجمہ سعودی میں اس سے دیکھنا چاہئے۔

۳۵ ابو عبید احمد بن محمد بن محمد بن ابی عبید العبدی المذہبی وعلیم ہمدانی

مصنف کتاب الغرر النجفی تھا۔ یہ نسب تو اس کا کتابوں میں منقول ہے۔ مگر اس کی کتاب الغرر النجفی کی پشت پر
نیز نے اس طرح لکھا دیکھا ہے۔ احمد بن محمد بن عبدالحسن واللہ اعلم بہ شخص علمائے کبار سے تھا۔ اور اپنی کتاب
مذکورہ میں اس کے لئے کوتاہی نہیں کی ہے۔ مجھے اس کے حالات سب سے اس کے اور کچھ نہیں معلوم کہ وہ کونسا

آتشہری لغوی کی صحبت میں جس کا ذکر آئندہ آتا ہے رہا کرتا تھا۔ اسی سے اس نے چڑا اور بہت کچھ لکھا
 عربی میں کمال حاصل کیا تھا۔ اس اپنی کتاب میں اس نے قرآن کریم اور حدیث نبوی کے کلمات غریبہ کے
 تفسیر لکھی ہے جس سے وہ ایک نہایت مفید کتاب ہو گئی۔ ہر اور تمام دنیا میں پھیل گئی ہے۔ کہتے ہیں وہ
 بڑا دل لگی باز تھا۔ خلوت میں (شراب) پیتا۔ مجالس لذت و طرب میں اہل رب کا ہدم و ہمساز رہتا تھا۔ خدا تعالیٰ
 اوسکے اور ہمارے سب کے گناہ معاف کرے۔ باختر نئی نے اوبائے خراسان کے تذکرات میں اس کی ان
 حرکات کی نسبت کچھ اشارہ کیا ہے و اللہ اعلم۔ اس کی وفات جب ۱۱۸۰ھ (۱۷۷۷ء) میں ہوئی ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ
 ہر ذی بفتح ہائے ہوز و رائے مہلک ہرات سے منسوب ہے جو خراسان کے نہایت بڑے شہر دن میں ہے
 ہے۔ جسے اصف بن قیس نے عبد اللہ بن عامر کے ماتحتی میں فتح کے طور پر (۱۱۸۰ھ) میں فتح کیا تھا۔ فاشا
 بفتح فاء و الف و شین معجمہ و الف و نون فاشان کی طرف منسوب ہے۔ جو ہرات کے علاقہ میں ایک قریہ ہے
 سمعانی کے قول کے بموجب بعض اوس کو باستان ببا کے موجد وہی بتاتے ہیں۔ اس سے اوپر قاسان اور
 قاشان کا ذکر آچکا ہے۔ یہ چاروں ایسے نام ہیں کہ ان میں اشتباہ ہو جایا کرتا ہے۔ مگر حقیقت ان میں بڑا
 فرق ہے۔ ہم نے جو تصریح کر دی ہے اب شبہ بخین ہو سکتا۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۲۲ نوٹ ۲۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۳۴۔

ابو المظفر احمد بن محمد بن المظفر الخوافی

۳۶

شافعی فقیہ اور اپنے زمانہ کا بڑا باعلیٰ نظر تھا۔ امام الحرمین جوینی سے فقہ بڑھی اور اس کے تلامذہ میں اول درجہ
 حاصل کیا تھا۔ طوس اور اوس کے نواحی کا قاضی بھی رہا تھا۔ اہل علم میں بحث و مناظرہ اور مناظروں کے ساکت اور
 دم نہد کرنے میں نہایت مشہور تھا۔ علمی شغل میں اوجامد غزالی کا رفیق و ہمساز رہتا تھا۔ خدا سے تعالیٰ نے
 غزالی کو تصانیف میں اور خوافی کو مناظرہ میں سعادت عنایت فرمائی تھی۔ بہقام طوس ۵۸۰ھ (۱۱۸۵ء) میں ابو المظفر
 نے وفات پائی۔ خواف بفتح خاء سے معجمہ و واء و الف و فاء شاپور کی ایک سمت کا نام ہے جو ان بہت کثرت سے
 قریات اور دیہات آباد ہیں۔

۳۷ ابو الفتح احمد بن محمد بن محمد بن احمد طوسی خراسانی ملقب بمجدالدین

امام ابو حامد محمد بن محمد بن خراسانی کا بھائی شافعی فقیہ و عارف خوش بیان مشکل و معورت کا اچھا صاحب کرامات و اشارات تھا۔ اگرچہ فقیہ بھی بہت اچھا تھا۔ مگر عقل کی طرف طبیعت مائل ہو گئی تھی۔ اگر وہ عظمیٰ کا کرتا تھا۔ اوس کے بھائی ابو حامد کی طبیعت جب تعلیم و تدرب سے تنگی اور گوشہ نشینی کا لیا۔ تو نیا جہت ہی رفتہ تک مدرسہ نظامیہ میں پڑھاتا رہا تھا۔ اس لئے ابو حامد کی کتاب احیاء العلوم کا ایک جلد میں ختم نہ کر سکے۔ **الباب الاخر** نام رکھا ہے۔ ایک اس کی اور کتاب بھی ہے جس کا نام اس لئے **الغیرہ فی علم النجوم** رکھا ہے۔ ملکون میں اکثر سفر کرتا۔ اور وہ فیوض کی بذات خاص خدمت کیا کرتا تھا۔ طبیعت میں گوشہ گیر نہیں و غریب نشینی کی طرف بہت میلان تھا۔ ابن النجار نے تاریخ بغداد میں اس کا ذکر کر کے کہا ہے کہ اوس کے پاس سے ایک شخص نے ایک مرتبہ یہ آیت پڑھی یا عبادی الدین ائمتہ ہوا علی القبر ھو لا تفتلوا من رحمۃ اللہ۔ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ **اشھو العفو و التوحیم** اسے جس نے وہاں سے گناہ کر کے) اپنے اوپر یاد دیا ان کی ہین اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیا ہوگا اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ اور وہ بیشک بڑے شے والا مہربان ہے۔ **عزرائی** نے کہا اللہ تعالیٰ نے یا عبادی کہا اپنے بندوں کو اپنی طرف اضافت کی شرافت بخشی ہے۔ پھر اپنے قول کی تائید میں یہ شعر پڑھا ہے۔

وہَا نَعْلَى اللّٰہُ فِی جَنِّبِ جَنِّہَا وَتَقُولُ الْاَعْمَادُ سَعِیَہُ تَغْشِیَعِ

اوس کی محبت کے پہلو پر خوب کیجئے نوحہ و ملامت کہ چھپر کی جانی۔ پرست اپنی نیت سے۔ اور دشمنوں کا یہ کہنا کہ وہ برادری سے نکال دیا ہو کہ بھلی ہے۔

اَصْمُ اِذَا اُوْدِیْتُ بِاسْمِیْ وَانْقِیْ اِذَا قِیلَ لِیَ یَا عَمَّیْدَہَا السَّمِیْعُ

جب مجھے میرا نام لکھا جائے ہن تو بہر انجانا ہوں۔ لیکن جب اوس کا غلام کہتے ہن تو ہن فوراً سن لیتا ہوں۔

لَا تَدْعِنِیْ اِلَّا بِاَسْمِیْہَا فَآئِئْہُ اشْرَفُ اَسْمَائِیْ

مجھے اوس کا غلام نہ کہہ دیکار کرو۔ اور نام کہی نہ۔۔۔ یہ اس کے اچھا نام ہی ہے۔

احمد کی وفات قزوین میں ۵۲۲ھ (۱۱۲۷ء) میں ہوئی ہے۔ جوہر اللہ تعالیٰ۔ طوسی طوس کی طرف منسوب ہے طوس اصغر طاس ہلکے سکون و اووسین ہلکے ترسان کا ایک پرگنہ ہے۔ جس میں دو شہر آباد ہیں۔ ایک کا نام ہے

ظاہر ان بظاہر مہملہ والفاء وبائے موحده وراسے مہملہ والف ونون۔ دوسرے کا نام ہے نونان بعضہ نون و سکون۔ و او و قاف والف ونون۔ ان دونوں شہروں کے متعلق کوئی ایک ہزار گاون سے زیادہ ہیں۔ غزالہ یعنی عجمہ و تشدید رائے عجمہ والف و لام خوارزم والون کے کنارہ میں غزالہ (سوت و خوش) کی جانب نسبت ہے۔ کیونکہ وہ قنار و صوبی کو قناری اور عطار کو عطاری کہہ نسبت کیا کرتے ہیں بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ غزالہ بزرے مخففہ غزالہ کی طرف منسوب ہے جو طوس کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے۔ مگر یہ امخلاف شہر ہے۔ لیکن معانی نے کتاب الانساب میں ہی کو اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

قزوین یعنی قاف و رائے عجمہ و کسر او و یائے تہانیہ دنون عراق عجم میں ہما تھیلی قلعون کے پاس ایک بڑا شہر ہے۔ (۱) یعنی وہ کتاب جس میں علم بصیرت اور نظر کا بیان ہے۔ لیکن یہ بات کہ اس میں نظر کا کس حیثیت سے بیان ہے اس کے اصل تحقیق تو اس وقت معلوم ہوگی جس وقت یہ کتاب سامنے آئے۔ لیکن مصنف کی حالت پر غور کرنے سے خیال ہوتا ہے کہ اس میں بصیرت روحانی کا ذکر ہوگا۔

(۲) سورة الزمرہ ۳۹ آیت ۵۴۔

(۳) اسماعیلیوں کا پورا بیان مشرعی ساسی نے اپنی تاریخ فرقہ ڈھڑس کے دیباچہ میں لکھا ہے۔

۳۸ ابو الفتح احمد بن علی بن محمد الوکیل معروف بہ ابن بزمان

شافعی فقہ اصول و فروع متفق و مختلف میں بڑا کامل و متبحر تھا۔ ابو حامد غزالی ابو بکر الاشاشی اور ابو الحسن الکلیا الہکمری سے فقہ طبری تھی۔ اس کے تمام فنون میں خوب ماہر تھا۔ کتاب الوجیز اصول فقہ میں اسی کی ہے۔ بغداد میں ایک مہینے سے کچھ کم مدرسہ نظامیہ میں پڑایا بھی تھا۔ (۲۶۷ھ) میں بغداد میں ہی انتقال ہوا۔ احمد التہمالی۔ بزمان یعنی بزرے موحده و سکون راسے مہملہ وائے مہوز والف ونون ہے۔

(۱) طبقات الشافعیین میں ہے ابن بزمان بغداد میں مشائخ میں پیدا ہوا تھا۔ فقہ میں اس نے ایک کتاب البیضا مفصل کے نام سے تصنیف کی تھی۔ پھر البیضا یعنی اوسل و ریجہ لکھی۔ اوس کے بعد الوجیز یعنی مختصر لکھی۔ اور اور بھی کتنی ہی کتابیں لکھیں۔ لیکن اسکے سامنے بڑے بڑے عجمیہ فقہ کے سادات پیش کرتے تھے اور وہ ہر چیز میں نہایت عمدہ و فاضل دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی یاقتہ اس وقت میں غریب النسل ہو گئی تھی۔ ابن خلدون لکھتا ہے کہ اس کی حالت کا عجیب تھا۔ نہایت ناچک شہرور۔ یہ کہ وہ شمس میں سرسبز

۳۹ ابو جعفر احمد بن محمد بن اسماعیل بن یونس المرادی سخماس نخوی مصری

فضلائے عصر اور صاحب تصانیف فغنیہ سے تھا تفسیر القرآن الکریم کتاب اعراب القرآن کتاب النسخ والنسخ کتاب فی النوح جس کا نام التفسیر (حسب) ہے کتاب فی الاشتقاق تفسیر آیات (دی جو) سمیوہ (سین) بطور مثال کے اپنی کتاب میں دی ہرن اور جو اپنی طرح کی پہلی ہی کتاب ہے کتاب ادب الکتاب (دراہم کتاب) و نشان کتاب الکافی نخوین کتاب المعانی (بیان محاورات جو نظم میں اکثر آیا کرتے ہیں) دس شعر کے دیوانوں کی تفسیر اور اون کا املا لکھا کتاب الوقف والابتداء صغریٰ و کبریٰ (جلوں کی ابتدا اور انتہا کے بیان میں) کتاب شرح معلقات سبعہ کتاب طبقات الشعراء وغیرہ سب آئی کی کتابیں ہیں۔ حدیث ابو عبد الرحمن النسائی سے سنئی۔ اور اوس سے روایت کیا کرتا تھا۔ خواہو الحسن علی بن سلیمان بن خفیش نخوی دہلی الزنجی و ابن الانباری و فطویہ و دیگر اعیان اُوبالی عراق سے پڑا تھا۔ مصر سے ادب کے پاس تحصیل علم کے واسطے گیا تھا۔ مگر دیر نہیں اور اپنے خرچ میں بڑی تنگی کیا کرتا تھا اگر کسی کو ایک عامہ عنایت کرنا چاہتا تو بخل اور لالچ کی وجہ سے قطع کر کے تین عامہ بنا کر دیتا تھا۔ اور کفایت شعاری کی غرض سے بازار سے اپنا سودا خود ہی لے آتا۔ اپنی حواج کا بار بھی اپنے اہل معرفت اور آشناؤں پر ڈالتا رہتا تھا۔ مگر باوجود اس کے لوگ اوس کے پاس بڑی رغبت سے جاتے اور پڑھتے پڑھاتے تھے۔ اوس نے مخلوق کو بہت فائدہ پہنچایا ایک خلق کثیر نے اوس سے علم حاصل کیا تھا۔

مصر میں بروز پنجشنبہ ۵ رزی الحجۃ ۲۳۳ (۸۴۹) یا بعض کے قول کے بموجب ۲۳۳ کو اس نے وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اوس کی وفات کا سبب اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ دریائے نیل کے کنارہ مقیاس کے زینہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ دریا کی طغیانی کا موسم تھا۔ عرض میں کچھ اشعار کی باتیں سوچ رہا تھا۔ کسی جاہل نے سمجھا وہ نیل پر جاو کر رہا ہے تاکہ او سے طغیانی نہ ہو۔ اور غمگراں ہو جائے۔ ایسے بھلائی اگر ایک ایسی بات ماری کہ وہ دریائے نیل میں گر پڑا۔ اور پھر او کی کسی کو کچھ خبر نہ ملی۔ سخماس بفتح نون و تشدید حاء کے مطلق والف و سین ہملا اوس شخص کو کہتے ہیں جو سخماس (مانجے) کا کام کرتا ہے۔ مصر والے میل مانجے کے برتن بنانے والوں کو سخماس کہہ کر تے ہیں۔

۴۰ ابو طالب احمد بن بکر بن یقینۃ العبسی النخوی

بڑا فاضل اور علوم میں خوب ماہر تھا۔ سخنیں ابو علی فارسی کی کتاب الايضاح کی نہایت عمدہ شرح لکھی ہے۔ مجھے اس کے سوا اس کا حال اور کچھ نہیں معلوم کہ اس نے سخو کی کتابیں ابو سعید خدری ابو الحسن ثمالی اور ابو علی فارسی سے پڑھی تھیں۔ بروز پنجشنبہ ۲۰ رمضان ۳۸۰ھ (۹۹۰ء) کو اس کا انتقال ہوا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ عبدی بفتح عین پہلے و سکون بائے موجودہ و وال پہلے عبد القیس بن اھشی بن عجمی کی طرف منسوب ہے جو عرب میں ایک بڑا مشہور قبیلہ ہے۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۱۹ نوٹ ۱۔

۴۱ ابو العباس احمد بن محمد بن عبد اللہ بن یحییٰ الکاتب

صاحب کتاب الخراج ۲۷۰ھ (۸۸۳ء) میں مرا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مجھے اس کا کچھ حال معلوم نہیں کہ میں اس کا ذکر کروں۔ مگر کتاب اوس کی بہت مشہور ہے۔ اسی وجہ سے میں نے اس کا بیان ذکر کیا ہے۔ کہیں کہیں جب لوگ اوس کی کتاب کو پڑھیں گے تو اوس کے زمانہ کے معلوم کرنے کا انھیں فائدہ ہوگا۔

(۱) معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ مالک ازہی کے بیان میں ہوگا جو زیندہ اور انور عیاس سے سرکار کو وصول ہوتی تھی اور چونکہ یہ کتاب تھا اور سرکاری دفاتر میں ملازم تھا اس سے ہمارے خیال کی اور بھی تائید ہوتی ہے۔ اگر یہ رسالہ کہیں ملے تو تاریخ ہذا کا میں اس سے بہت بڑا مفید اضافہ ہوگا۔

۴۲ ابو العباس احمد بن یحییٰ بن زید بن شیکار النخوی الشیبانی بالولاء عرف بعلقب

مترجم بن زائدۃ الشیبانی کا جس کا ذکر تذکرہ ۱۱۰ میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ حرف میں میں لکھنا مسمیٰ تھا۔ خواہر میں کو فیضان کا امام اور ابن الاعرابی اور زبیر بن بکّار کا شاگرد تھا۔ بخش اصغر ابو بکر بن انباری اور ابو عمر الزاہر وغیرہ اس سے روایت کیا کرتے تھے۔ وہ بہت بڑا ثقہ حجت قاطع اور صالح تھا۔ حافظ صدق بیان اور عربی دانی میں بڑا مشہور تھا۔ قدیم اشعار کی روایت میں ایام طفلی سے ہی اپنے استادوں کے نزدیک معتبر اور مستند مانا جاتا تھا۔

ابن الاعرابی کو جب کبھی شک ہوتا تو کہتا ابو العباس بتاؤ یہ کیسے ہے۔ کیونکہ وہ اسے ثقہ سمجھتا اور اس کے حافظہ پر بڑا اعتماد کرتا تھا۔

ابو العباس کہا کرتا تھا میں نے عربی ادب اور لغت میں پڑھنا شروع کیا۔ اور ۲۰ سال سے قرآن کے حدود کو دیکھنے لگا تھا۔ جب پچیس سال کا ہو گیا تو قرآن کا کوئی مسئلہ ایسا باقی نہ رہا کہ جو مجھے سب سے اچھا یاد نہ ہو۔ ابوبکر بن مجاہد المقرئ کہتا ہے کہ ثعلب نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا۔ ابوبکر! علمائے قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں وہ اپنی مراد کو پہنچتے ہیں۔ حدیث والے حدیث پڑھتے ہیں وہ بھی اجر پا سکتے ہیں۔ اہل فقہ فقہ کیسے سکھاتے ہیں اور ضعیف بھی اپنا ثواب ملے گا۔ میں ہمیشہ زید و عمر میں مشغول رہا۔ آخرت میں نہ معلوم میرا کیا حال ہوگا۔ ابوبکر کہتا ہے کہ اس کے بعد میں اس کے پاس سے اپنے مکان کو چلا آیا۔ اسی شب کو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اِقْرَأْ لِبِابِ الْعَبَّاسِ غُثًى السَّالِفَةِ وَقُلْ لَهُ اَنْتَ صَاحِبُ عِلْمِ الْمُسْتَطِيلِ ابو العباس سے جا کر ہمارا سلام کہو۔ اور اس سے کہہ دو کہ تجھے بڑا معزز علم دیا گیا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک نیک بندہ تھا اس کی نسبت کہتا ہے کہ رسول اللہ کا اس تقریر سے یہ مطلب ہے کہ اس علم سے کلام کامل اور گفتگو اچھی ہو جاتی ہے۔ اور کل علوم میں انسان کو اس کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ معروف بڑے فاضل تھے ایک مرتبہ میں ابو العباس ثعلب کی مجلس میں بیٹھا تھا کسی نے اس سے ایک سوال کیا۔ ثعلب نے کہا مجھے نہیں معلوم کہا ہاں آپ کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم آپ کی طرف تو سفر کرتے کرتے آؤ تو اس کے کچھ بچھے جاتے ہیں۔ ہر ملک سے لوگ آپ کے پاس چلے آتے ہیں۔ ابو العباس نے کہا جتنی چیزیں میں نہیں جانتا ہوں ان کی کتنی کی برابر تیری امان کے پاس۔ میرے بزرگوں کی بیعتیں ان بھی ہوتی ہیں تو وہ غنی ہو جاتے (یعنی بے انتہا تین میں تو کسی نہیں جانتا ہوں) کتاب الفصیح جو حجم میں جھوٹی مگر فائدہ میں بہت بڑی ہے ابوبکر کی تصنیف ہے۔ شعر بھی کہلاتا تھا۔ ابوبکر بن القاسم الانباری نے اپنی اماں میں ایک حکیم ذکر کیا ہے کہ شاعر ثعلب نے مجھ تک مرتبہ نہ آئے تھے مگر میں ضعیف کہہ سکتا کہ اوس کے میں کسی اور کے۔

اِذَا كُنْتَ تُوتُ النَّفْسِ تَدَّ هَجْرُهَا فَكَمْ تَلْبِثُ النَّفْسُ الْبَقِيَّةَ تَوْتُهَا

تو تو نفس کی قوت اور خدا ہے۔ پھر بھی تو اسے چھوڑ کر چل گئی۔ بھلا بتا تو یہی جس نفس کا تو قوت ہے وہ ہرگز تیرے کہن تک نہ

دھیکتا (یعنی تیرا دیر میں زندگی ہے۔ تیرا خدا ہی میں کیسے دھکے دے سکتا ہوں)

سَتَبْقَى بَقَاؤُ النَّفْسِ فِي الْمَاءِ اَوْ كَمَا يَعْشَبُ يَبْدَأُ الْمَهَامَةَ حَوْثًا

اوس کی زندگی ہوگی تو اتنی ہی ہوگی جتنی پانی میں گوہ کی یا تشک بیان میں مچھلی کی۔

ابن الانباری کہتا ہے کہ اس میں ابو الحسن بن البرکاتی یہ شعر اور زیادہ کر کے ہمیں سنائے تھے
أَغْرَ لِعِ مِثِّي أَنْ تَصْبِرْتُ جَاهِلًا وَفِي النَّفْسِ مِثِّي مُنَاكِ مَسْمُومَةً

کیا۔ تجھ اس بات سے دھوکا ہو کہ میں نے دیر وستی اپنے آپ کو تجھ پر باج بن لیا تھا۔ حالانکہ میرے نفس کی تیرے سب سے
یہ حالت جو رہی ہے کہ اوسے قتل کرنے کو تیار ہے۔

فَلَوْ كَانَ مَالِي بِالْقُصُورِ لَهَدَّهَا وَبِالزُّبُجِ مَا هَبْتُ دُطَالَ خَفَوْتَهَا

جو صدقہ کہ مجھ پر ہے اگر پھاڑ پھنی ہوتا تو اس کے بھی لکڑیٹ ہر جالتے اور اگر ہوا پر ہوتا تو دسکا چلنا بند ہو جاتا
اور مدتوں کہ ان کی نیند سوتی رہتی۔

فَصَبِّرْ الْعَلَّ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا فَاشْكُوهُمْ وَمَا مِنْكَ دِيَاثٍ لِقِيَّتِهَا

صبر میں بہتر ہے۔ شاید اللہ ہمیں تمہیں اکٹھا کر دے۔ اوس وقت میں ان باتوں کی شکایت کروں گا جو تجھ سے مجھ پر پڑی
ہیں اور تیری خاطر سے میں نے برداشت کی ہیں۔

ابن الفراء نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ثعلب ربیع الاول ۲۸۰ (اکتوبر ۸۹۱ء) میں پیدا ہوا تھا۔ مگر بعض
نے ۲۸۰ اور ۲۸۱ شمسی بیان کے ہیں لیکن واقعات سے دیکھا جائے تو ۲۸۰ میں پیدا ہوا ہو گا وہ کہتا

ہے جب مامون خراسان سے غلامین آیا ہے تو میں نے اوسے دیکھا تھا۔ میں باب الحدید سے لنگر
رہا ذکر کو جاتا تھا۔ تماشائی دو صفین باندھے کھڑے تھے۔ یہ سبے باب نے مجھے کندھے پر چڑھایا تھا۔

جب مامون برابر کو آیا تو اوس نے کہا یہ مامون ہے۔ یہ واقعہ ۲۸۰ کا تھا۔ یہ بات مجھے اوس کی ایک یاد
ہے۔ میری عمر اوس وقت تخمیناً چار سال کی ہوگی۔ بروز شنبہ ۱۔ یا ۱۰ جمادی الاولیٰ ۲۸۰ (اپریل ۸۹۱ء)

بغداد میں انتقال کیا۔ اور باب الشام کے مقبرہ میں مدفون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جمعہ کا دن تھا
صحر کی نماز پڑھ کر دو جامع مسجد سے نکلا۔ کانون سے اونچا سنائی دیتا تھا۔ ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ راستہ

پڑھتا جاتا تھا۔ ایک گھوڑے کا بھٹکا لگ کر گڑھے میں گر گیا اور ایسی چوٹی آئی کہ نکلا تو ہوش نہ رہا۔ اسی
طرح گھر کو اٹھا کر لیکے۔ زمین سے گرنے کی آواز نکلتی تھی۔ دوسرے روز مر گیا۔

شیخ رافع حسین مہار و شہید یاس کے تحانیہ والے اور اُسے مہار شیبانی بفتح شین مجاہد سکون یاس کے تحانیہ والے
موجودہ والے و نون منسوب ہے شیبانی کی طرف جو بکر بن دائل کا ایک غنی ہے۔ مگر شیبانی دوہوئے

ہیں۔ ایک شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ۔ دوسرا شیبان بن ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ۔ بڑا شیبان چھوٹے شیبان کا چچا ہے۔

اس کی تصانیف میں سے بعض کتب کے نام یہ ہیں۔ کتاب المصنوعون صرف و نحو میں کتاب اختلاف النحویین کتاب معانی القرآن و قرآن کے خاص خاص محاورات کی تفسیر کتاب ما نحن فیہ العامة (ادب و غلطیوں کا بیان جو عام لوگوں سے ہونے میں ہوا کرتی ہیں) کتاب القرائت (قرأت سبعہ کے بیان میں) کتاب معانی الشعر (تفسیر محاورات اشعار جاہلیت) کتاب التصغیر کتاب بایضرف و کالایضرف کتاب ما تجزی و لا یجزی راوی کلمات کے بیان میں جن پر دوسرے الفاظ کا عمل ہوتا ہے اور جن پر نہیں ہوتا کتاب الشارح کتاب الامثال کتاب الایمان (قدما میں) کتاب الوقف والابتداء کتاب الالفاظ کتاب الہجاء کتاب الحجاب کتاب الاوسطا صرف و نحو میں کتاب اعراب القرآن کتاب المسائل کتاب حد النحو وغیرہ۔

(۱) اسلام کے ابتدا احمد بن جبعلی صرف و نحو اور لغت کے اول اول تدوین شروع ہوئی تو اس وقت دو مقام کو ذرا بصرہ جو حضرت عمر کے آباد کیے تھے بڑے نامی ہو گئے تھے۔ اس کے عربی محاورات ایک دوسرے سے ایسے ہی مختلف تھے جیسے کہ عرصہ پیشتر ذیل لکھنؤ کی اردو میں تھے۔ ان میں بصرہ کو بعض مناسبوں سے دہلی اور کوڑہ کو لکھنؤ کہہ سکتے ہیں۔ ان میں کوڑہ تو دنیا سے ہی رخصت ہو گیا۔ اور بصرہ فقط ایک تجارت گاہ کے طور پر رہ گیا ہے۔ اور گوکہ اسلام کی ہی عکدار میں سے ہے مگر وہ اب کوئی علمی جہ چاہ نہیں ہے۔

(۲) یعنی میں ہمیشہ صرف و نحو کے پڑھنے پڑانے میں لگا رہا جس میں نہایت مشہور و شائیں ہیں ضرب زبیر عمر۔ زبیر بن زبیر۔ مرث زبیر وغیرہ۔

(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم صرف و نحو نہ صرف ہائز ہی ہے بلکہ اس کا پڑھنا پڑنا مستحسن ہے۔ دیکھو تذکرہ ۱۹۱۷ء (۴) ابو عبد اللہ احمد بن حنبلہ و داری صورت کا باشندہ اور شام کے صوفیوں میں سب سے اعلیٰ درجہ کا شخص تھا۔ ۲۶۰ھ تک عمری (۲۶۹ھ) میں وفات پائی۔ ایک اور شخص شیخ صوفی اسی ابو علی احمد بن محمد بن القاسم رودباری کے نام کا لکھنؤ کا رہنے والا تھا اس نے مہر میں اگر سکونت اختیار کر لی تھی۔ اور یہاں صوفیوں میں اول مانا جاتا تھا۔ اس نے جنید وغیرہ سے تعلیم پائی تھی۔ اور بہت قسم کے علوم جانتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ تصوف میں میرا استاد جنید ہے حدیث میں ابراہیم بن ابی خاتمہ میں ابن شریک اور ادب میں ثعلب۔ (۲۷۰ھ) میں اس نے انتقال کیا۔ ماخوذ از تاریخ یافع و طبقات حنفیہ وہ نصیب کو جسے ہمارے یہاں گوہ کہتے ہیں۔ پانی بن جانا ایسا ہی ناگوار ہے جیسا کہ عربی کو۔ وہ ہمیشہ بانی سے بچتی

رہتی ہے۔ کوئی ڈیڑھ فٹ کی لمبی ہوتی ہے۔ ریگستان کے جلاباؤن میں زمینوں میں سوراخ کر کے رہتی ہے۔
ایام جاہلیت میں عرب اسے کھایا بھی کرتے تھے۔

(۶) قاضی ابوالحسن محمد بن احمد بن البراء عبدی بغداد کا باشندہ اور قاری متحرک تھا۔ شوال ۲۹۱ھ (۹۰۴ء) میں مرا
طبقات القراء

۷۸۱ اس مورخ کا کہیں بیان نہیں ملتا بلکہ نام کا صحیح تلفظ بھی نہیں معلوم ہوتا۔ غالباً ابن الفرات ہے۔ تاریخ یا فہم کے
۸۰۲ ذیل میں یہ عجائبات لکھی ہوئی ہے۔ اس سال ابوالحسن محمد بن عباس بن احمد بن الفرات بغداد میں مر گیا
اوس نے حدیث عالمی وغیرہ اوس زہلے کے استادوں سے پڑھی تھی۔ خطیب (دیکھو تذکرہ ۳۳) کہتا ہے میں نے
سنا ہے کہ اوس کے پاس دوسو ستہ (حاشی کے) تھے۔ جو علی بن محمد مصری سے اوس سے لئے تھے۔ اور اوس نے
تفسیر میں لکھی تھیں اور اتنی ہی تاریخوں کا مصنف تھا۔ اور بہت بڑا معتبر ثقہ مانا جاتا تھا۔
(۸) کتاب الایمان کا مضمون صحیح نہیں معلوم کیا ہے۔

۳۴ حافظ ابوطاہر احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم سلمیٰ الاصفہانی مقبب الصدق

شافعی مذہب حدیث کے بڑے جلیل القدر حفاظ میں سے تھا۔ حدیث کی چوبیس ہزار روایتیں لکھ کر سفر کئے اور
اکابر و شائخ سے ملا تھا۔ بغداد میں بھی آیا۔ اور ابوالحسن الکیلی علی الہراسی سے فقہ و خطیب ابوزکریا یحییٰ بن
علی التبریزی لغوی سے لغت پڑھتا رہا تھا۔ ابو محمد جعفر بن اسحاق وغیرہ ائمہ سے روایت کرتا تھا۔ ملکوں کے
سفر کرتا اور دنیا میں چاروں طرف چکر مارتا پھرتا تھا۔ ذی القعدہ ۴۱۵ھ (ماہ ۱۱۵۰ء) میں سکندریہ کی صدر
انگ پہنچ گیا تھا۔ یہاں وہ شہر ضرور سے جہاز میں بیٹھ کر آیا تھا۔ وہاں کچھ روز اوس نے قیام کیا۔ لوگ اوس
کے پاس دور دور سے آتے حدیث سننے اور فائدہ اٹھاتے تھے۔ انصاری عمر بن اسبغہ زہدین اوس کا
ثانی مد تھا۔ عادل ابوالحسن علی بن السکار وزیر الخافر العبدی صاحب مصر نے ۴۵۵ھ (۱۱۵۰ء) میں اسی
مقام پر اوس کے لئے ایک مدرسہ بنوایا اور اوس سے اوسکا بہتر مقرر کر دیا تھا جو جنگ وہاں سلمیٰ مدرسہ کے
نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ میں شام اور ملک مصر میں اوس کے بہت اصحاب سے ملا۔ اور اوس سے حدیث
سنی اور اجازت حاصل کی۔ اوس نے خود بہت کچھ لکھا ہے۔ میں نے اوس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریریں
دیکھیں اور بہت مفید باتیں نقل کیں۔ منجملہ اوس کے ابو عبد اللہ محمد بن عبد الجبار اندلسی کے قصیدہ میں کے

یہ چند اشعار بھی اوس کے لکھے ہوئے تھے۔ انھیں بھی میں نے لکھ لیا تھا۔

لَوْ لَا اشْتِغَا لِي بِالْأَمِيرِ وَمَدَّ حِيهِ لَا ظَلَمْتُ فِي ذَلِكَ الْعَرَّالِ تَغْرِ لِي

اگرچہ میں امیر اور اوس کی طرح میں شغول نہ ہوتا تو میں اس عرّال (معتقد) کے اوصاف میں لمبی لمبی غزلیں کہتا۔

لَكِنَّ الْأَوْصَافَ الْجَدَّالِ عَدُوٌّ لِي فَتَرَكْتُ الْأَوْصَافَ الْجَدَّالِ مِمَّنْزِلِ

لیکن غفلت و جلال کے اوصاف نے مجھے اپنی طرف مشغول کر کے ایسا روک لیا ہے کہ مجبوراً اوصاف جمال مجھے گوشہ میں رکھنا پڑے ہیں۔

اوس کے ہاتھ کے لکھے ہوئے انھیں کاغذات میں سے میں نے یہ شعر بھی نقل کیے ہیں جو جمیل کے بیٹے نے جمیل سے منے پر لکھے تھے۔

وَأَنَّ سَأَوِي عَنْ جَمِيلٍ لِسَاعَةِ مِنْ الدَّهْرِ مَا جَاءَتْ وَلَا حَاجَاجِيهَا

جمیل کے مرنے کے بعد مجھے دنیا میں ایک ساعت تلی نہیں ہوئی۔ اس کا وقت اوس دن سے کچھ پہلے آج تک نہیں آیا۔

سَوَاءٌ عَلَيَّ أَيَا جَمِيلٍ بَنِي عَمْرِو إِذَا مِتَ بَأْسًا أَمْ الْحَيَاةِ وَلَيْسَ لَهَا

اے جمیل بن عمر میرے مرنے کے بعد زندگی کی سختی و نرمی ہمارے لیے سب کا سامان ہو گئی ہے۔

یہ شعر وہ بہت پرہیزگار کرتا تھا۔

قَالُوا أَنْفُسُ الدَّامِرِ سَكَا نَفْسًا وَأَنْتُمْ عِنْدِي أَنْفُسُ النَّفْسِ

کسی گھر کے رہنے والوں کو اوس کے نفوس کہا کرتے ہیں۔ مگر تم تو میرے نزدیک دگر دن کے نفوس نہیں بلکہ نفوس

کے نفوس اور جالوزن کی جاہلین ہو۔

اوس کے آمالی اور تالیق بہت کثرت سے ہیں۔ مگر مختصر کتاب میں انحصار ہی بہتر ہے۔ تقریباً ۴۶۴ سحری

(۱۶۹ء) میں بمقام صفہاں پیدا ہوا۔ اور چاشت کے وقت بروز جمعہ یا شب جمعہ بخیر ماہ ربیع الآخر ۷۵۵ھ

(اگست ۱۸۷۵ء) کو نغراسکندریہ میں انتقال کیا۔ وعلّٰکدین مدفون ہوا۔ وعلّٰکد فیصل کے اندر باب انصر کے

پاس ایک قبرستان ہے۔ وہاں طوطی وغیرہ کی طرح کے بہت سے اور صالحین بھی مدفون ہیں۔ وعلّٰکد بنیچہ وعلّٰکد

عین پہلہ ولام دہائے ہوز۔

کہتے ہیں کہ یہ قبرستان حمید الرحمن بن وعلّٰکد السبّالی مصری صاحب ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب

ہے مگر اس میں اس کے سوا اور قول بھی ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

میں نے علامہ محدثین دیامصر سے جس میں حافظ زبئی الذہبی ابو محمد بن عبد القوی المنذری بھی داخل ہے جو اپنے زمانہ میں مصر کا بڑا محدث تھا حافظ سیفی کی ولادت کی نسبت روایت مذکور کو بیان کرتے ہوئے ساتھ ساتھ کتاب رقم الریاض المفصیح عن المقاصد والاغراض تالیف شیخ جمال الدین ابی القاسم عبد الرحمن بن ابی الفضل عبد الحمید بن اسماعیل بن جنس الصفراوی اسکندری شاگرد حافظ ابو طاهر سیفی مذکور میں میں نے اس کے بعد لکھا دیکھا ہے کہ حافظ ابو طاهر کہا کرتا تھا میری ولادت تخمیناً ۷۸۵ھ سے اس سے اوکی عمر اٹھانوے برس کی ہوتی ہے۔ انتہی کلام الصفراوی حافظ محب الدین محمد بن محمود معروف بابن النجاریغ راوی کی تاریخ میں بھی کچھ ایسی ہی بیان ہے جس سے صفراوی کے قول کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ عبد الغنی نقیہ سے کہتا تھا کہ میں نے حافظ سیفی سے اس کے تاریخ ولادت پوچھی تو اس نے کہا مجھے نظام الملک کا قتل جو ۸۰۷ھ میں ہوا ہے اس وقت میری عمر کا دسواں سال شروع ہوا تھا۔ اگر اس کی ولادت کی نسبت مہر الدولہ کی روایت ۷۸۵ھ کی صحیح ہوتی تو وہ یہ نہ کہنا کہ ۸۰۷ھ میں جو نظام الملک کا قتل ہوا ہے وہ یاد ہے۔ کیونکہ ان کے قول کے مطابق اس وقت اس کی عمر ۲۲ یا ۲۳ برس کی تھی۔ اس عمر میں عاد کے خلاف ہے کہ کوئی شخص کہے مجھے فلان بات یاد ہے۔ بلکہ ایسی بات وہ کہا کرتا ہے جسکی عمر چار یا پانچ سو سال کی تخمیناً ہو کر رہتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ صفراوی کا قول اربع ہجرت ہے اور وہ اس کا شاگرد بھی تھا اور اس کی زبان سے اس نے اس طرح سنا تھا کہ میں ۷۸۵ھ میں پیدا ہوا ہوں۔ صفراوی ایسا شخص ہے کہ جس کے قول میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ برخلاف اس کے قاضی ابوالطیب طاہر بن عبد اللہ الطبری کے سوا جس کی عمر ایک سو دو برس کی ہوئی ہے اور جب کا ذکر آئندہ (تذکرہ ۲۰۲ میں) آئے گا تین سو برس سے اس وقت تک کوئی شخص سو سے زیادہ تو کیا سو برس کا بھی نہیں ہوا۔ سیفی منسوب ہے اس کے دادا ابوالہجیم سیفی کی طرف۔ سیفہ بکسر میں ہلہ و فتح لام وفا و بائے ہو ز فارسی لفظ ہے۔ عربی میں اس کے معنی یہ کہتے ہیں۔ ایک لب اس کا چرا ہوا تھا جس سے ایک کے دو لب معلوم ہوتے تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسرا اس کا اصلی لب تھا۔ اس طرح تین ہو گئے تھے۔ سیفہ اصل میں بکسر تھا۔ ب ف سے بدل گئی ہے۔

۱۔ سبائی خنبر سا کا رہنے والا۔ جہین کے لک میں ایک بڑا مشہور شہر ہے۔

۲۔ ابوالعباس عبد اللہ بن عباس علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں تین سال قبل سہجری میں پیدا ہوا تھا۔ تولد کے بعد

فخر حضرت نبوی میں پیش کئے گئے، جناب رسالت اکابر نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اسے حکم حکمت یا علم کتاب قرآن عطا فرماوے۔ ابن عباس کو جو اخیر عمر میں علی فضیلت اور زہد و تقویٰ کا جوہر تھا، وہ مسلمان (یعنی بنی ہاشم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نتیجہ بناتے ہیں۔ حضرت ابو بکر عمر اور عثمان کے زمانہ میں اگرچہ ابھی عمر کم تھی مگر سب ابھی ریاضت اور رسول اللہ کے رشتہ داری کے باعث اوکی عزت کرتے تھے۔ انکے اخیر زمانہ میں انہیں قرآن کا سب سے اچھا مفسر خیال کرتے اور جانتے تھے کہ احادیث نبوی اور خلفائے ثلاثہ کے سنن فقہ تفسیر قرآن و اشعار عرب اور حساب کوئی ابھی برابر نہیں جانتا دور دور سے لوگ اکثر ان سے مسائل پوچھنے اور حدیث سننے آتے تھے۔ اور یہ امر معتبر ذرائع سے ثابت ہوا ہے کہ وہ باقاعدہ طور پر مجالس میں بیان کیا کرتے تھے۔ ایک روز قرآن کی تفسیر کے دوسرے روز فقہ کا تیسرے روز ادب کا چوتھے روز ایام عرب کا پانچویں روز اشعار کا۔ یہ انہیں کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ مسلمان اسی زمانہ میں اشعار جاہلیت کی قدر و قیمت سمجھ گئے تھے۔ کیونکہ جب کبھی وہ قرآن کے کسی مقام کی تفسیر کرتے تو اشعار جاہلیت کا یہ حوالہ دیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب کبھی قرآن کے معانی میں اشکال پیدا ہو تو اشعار عرب کو دیکھو۔ اوس سے تم کو مطلب سمجھ میں آجائے گا۔ قوم عرب کی یہ ہی کتابیں ہیں کسی نے ان سے پوچھا کہ یہ وسیع علم کون کہاں سے حاصل ہوا کہا پوچھنے والی زبان اور دانشمند دل سے حضرت علی نے اپنی خلافت میں چند روز کے لئے انہیں بصرہ والی مقرر کر دیا تھا۔ مگر پھر حضرت علی سے ارمان سے کچھ ترش ہو گئی تھی۔ شتر بوس کی عمر میں ۶۰ (۶۰ء) میں طائف میں انکا انتقال ہو گیا۔ محمد بن الحنفیہ نے انکے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اخیر عمر میں اوکی بصارت جاتی رہی تھی۔ از طبقات الفقہاء طبقات الفقہاء و سائر الکتاب۔

۳۰ حافظ زکی الدین محمد عبد العظیم بن عبد القدوس بن عبد اللہ بن سلامی مشہور ری کے آبا و اجداد شام کے رہنے والے تھے۔ لیکن وہ خود مصر میں اوشعباں ۱۸۷۸ (نومبر ۱۸۷۸ء) میں پیدا ہوا تھا۔ قرآن ادب فقہ حدیث پر علم رکھنے والا کمال حاصل کر کے اور ایک فہم اور اوکی مفید کتابیں لکھ کر دارالحدیث الشکلیہ کا جو تعلیم حدیث کے لئے بنایا گیا تھا شیخ ہو گیا۔ یہ در ۱۲۲۲ (۱۲۲۵ء) میں فائزہ میں قائم کیا گیا۔ اور اسکا بانی ملک کامل تفسیر الدین محمد بن ملک عادل تھا یہ ان و دودرسون میں سے ایک تھا جو حدیث کی تعلیم کے لئے خا صکر بنائے گئے تھے۔ ایک تو یہی تھا۔ اور دوسرا دمشق میں تھا۔ جسے ملک عادل نور الدین محمود بن زنگی نے قائم کیا تھا۔ زکی الدین بیس سال تک یہاں پڑھا۔ فارصا۔ اوس کا زہد و تقویٰ نہایت درجہ کو پہنچ گیا تھا۔ بینا طالب علم آکر اوس سے بڑھے۔ جو اپنے زمانہ میں بڑے بڑے ماسر ہوئے۔ چنانچہ ابن خلکان بھی انہیں میں سے تھا۔ اوس نے امام مسلم کی صحیح کو اور نیز ابو داؤد کو جمع کر لیا ہے۔

اور نہایت عمدہ حواشی اور سپر اضافہ کئے ہیں۔ ایک رسالہ الرشید والرشید (جس میں کچھ احادیث جمع کی ہیں) اسنے لکھا ہے۔ جس کی ایک کاپی جرمن میں اس وقت موجود ہے۔ مصر میں اسنے ۱۲۵۶ھ (۱۸۴۰ء) میں وفات پائی۔
(دیکھو طبقات الشافعیین) یہ بھی بیان لکھنے کے قابل ہے کہ صحیح ابوداؤد کا کچھ حصہ جرمن میں موجود ہے۔ جس پر اس عہد العظیم مفتخری کے خود اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے حواشی چڑھے ہوئے ہیں۔

(۴) امام جمال الدین ابوالقاسم عبدالرحمن بن ابی الفضل عبدالحمید بن اسماعیل بن جنس الصفراوی مالکی مذہب کا عالم سکندریہ میں آغا ۱۲۵۶ھ (۱۸۴۰ء) میں پیدا ہوا۔ اور ۱۳۳۶ھ (۱۹۲۰ء) میں مرا۔ زہر الزیاض کے علاوہ اسنے ایک رسالہ قمر سبعة سبعة پر بھی لکھا ہے۔ جس کا نام ہے الاعلان فی القراءات السبعة۔ از طبقات القراء۔

(۵) حافظ عبد الغنی بن عبد الواحد مفتخری حنبلی مذہب نے فقہ حدیث و مشی سکندریہ بغداد اور اصفہان میں پڑھی اور اپنے زمانہ میں ان علوم میں کوئی اس کی برابر نہ تھا۔ اس نے کتنی ہی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ زہر و ریح اور اتباع سنت میں نہایت مشہور تھا۔ اس کے وعظ و نصیحت کو لوگ دل و جان سے قبول کرتے اور امر و نواہی پر کاربند ہوتے تھے۔ ۱۲۸۶ھ (۱۸۷۰ء) میں اس نے انتقال کیا۔ حافظ ضیاء الدین نے اس کی سوانح عمری دو جلدوں میں لکھی ہے۔ (از اسچانغی)۔ حافظ ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد مقدسی حنبلی مذہب کا عالم اور شام کے ملک میں نہایت معتبر محدث اور حافظ سلطانی کا شاگرد تھا۔ ۱۳۵۶ھ (۱۹۴۰ء) میں وفات پائی۔ از طبقات الحفاظ۔

۴۴ ابو الفضل احمد بن شیخ العلامة کمال الدین ابی الفتح موسیٰ بن شیخ رضی الدین

ابی الفضل یونس بن محمد بن منقوع بن ملک بن محمد بن سعید بن سعید بن عاصم بن عابد بن کعب بن قیس بن ابرہیم مقب بشرف الثین

ابو ابی الاصل رؤسا فضلا اور مقدسین اربل کے خاندان سے اور بہت بڑا امام فاضل عاقل نیک سیرت و خوب صورت تھا۔ کتاب التبیذ (مصنفہ ابواسحاق الشیرازی) کی فقہ میں ایک نہایت عمدہ شرح لکھی ہے امام غزالی کی کتاب احیاء علوم الدین کو دو مختصرون میں مختصر کیا ہے۔ ایک تو بڑا ہے دوسرا چھوٹا ہے۔ جب کتاب الاجتہاد درس دیتا تو ہمیشہ حفظ پڑاتا۔ یعنی لکچر دیا کرتا تھا۔ اس کا حافظ بڑا غضب کا اور دماغ بڑا

زبردست تھا۔ وہ خود بھی عالم تھا اور علما کے خاندان سے تھا۔ اوس کے باپ دادا اور چچا کا ذکر اپنے اپنے موقع پر آئیگا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

تفصیل فی العلوم اُسے اپنے غنایپ کی صمی طرح تھا۔ انواع و اقسام کے علوم جانتا تھا۔ بہت کثرت سے لوگوں نے اوس سے ادب سیکھا تھا۔ ملک معظم مظفر الدین بن زین الدین صاحب اربل رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ میں میرے والد رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد شہر اربل میں مدرسہ بھی رہا تھا۔ یہ موصل سے ادائل شوال ۱۲۸۵ میں وہاں پہنچا۔ اور والد کی وفات شب ووشنبہ ۲۲ شعبان ۱۲۸۵ میں ہوئی تھی۔ میں اوس وقت صغیر بن تھا۔ مگر پڑھنے کو اوس کے پاس جایا کرتا تھا جیسا وہ پڑھاتا تھا ایسا اچھا درس دیتے ہوئے میں نے اپنی تمام عمر میں بھی کسی کو نصین سنا ہے۔ ایک مدت تک وہ وہاں رہا۔ پھر حج کو چلا گیا۔ وہاں سے لوٹ کجب آیا تو چند ہی روز قیام کر کے ۱۲۸۵ (۱۲۸۵) میں موصل کو چلا گیا۔ جہاں مدرسہ قاہرہ اوس کی تفویض میں دیدی گیا۔ پھر اخیر عمر تک اسی شغل اشغال میں مصروف رہا۔ مخلوق کو اوس کی تعلیم سے بڑا فائدہ پہنچا۔ بروز دوشنبہ ۲۲۔ ربیع الاول ۱۲۸۵ (۱۲۸۵) کو اوس نے وفات پائی موصل میں ہی ۱۲۸۵ (۱۲۸۵) میں پیدا ہوا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اوس کا وجود دنیا میں نہایت غنیمت تھا۔ جب میں اوس سے یاد کرتا ہوں تو دنیا میری نظر میں خالی دکھائی دیتی ہے ایک بار میں نے اوس کی عمر کی نسبت غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اوس کی عمر اسی قدر ہوئی ہے جس قدر امام ناصر الدین الدبالی العباس احمد کی خلافت کی مدت تھی۔ کیونکہ امام مذکور ۱۲۸۵ میں خلیفہ ہوا تھا۔ اور اسی میں شرف الدین پیدا ہوا تھا۔ اور دونوں ایک ہی سن میں مرے۔

تنبیہ کی شرح اوس نے اربل میں بھی لکھنا شروع کی تھی۔ اور ہم سے ہی تنبیہ کا ایک نسخہ عاریت لے لیا تھا۔ ایک بڑے فاضل کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اوس پر کچھ مفید حواشی بھی تھے۔ جب اوس نے شرح لکھی تو کچھ حصہ کے بعد وہ میری نظر سے بھی گذری۔ میں نے دیکھا کہ دو حواشی بھی جو ہمارے نسخہ پر لکھے تھے بعینہ اوس شرح میں موجود ہیں۔ اوس فاضل کا نام کہ جس کی یہ کتاب تھی اور اوس پر اوس کے ہاتھ کے حواشی چڑھے ہوئے تھے شیخ رضی اللہ عنہ ابو داؤد و سلیمان بن النضر بن عمار بن عبد اللہ بن الجلی ہے جو مدرسہ نظامیہ بغداد کا مفتی اور پڑنا کا فاضل اجل تھا۔ اوس نے فتنہ میں ایک کتاب بھی لکھی تھی جو چند حصہ جلد میں تھی۔ ہر چند اوس کو صاحب دیتے رہے مگر اوس نے قبول نہیں کئے۔ وہ بڑا متدین تھا۔ بروز

چہار شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ (۱۸۳۳ء) کو وفات پائی۔ متوفیہ میں مدفون ہوا۔ عمر اوس کی ساٹھ سال سے کچھ اوپر تھی۔ حمد اللہ تعالیٰ۔ بغداد۔ میں وہ پڑھنے پڑھانے کے لئے مدرسہ کے بعد آیا تھا۔ اب شرف الدین مذکور کا ذکر سنئے اوس نے موصل میں اپنے باپ سے ہی پڑھا تھا۔ خانگی کاروبار کی وجہ سے کہیں کار اوس زمانہ کے طلبہ کی طرح، سفر محض کیا تھا۔ فقہا تعجب کرتے تھے کہ اپنے وطن میں اور شرف الدین میں عہد کے ساتھ اور کاروبار دنیوی میں مشغول رہ کر اوس نے کیسے علم حاصل کیا۔ اور جو فوائد اوس سے پہونچے وہ پہونچے۔ اگر میں اوس کے محاسن پورے پورے لکھوں تو کلام بڑا طویل ہو جائیگا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) اقصاء الرئس کا لفظ اگر عربی لغتوں میں نہیں پایا جاتا۔ مگر اس کا استعمال کثرت ہے۔ اور اوس کے معنی لکچر دینے کے ہیں۔

(۲) بغداد کی قضا کا عہدہ اس کو دیا گیا تھا۔ اور ارتباط الکبیر کی نگرانی بھی اس کے سپرد کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ مگر دونوں کاموں کو اس نے منظور نہ کیا۔ اوس کی کتاب کا نام الاحمال ہے۔

۴۵ ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربه بن جہیب بن خدیج بن سالم القطری مولیٰ شام

بن عبد الرحمن بن معاویہ بن حشام بن عبد الملک بن مروان بن الحکم الاموی۔
بڑے (جلیل القدر) علما سے تھا۔ احادیث خوب یاد تھیں۔ تاریخی واقعات اوسے کثرت معلوم تھے۔
کتاب العقد اس کی تصنیف سے ہے۔ جو نہایت مفید کتاب ہے۔ اور اوس میں ہر طرح کے معلومات موجود ہیں۔ اس کا ایک دیوان بھی ہے جس کے اشعار نہایت عمدہ ہیں یہ شعر بھی اوس کے ہیں۔

يَا ذَا الَّذِي خَطَا الْعَذَارَ بِوَجْهِهِ
خَطَلَيْنِ هَا جَا لَوْعَةً وَبَلَاً

اسے وہ شخص جس کے چہرہ عذاروں نے خطا دیے کہتے ہیں جنہوں نے میرے دل میں محبت کے اضطراب اور رنج و غم کو جو شعلہ بکھڑکایا ہے۔

مَا صَحَّ عِنْدِي اَنْ لِّخَطَاكَ مَاؤُ
حَتَّى لَيْسَتْ بِعَاضِيكَ حَمَائِلًا

اور سوت تک میرے نزدیک صحیح نہ تھا کہ تیری نظر کشیدگی سے جب تک کہ تو نے اپنے عارضوں پر (عذار کی) حائل نہیں ڈالی تھی۔

اور اسی مضمون میں اوس کے یہ شعر بھی ہیں۔ مگر بعض نے کہا ہے کہ وہ ابو طاهر الکاتب یا ابو الفضل محمد بن عبد الواحد بغدادی کے ہیں۔

وَمَعْدَنَ الرَّفَثِ الْعِزِّ أَمْرٌ سِوَكِهِ خَدَّاهُ بَدَّهِ الْقُلُوبَ مُضْطَرَجًا
ایک نوجوان تھا جس کے غدار نے اپنے مشک یاہ سے اوس کے زخارہ کو منتقل کیا اور عاشقوں کے زخمی دھن کے خون سے سرخ کیا تھا (یعنی اوس کے چہرہ پر سیاہ خطا نکل آیا۔ اور زخارہ نوجوانی کے جوش سے سرخ ہو رہے تھے)

لَمَّا تَبَيَّنَ أَوْ عَصَبُ جَفُونِهِ مِنْ حَرِّ جَعَلَ التَّجَادُ بَلْغَسَجًا
جب اس سے یقین ہو گیا کہ اوس کے مڑگان کی تلوار زکس کی ہے۔ (یا اوس کی زکسین تیز تلوار ہیں) تو اسے (غدار کے ہنر سے) کا پرند بنایا (یعنی چہرہ پر خطا نکل گیا۔)

یہی مضمون بہار الزین اسماء الشیبوری نے بھی لیا ہے اور اپنے قصیدہ میں کہتا ہے۔
يَا سَيْفُ مَقْلَتِهِ كَمَلَتْ مَلَا حَلَةً مَا كُنْتُ قَبْلَ عِدَاكِ بِإِجْمَاعِ
اوس کی شمشیر چشم توغولی حسن میں اب کامل ہو گئی۔ جب تک اوس کا عذار نہ تھا تیرے پاس حاصل نہ تھی (یعنی چہرہ پر بال نہ کھلے تھے تو پرند نہ تھا)

یہ بھی ابن عبد ربیع کے شعر ہیں۔
وَدَعْتَنِي بِزُفْرَةٍ وَأَعْتَنَاتِ نَوَقَالَتْ مَتَّى يَكُونُ الثَّلَاثِ
اوس نے مجھے سبکیوں اور ہائی ہائی کے ساتھ گلے مل کر رخصت کیا۔ اور پوچھا کہ پھر ملاقات کب ہوگی
وَبَدَّتْ لِي فَاشْرَقَ الصُّبْحُ مِنْهَا بَيْنَ تِلْكَ الْجُيُوبِ وَالْأَطْوَالِ
اسی میں ادن گر بلانوں اور طوقوں کے درمیان دگوری گردن پر اجویری نظر چڑھنی تو نور کی چمک دیکھ کر مجھے خیال آگیا کہ صبح کا آلا ہو گیا ہے۔

يَا سَقِيمَ الْجَفُونِ مِنْ غَيْرِ سَقِيمٍ بَيْنَ عَيْنَيْكَ مَصْرَعُ الْعُشَاكِ
اے بغیر مرض کے مریض مڑگان تیری دو دن آنکھوں کے درمیان عُشَاكِ کا مقتل ہے تاہی جگر عاشق تم پر کرا رہا ہے
إِنَّ يَوْمَ الْفَرَاقِ قِطْعُ يَوْمٍ لَيْسَ مِثْلَ قَبْلِ يَوْمِ الْفِرَاقِ
اُنکے جد ال کا دن بھی بڑے اضطراب کا دن ہے۔ کیا اچھا ہوتا جو میں فراق کے دن سے پہلے ہی مری جاؤ۔

یہ بھی اوی کے ہیں۔

إِنَّ الْعَوَانِي أَنْ تَرَأَيْنَاكَ طَاوِيَا بُرْدُ الشَّبَابِ طَوِينٌ حُنْكَ وَصَلَا

اگر حسین گانے دایان دیکھیں کہ تو نے اپنی جوانی کی چادر تیرے سے دھال کی چادر تیرے کیسنگی۔

وَإِذَا دَعَوْنَاكَ عَمَّهْمَنْ فَإِنَّهُ لَسَبُّ يَزِيدُكَ عِنْدَهُمْ خَبَالًا

اور جب تجھے دیکھا کہ بکارت لگنے تو یہاں سے تھوگ کہ اس سے اون کے دلوں میں تیری طرف سے رنج اور گرانی زیادہ ہوگی۔

اوس نے منذر بن محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر بن ہشام بن عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان الشکری کی تعریف میں ایک طویل قصیدہ لکھا ہے جو بنی امیہ میں سے انڈس کا بادشاہ تھا۔ اوس میں شاعر بھی ہیں۔

بِالْمُنْذِرِ بْنِ مُحَمَّدٍ تَشْرِفَتْ بِلَادُ الْأَنْدَلُسِ

منذر بن محمد سے بلاوانڈلس کو شرافت حاصل ہوئی ہے۔

قَالَ طَيْرٌ فِيهَا سَاكِرٌ وَالْوَحْشُ فِيهَا قَدْ أَلْسَ

اس کی وجہ سے پرند بھاگتے نہیں بلکہ پلے ہوں کی طرح ساکن رہتے ہیں اور وحشی جانورس ہو گئے ہیں۔

فوز بن المغربی نے کتاب ادب الخواص میں ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب یہ قصیدہ مشہور ہوا اور ابونعیم محدث العربی نے اس کے کان تک پہنچا تو اس کے جھوٹے مضمون اور تویہ کے سبب سے اوس سے ایسا سخت ناگوار لگا کہ اوس کے ایک شاعر ایادی نے ایک قصیدہ اوس کے معارضین لکھا جس کا اول یہ ہے۔

سَرُّ بَعْدَ يُنْسَبُ قَدْ دَسَسُ وَاعْتَاظَ مِنْ بَطْخِ خَيْرٍ

جہاں یزید موسم بہار میں جا کر مستی تھی وہ مقام اور ہو گیا۔ جہاں لوگ بات چیت کرتے تھے۔ بجائے اوس کے سکون و خاموشی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اس ایادی شاعر کا نام ابو الحسن علی بن محمد ایادی التوشی تھا۔

یہ شاعر بھی ابن عبد رب کا ہے۔

يَنْفَقُ الْعَرَبُ فَعَلْتَ الْذَبْ طَائِرُ إِنَّ لَوَيْصِدَ قَهْ رِخَا عَرُ لَعِيرُ

کو ابولا تو میں نے کہا سب سے بڑا جھوٹا پرند ہے۔ اگر اونٹ کا بھلانا اس کی پیشین گوئی کی تصدیق نہ کر دے۔

۴۳) چچا چچی مامون غار کے الفاظ سے بڑوں اور بزرگوں کو نجات دہا کر تے تھے چچا زاد مامون زاد وہابی جان وغیرہ الفاظ پر ان کے واسطے استعمال کئے جاتے تھے۔ اور اب بھی مسلمانوں کے پرانے خیالات والے اسطرح بولتے ہیں۔ یہاں تک کہ جن کو کسی نصیحت دیکھا اور سننے بھی انہیں شیعہ بن الفاظ سے کلام کرتے ہیں۔

۴۴) بدوی شعرا کا خیال تھا کہ کوہ کوہ بات پہلے ہی سے معلوم ہو رہی ہے۔ کہ فلان قبلہ اب اپنی جگہ چھوڑ کر کوچ کر گیا اور پھر وہ بد شگونی کی آواز جلدی سے بول دیتا ہے۔ اور بولتے وقت اودھ کو منہ کرتا ہے جدھر کو کہ چہوٹنے والی جگہ ہوتی ہے۔ اور جہاں کہ شاعر کو خیال ہوتا ہے کہ اوس کی معشوقہ اس مقام پہنچ گئی۔ غرائب البین تفرقا اور جدائی کے کوئے کا کشر شعرا ذکر کیا کرتے ہیں۔ بعض اونٹ بھی جس وقت لاو سے جاتے ہیں تو جڑ بڑاتے ہیں۔ یہ اون کا بڑ بڑانا گویا کوہ کے آواز کی تصدیق کرتا ہے۔

۴۵) ابو العلاء احمد بن عبد اللہ بن سلیمان بن محمد بن سلیمان بن احمد بن سلیمان بن داؤد بن المظہر بن زیاد بن ربیعہ بن الحارث بن ربیعہ بن آنور بن اسلم بن ارقم بن النعمان بن عدی بن غطفان بن عمرو بن لیث بن خثیمہ بن تمیم اللہ بن اسد بن وہرہ بن ثعلبہ بن خلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تنوخی۔

معمر بن زید بن النعمان کا رہنے والا لغوی شاعر فنون ادب میں کامل بلکہ اکمل تھا۔ سخا اور نعمت معہ میں اپنے باپ سے اور حلب میں عبد اللہ بن سعد النحوی سے بڑے تھے۔ اس کی تصانیف کثیرہ و مشہور ہیں۔ اور رسائل محفوظ چلے آتے ہیں۔ اس کی نظم کا مجموعہ جس میں اس نے شعر کی نبض اون خدیون کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا۔ جو لازم نہیں ہیں بہت بڑا ہے۔ کوئی پانچ جلد میں یا اس کے قریب قریب ہونگی۔ اس کی ایک اور کتاب سقط القرآن و حقائق کی گرتی ہوئی چنگاری بھی ہے جس کی اس نے خود ہی شرح بھی لکھی ہے۔ اور اس کا نام صور الخط و گرتی ہوئی چنگاری کی چمک رکھا ہے۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ اس کی ایک کتاب الاکباب و النصوصون (جنگل اور دیباچہ) بھی ہے جو انہی کے نام سے لقب ہے۔ اس کے کوئی ستر ستر ہونگے۔ یہ ادب میں ہے۔ ایک

مجھ سے یہ بھی بیان کرنا تھا کہ اوس نے اس کتاب کے سو جزون کے بعد بھی ایک اور جز لکھا تھا۔ اور کہا تھا کہ مجھے یہ نہیں معلوم کہ اوس کا اس کے بعد اور کوئی جز لکھا ہے یا نہیں۔ واقع میں شیخ صفیاء صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے الحسین بن علی بن ابی طالب اور خطیب ابوزکریا بن عزیزی وغیرہ اسی کے شاگرد تھے۔ ۲۷ ربیع الاول ۳۶۲ ھ و ۴۹۵ ھ بروز جمعہ غروب آفتاب کے وقت معترہ میں وہ پیدا ہوا اور حضرت امیر کے آغاز میں ہی چمپک سے امداد ہو گیا تھا۔ دھنی آنکھ پر تو اوس کی سپید جالا آگیا تھا۔ اور دوسری بالکل بھڑکتی تھی۔ حافظ سلفی کہتا ہے مجھ سے ابو محمد عبد اللہ بن الولید بن عربیہ الا یادی نے کہا ہے کہ وہ اپنے چچا کے ہمراہ ابو العلاء کی ملاقات کو گیا تھا۔ کہا تو وہ ایک بہت بوڑھا آدمی تھا اور پشیمینہ کے سجادہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ عبد اللہ کہتا ہے میں بچہ تھا۔ اوس نے میرے سر پر ہاتھ پیرا اور مجھے دعا دی۔ اوس کی صورت اور اوس کی آنکھیں اس وقت تک میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ ایک آنکھ تو اوس کی ناؤرہ یعنی باہر کو نکلی ہوئی تھی اور دوسری میں ایک بڑا غار تھا۔ اور چہرہ پر چمپک کے داغ جسم پتلا تھا۔

جب اوس نے کتاب الملاح العزیزی فی شرح شعر المتینی لکھی اور لوگوں نے اوس سے آکر پڑھی اور تعریف کرنے لگے تو اوس نے کہا کہ متینی نے جو شعر لکھا ہے گویا اوس نے چشم غریب سے دیکھا اس وقت میری آنکھیں کھلی تھیں۔

اَنَا الَّذِي ظَنَنْتُ اَلَا تَحْمِلُ لِي الْاِدْنِي وَاسْمِعْتُ كَلِمَاتِي صَوْنًا

میں وہ شخص ہوں جس کے ادب کو امداد بھی دیکھ لیتا ہے۔ اور جس کے کلمات کو ہر ابھی سن سکتا ہے۔

ابو العلاء نے دیوان ابو تمام کو مختصر کر کے شرح لکھی ہے اور اوس کا نام ذکر کر کے جیسے رکھا ہے اور ایسے ہی دیوان البختیاری کی بھی شرح لکھی۔ اور اوس کا نام حضرت الولید (الکون) کا لکھ لیا ہے۔ اسی طرح ایک اور تفسیری شرح دیوان المتینی کی لکھی ہے۔ اوس نے شعر احمد کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ان تینوں شرحوں میں اون کے اشعار غریبہ اور تیز اون کے مضامین پر بحث کی ہے۔ جو مضامین کہ اونہوں نے اور اون کے لئے ہیں۔ یا اون پر لوگوں نے اعتراض کے ہیں اون کا ذکر کیا ہے۔ اور اون کے جواب دے گئے ہیں۔ اور جہاں کچھ خطا تھی وہاں اعتراض کئے یا اون کے کچھ مناسب توجیہ کی ہے۔ پہلی مرتبہ بغداد میں ۳۹۷ ھ میں آیا تھا۔ پھر دوسری مرتبہ ۳۹۸ ھ میں آیا۔ اور ایک برس سا تہذیبی ٹھہر کر معرہ چلا گیا۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر سے کہیں نہیں گیا۔ تہذیب شروع کر دی۔ طالب علموں کو گھر پر پڑھا رہا چاندن طرف سے اوس کے پاس طالب علم آتے اور فائدہ اٹھاتے تھے۔ بڑے بڑے علما و ذرائع مقدرت راگوں سے نہ ہوا تو مخطوط کے

ذریعہ سے اوس سے ملاقات کو تھے وہ اپنے آپ کو مہینہ چھین کہہ کرتا تھا کیونکہ ایک تو وہ اپنی مرضی سے اپنے گھر بھی جھنڈا تھا۔ دوسرے اوس کی آنکھیں جاتی رہی تھیں۔

پینتالیس سال تک اوس نے اپنی (اعتقادی) وینڈاری کی وجہ سے گوشت نہیں کھایا۔ وہ اون حکماء کے مقتدے کی رائے پر چلتا تھا جن کے نزدیک گوشت کھانا اس سبب سے جائز نہیں کہ اس میں جانور فوج کرنا پڑتا ہے اور اسے تکلیف پہنچتی ہے کسی جانور کو تکلیف دینا اون کے نزدیک مطلق جائز نہیں ہے۔

جب اوس نے شعر کہنا شروع کیا ہے تو اوس کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ اوس کی کتاب لزوم میں یہ شعر بھی ہے
لَا تَقْلِبْ بِاَلِ لَاحِزَتَيْهِ **قَلَمُ الْبَلِیْغِ بِغَیْرِ حَبِّ عَصَلٍ**
 فقط اپنی ہی کوشش سے کسی رتبہ کی جستجو کرنا فضول ہے کسی بیخ کا فتنہیت کے ٹکڑے کی طرح ہوتا ہے۔

سَكَنَ السَّمَاءُ كَانَ السَّمَاءُ كُلُّهُمَا **هَذَا لَهُ دَمْعٌ وَهَذَا اَعْرَضٌ**
 دو سماں تارہ ہیں کہ دونوں آسمان میں ہی رہتے ہیں دگر قسمت سے دیکھو ایک کے پاس نیزہ ہے اور دوسرے ابرو آرا ہے۔

ابو العلاء نے بروز جمعہ ۳ ربیع الاول ۴۴۹ھ (۱۰۵۹ء) کو معرہ میں وفات پائی۔ میں نے سنا ہے کہ اوس نے اپنی قبر پاس بیت کے لکھنے کی وصیت کی تھی۔

هَذَا اجْنَاہُ الْاَنْفَالِ **وَمَا جِئْتُ عَلٰمِ اَحَدٍ**
 یہ قصور قابل سزا میرے باپ کا ہے جو اوس نے میرے ساتھ کیا ہے۔ مگر میں نے کسی کے ساتھ ایسی بڑائی کی۔

یہ بھی انھیں جگہ کے اعتقاد کے موافق ہے۔ کیونکہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ بیٹے کا پیدا کرنا اور اسیے اس عالم میں لانا اوس کے ساتھ برائی کرنا ہے کیونکہ اس سبب سے اوس پر جوارشہ و آفات نازل ہو کر لڑا

ہیں۔ وہ تین روز فقط بیمار رہا چوتھے روز مر گیا۔ اوس وقت اوس کے پاس بنی عم کے سوا اور کوئی نہ تھا تیسرے روز ان سے کہا۔ میں جو کہتا ہوں اسے لکھ لو۔ لوگ دوڑ کر قلم دوات لائے۔ لیکن کچھ ایسی باتیں کہیں جو درست نہ تھیں۔ قاضی ابو محمد عبداللہ تنوخ نے یہ حال دیکھ کر کہا اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو شیخ

کی طرف سے صبر عطا فرمائے وہ اب مرنے والا ہے۔ دوسرے روز مر گیا۔ جب باہر مر گیا تو اوس کے شاگرد ابو الحسن علی بن ہمام نے اوس کا مرنہ کہا۔

اِنْ كُنْتُمْ لَمْ تَرْقِ السَّيِّءَ مَا عَزَّاهَا **فَلَقَدْ اَرَقَيْتَ الْيَوْمَ مِنْ جَحْفَتِي مَآ**
 اگر چہ تیرے نزدیک تو زہم کہی وجہ سے کسی کی خونریزی روانہ تھی۔ مگر یہ کیا کیا کہ آج میری آنکھوں سے تو نے ہی خون بہا دیا۔

سَدَرْتُ ذِكْرَكَ فِي الْبَلَادِ كَانَهُ مُسَلِّحٌ فَمَاعَهُ يُضْمِنُ^(۱۲) اَوْفَمَا
 تو نے اپنا ذکر ملک میں اس طرح پہلایا ہے کہ گویا وہ لشکر ہے کہ سننے والے ایک قانون کو خوشبودار کر دیتا ہے اور اون کے
 منہ کو بھی دھواؤں کی صفت منہ سے بیان کرتے ہیں ،
 وَ اَرَى الْجَنَّةَ اِذَا ارَادُوا اِلَيْكَ ذِكْرًا اَوْ اَخْرَجَ فِدْيَتَهُ مِنْ اَحْمَا
 میں دیکھتا ہوں جہنم کی طرف اگر کسی کو ارادہ کرتے ہیں۔ تو جس شخص نے (۱۳) اور اُم باندہ لیا ہوتا ہے وہ پہلے ہی سے خوشبو
 سونگھنے کے کُناہ کا، فدیہ نکالتا ہے۔

اس اول بیت میں بھی اوسے اعتقاد کی طرف جسے اوس نے اپنا دین بنالیا تھا اشارہ ہے کہ جانوروں
 کو فوج نہ کرنا چاہئے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔
 اوس کی قبر اوس کے خاندان کے گھر و مکے صحن میں ہی ہے۔ اس صحن کا ایک چھوٹا سا قصبہ دروازہ
 ہے جس کی خبر گہری کوئی مطلق نہیں کرتا۔ بالکل بے مرست پڑا ہے۔ اوس کے خاندان والوں کو کچھ
 پروا بھی نہیں۔

شَنْخ بفتح شے فوفانی وضم فون مخففہ وخالے بمعہ چند قبائل کا نام ہے جو قدیم زمانہ میں بحرین کے علاقہ
 میں جمع ہو گئے تھے۔ اور باہر تناصر و معاندت کا حلف کر لیا اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اسی سے
 انہیں شَنْخ کہنے لگے تھے۔ شَنْخ کے معنی قامت کے ہیں یہ قبیلہ اون تین قبیلوں میں سے ہے جو عربوں
 انصرانی رہ گئے ہیں۔ اور وہ بہر اُمّی شَنْخ بفتح شے وضم فون وضم فون وضم فون وضم فون وضم فون
 کی طرف منسوب ہے۔ جو شیراز اور حماہ کے قریب شام میں ایک چھوٹا سا شہر ہے اور عثمان بن بشیر انصاری
 رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ کیونکہ انہوں نے وہاں اپنا گھر بنالیا تھا۔ اسے محرم ۲۹۲ھ (دسمبر ۹۰۸ء)
 میں فرانسیسیوں نے مسلمانوں سے چھین لیا تھا۔ اوس وقت سے وہ فرانسیسیوں کے ہی قبضہ میں رہا۔
 ۵۱۹ھ (۱۱۲۵ء) میں عماد الدین زنگی بن آق شَنْخ نے جس کا ذکر آئندہ آئیگا اوسے فتح کر لیا اور جن جن
 مسلمانوں کی وہاں املاک تھیں براہمہ راہی انہیں ویرین۔

۱۲، اگرچہ اس نام کو اکثر اہل علم ابو القلاطرتے ہیں۔ مگر اس کا صحیح تلفظ ابو القلا ہے۔

۱۳، جو شیخ اس کا صحیح تلفظ ہے۔ دیکھو قاموس ب ج۔

۱۴، بعض اشعار ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اون کے آخر میں قافیہ ردیف کی ایک خاص صورت اختیار کر لی جاتی ہے جس

شعرا و اوز سننے میں اجہا معلوم ہوتا ہے۔ اسے اہل عروض لزوم والا یلزم کہا کرتے ہیں۔ کیونکہ شعر کے لئے بہ امر لازمی نہیں۔ اگر مہ تو بہتر اور اگر نہ تو کوئی ضرورت نہیں۔

(۴) الہمزہ و الروف سے خیال ہوتا ہے کہ اس کتاب کا کچھ نہ کچھ نظم نگار جس کے آخر میں ہمزہ اور اوس کے بعد کوئی اور حرف ہو گا۔ جسے اہل عروض ردف کہا کرتے ہیں۔

(۵) اسے بعض اہل علم نے ناظرہ بھی پڑا ہے۔ لیکن ابن خلکان کے کسی نسخہ میں ناظرہ نہیں ہے۔ اور نہ ابن خلکان بیان ہی اس سے ملتا ہے۔

(۶) ابوتام کا نام حبیب تھا۔ ذکر علی حبیب کے معنی ہیں یادگار حبیب۔

(۷) اس میں دونوں باتیں نکلتی ہیں ایک تو لڑکوں کے کہیں۔ دوسرے جو ولید کے کہیں اور دل لگی کی باتیں بنا کر ہیں۔ بختری کا نام ولید تھا۔

(۸) قنبی کا نام احمد تھا۔ یعنی احمد کی تصنیف جس کا اثر ان نون پر معجزہ کی طرح ہوتا ہے۔

(۹) دو قید خانوں کا قیدی۔

(۱۰) ابن خلکان کے حاشیہ پر جو جرمن کے ایک کتب خانہ میں ہے اس مقام پر ایک نوٹ لکھا ہوا ہے کہ ابن خلکان کی تحریر سے یہ ممکن معلوم ہوتا ہے کہ ابوالعلا اپنے آخری دم تک اسی عقیدہ پر رہا ہو۔ مگر وہ کہتا ہے کہ کتنے ہی دوسرے موصوف کہتے ہیں۔ کہ وہ آخری وقت میں اس رائے سے ہٹ کر مسلمان ہو گیا تھا۔

ایک رسالہ میں جس میں قنبی کے اشعار پر بحث کی گئی اور اوس کی سوانح عمری دی گئی ہے، اور جس کا حوالہ مذکور

۴ نوٹ ۷ میں دیا گیا ہے۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ ابوالعلا نے ایک قرآن بنایا تھا۔ اور اوسے وہ اپنے خیال میں قرآن سے مضمون اور عبارت میں بہتر سمجھتا تھا۔ اوس کا کچھ خلا بھی وہاں لکھا ہوا ہے۔

(۱۱) ہر گاہ کہ وہ روشن تاروں کا نام جو۔ اون میں سے ایک سماک راج (تیر والا سماک) کہلاتا ہے۔ اور دوسرا سماک آغزل (بے ہتھیار والا سماک) ہے۔ وہ شبیہ کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ سماک وہ شے ہے جس سے کسی شے کو اٹھا سکیں یا بند کرین تعویذ یا جادو کے شارحین نے لکھا ہے۔ کہ ان تاروں کا نام سماک بلندی کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ ہر گاہ کہ کے معنی بلند ہونے اور بلند کرنے کے ہیں۔

(۱۲) یہاں آؤ کے معنی میں نے و او کے لئے ہیں اور اس شعر کے ترجمہ میں یا نفعی کی تقلید کی ہے جس نے اپنے تاریخ میں اوس کی تفسیر بیان کی ہے۔ اور قرآن کے سورۃ الصافات کی آیت ۴۴ کا حوالہ دیا ہے کہ اؤ کے معنی چکر

آتے ہیں اس کے سوا یا فعی ابو العلاء کی منشیاء رسائل کا بھی ذکر کرتا ہے۔

(۱۳) احرام وہ دو بے سسے کپڑے ہوتے ہیں۔ کہ جنہیں حاجی حرم میں داخل ہونے سے پہلے پہن لیا کرتے ہیں۔ جب تک یہ لوگ حج ختم نہیں کر لیتے اوس وقت تک خوشبو کا استعمال جائز نہیں ہے۔ اور اگر غلطی سے کر لیا جائے تو ضعیف دینا ہوتا ہے۔ (۱۴) لغمان بن بشیر انصاری نے سلاطین میں انتقال کیا تھا۔

۳۷ ابو عامر احمد بن ابی مروان عبدالملک بن مروان بن ذی الوزائرین الاعلیٰ احمد

عبدالملک بن عمر بن محمد بن عیسیٰ بن شہید الاشجعی اندلسی طبری۔
وضاح بن زکریا کی مثل سے تھا جو مزج راہنہ کی لڑائی میں شہناک بن قیس الفہری کے ساتھ تھا۔ اس کا ذکر ابن بے کتاب الذخیرہ میں کیا۔ اور بہت بڑی تعریف کی ہے۔ اور اوس کے کہتے ہی رسائل اور نظمیں اور اوس کے حالات بھی کسی قدر لکھے ہیں۔ اندلس والوں میں یہ شخص سب سے بڑا عالم تھا۔ عربی میں جو جو علوم میں اوصہین سب کو اچھی طرح جانتا تھا اس سے اور ابن خزم ظاہری سے بہت کچھ کمابست و مرسلت ہوئی ہے جس میں مداعت و خوش طبعی کثرت سے برتی گئی ہے۔ ابو عامر نے کچھ کتابیں بھی تصنیف کی ہیں جن کے مضامین نئے نئے اور نادر ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔ کتاب کشف الذکر فی الصناح الشک کتاب التوابع والذوابع کتاب حانوت عطار۔ ان کے سوا اوس کی اور کتابیں بھی ہیں باوجود اس علم فضل کے طبیعت کا نہایت کریم و فیاض بھی تھا۔ لوگ اس باب میں عجیب و غریب حکایات بیان کیا کرتے ہیں۔ اوس کے قصائد میں سے ہم بعض اچھے اچھے شعر بیان نقل کرتے ہیں۔

وَتَذُدُّ رِيَّ سَبَاغِ الطَّيْرِ اِنْ حَمَاتَهُ اَذَلَقِيْتُ صَيْدَ الْكَلْبَةِ سَبَاغُ
شکاری پرندہ (یعنی کسی گدھے وغیرہ مردار خوار جانور) جانتے ہیں کہ جب اوس کے بہادر سپاہی سپاہیوں کے شکار کو جانے ہیں تو وہ شکاری پرندہ (یعنی شیر) ہو جاتے ہیں۔

طَبَاةٌ اِلَى الْاَذْكَارِ وَهِيَ سَبَاغُ
وہ اوس کے اوپر ذکر یہ شکار کب مارے اور کب ہم کھائیں) بھوکے ٹوٹے ہیں مگر اوس کے بھالوں کی نوک میں اوصہین بہرہ گر ہونے کی طرف لوٹاتے ہیں۔

اگرچہ یہ مضمون (شعر کا) پانچواں ہے اور شعرائے جاہلیت و اسلام نے اس کو اوس سے پیشتر بھی

لکھا ہے لیکن اس نے سانچہ میں بہت ہی اچھا ڈھالا اور نہایت لطف سے اسے لیکھا دیا ہے۔ پتھر
 سبھی اس کے نہایت عمدہ اشعار و اقوال سے ہیں۔

وَلَمَّا تَلَآ مِنْ سَكْرَةٍ وَنَافَرُوا وَكَلِمَتٌ حَيْثُ الْغَسَسِ

جب وہ نشہ میں چور ہو کر سورا اور اس کے چوکیداروں کی آنکھ بھی لگ گئی۔

دَكُوْتُ إِلَيْهِ عَلَى بُعْدِهِ دُلُّوْهُ فَيَتِي دَسَّحِي مَا التَّمَسِ

تو اگرچہ (اور) کئی مکان (اور) دور تھا میں اس کی طرف بڑھا اس نیت کی طرح پر جسے معنوم ہو کہ اس کا مطلب کہا

أَدْبَى إِلَيْهِ دَبِيبُ الْكَرَا وَأَسْمُو إِلَيْهِ سُمُو النَّفْسِ

میں اس کی طرف ایسے چلا جیسے نیند کسی دھکے اندھ کی آنکھوں میں جاتی ہو۔ اور اس کے سٹکان پر ایسے چڑھا
 جیسے سانس اوپر کو چڑھتی ہے۔

وَيَتِي بِهِ لَيْلَتِي نَاعِمًا إِلَى أَنْ تَبَسَّ وَنَضَّرُ الْغَلَسِ

وہاں تمام رات عیش و عشرت میں کاٹی بہان تک کہ بڑے ترس کے کے مسکرانے کی جگہ ظاہر ہونے لگی۔

أَقْبَلُ مِنْهُ بَيَاضُ الْفَلَا وَأَأْمُرُ شَفُ مِنْهُ سَوَادُ الْغَلَسِ

اس وقت میں نے اس کی گوری گردن کے چاروں طرف (کو) بوسہ دیا اور لبون کی (دبان) کہا کی ہر جی (سیا) بھی
 کووند سے چاٹا (اور چلایا)

ابو نصور علی بن الحسن معروف بہ صرّ و زکاتول بھی اس نمونہ میں نہایت ہی اچھا ہے۔

وَحَيَّ طَرَفًا هَلِي غَيْرَ مَوْعِدٍ فَمَا أَنْ وَجَدَ نَاحِدًا نَارَ هَدَدٍ

ایک جی (کے) ٹیرون، پر رات کی تاریکی میں ہم دونوں سے بغیر کہے سے جا پڑے۔ مگر جہاں اون کی آگ تھ (جبل) بھی تھی
 زمین راستہ بتانے والا کوئی بھی نہ ملا۔

وَمَا عَقَلْتُ أَخْرَهُمْ عَنْ أُنْتَا سَقَطْنَا عَلَيْهِمْ مِثْلُ مَا يَسْقُطُ النَّهْلُ

اون کے چوکیدار غافل توندھے بلکہ ہم ہی اون پر اس آہستگی سے جا پڑے تھے کہ جیسے آسمان سے شبنم گرا کر
 ہے (کوئی) اسے دیکھتا بھی نہیں (۱۰)

یہ نمونہ تو اور بہت شعر لکھا ہے۔ مگر اون میں اصل قول درج سب سے اول لکھا گیا ہے وہ شعر
 کا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

سَمَوَاتِ الْاِيْمَاءِ اَعْدَا مَا نَامَ اَهْلُهَا سَمَوَاتِ الْمَاعِجَا اَعْلَا حَالِ

میں اوس کی طرف چڑھ کر اوس وقت گیا جب کہ اوس کے لوگ سو رہے تھے۔ اس طرح ہر کہ جسے بلبلہ کیے بعد دیگر چڑھے جاتے ہوں۔

اس کے اکثر اشعار بخایت ہی فائق ہیں۔ اوس کی ولادت ۳۸۷ھ (۹۹۷ء) میں ہوئی تھی۔ بروز جمعہ چاشت کے وقت بتاریخ سلجق مجاوسی الاولیٰ ۴۲۶ھ (۱۰۳۵ء) کو قسطنطنیہ میں انتقال کیا۔ اور دوسرے روز مقبرہ ام سلمہ میں مدفون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اوس کے باپ عبدالملک کا کتاب الصلہ مصنفہ ابن کثیر کمال میں ذکر آیا ہے۔

شہید بضم شین مثلثہ وفتح ہا سکون یا سے تھانیہ ووال مہملہ۔ الشجعی بفتح ہمزہ و سکون شین مثلثہ وفتح حیم و عین مہملہ الشجعی بن یث بن غطفان کی طرف منسوب ہے جو ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔

(۱) ذوالوزارتین و دو وزارت والا یا صاحب السیف والقلم، اون و زرا کا خطاب ہوا کرتا تھا جن کو مالی اور ملکی دونوں صیغوں کا اختیار ہوتا تھا۔

(۲) مرجع راہطی الاطالی ۳۷۲ھ میں خلیفہ مروان بن الحکم اور عبدالعزیز بن مرہ کی فوج میں ہوئی تھی۔ وفاق ابن الزبیر کا طرفدار تھا۔ اور اپنے بہت سے ہمراہوں کے ساتھ لڑا گیا تھا۔ حاسد میں چند اشعار ہیں جن میں اس راہطی کا کچھ کہ ذکر آیا ہے۔ خلیفہ مروان نے اس راہطی میں وضاح کو قید کر لیا مگر قتل نہیں کیا تھا۔ اسی کی نسل سے مرسیہ میں بنی وضاح مشہور تھے۔ از بقیات المتسمرج راہطی شام کے ملک میں دمشق سے مشرق کو واقع ہے۔

(۳) ظاہری فقہائے اہل سنت کا ایک فرقہ ہے۔

(۴) حاجی خلیفہ کے بیان کے بموجب کشف الکد والیقاض الکد (دھوکہ اور شک کے ظاہر کرنے یعنی بہت بھونچنا) کے بیان میں ہے۔ التواہج والزواج کو مشرط لکھتے ہیں۔ کہ جنات اور شیاطین کے ذکر میں ہے۔ عانوت عطار کو بقیات کہتا ہے کہ وہ صرف و نحو میں ہے۔ مگر اس کے نام سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی۔

(۵) حرب کی بدوی اقوام کا یہ قاعدہ تھا اور اب بھی ہے۔ کہ بلند مقامات پر شب کے وقت خوب آگ جلا کر تہہ میں ناکہ اگر بنایا بن میں کوئی سمجھتا جھٹکا یا سافراؤ کا بہولانا، پھر تہہ تو روستی کو دیکھ کر وہ ادھر چلا آئے۔ اور بھوک پیاس سے جان بچا کر اپنے راست کا پتہ معلوم کرے۔ چنانچہ قرآن شریف کے سورہ اہل آیت میں ہے۔ لَوْ قَالَ ثَمُوذی اِنِّیْ اَسْتَشْفَعُ فَاَرَا سَاطِیْثَ کُفْرٍ مِّنْہَا یُجْبَرُ اَوْ اَمِیْثَ کُفْرٍ یَّحَاطُ فَبِیْ (جبکہ موسیٰ نے اپنے گمراہوں سے کہا کہ مجھ کو

آگ (سی) دکھائی دی ہے۔ ذرا دھڑک تو ہمیں دہان سے تہاڑی پاس دراستہ کی کچھ خبر لائون یا درہو کے قہار کا گہرا انگار اٹھارے پاس لے آؤں۔

۶۹) ابو عامر اپنے اخیر زمانہ میں شعر و سخن اور فصاحت و بلاغت میں امام تھا۔ اوس کے بعد پھر کوئی ایسا نہ ہوا۔ اور اوس کی اولاد بھی نہ تھی۔ وہ بڑا فیاض طبع اور خندہ پیشانی تھا۔ طب میں اوس کی بہت اچھی لیاقت تھی۔ از ثبائت اللکھڑس۔

۴۸ ابو الحسین احمد بن فارس بن کریم بن محمد بن حبیب الرازمی اللغوی

کہتے ہی علوم میں خصوصاً لغت میں امام تھا۔ کیونکہ اوس نے اس فنِ بلغت کی بہت کچھ چھان بین کی تھی اوس نے اپنی کتاب *المجل فی اللغہ* میں جو اوس نے لغت میں تالیف کی ہے باوجود اختصار کے بہت بڑا مواد جمع کیا ہے۔ ایک اور کتاب *حلیۃ الفقہ* بھی اوس کی ہے۔ اوس کے سوا اوس نے اور بھی عمدہ عمدہ رسالے لکھے اور لغت کے ایک رسالہ میں کچھ ایسے مسائل کو حل کیا ہے جنہیں فقہاء بڑی توجہ سے پڑھتے ہیں۔ اسی کتاب سے حریری صاحب القامات نے جس کا ذکر انشا اللہ تعالیٰ آئندہ آتا ہے یہ اسلوب اختیار کیا ہے اور رسائل فقہیہ کو مقامِ طبیبیہ میں بیان کیا ہے جس میں کوئی سبیل نہ نک آگئے ہیں۔ یہ ہمدان میں راکھ تھا۔ بدیع الزمان ہمدانی صاحب القامات نے جس کا ذکر بھی آئندہ آتا ہے اسی سے علم حاصل کیا تھا۔ اس کے شعراء بڑے جید ہوتے تھے۔ چنانچہ اوس کے شعر ہیں۔

مَرَّتْ بِنَا هَيْفًا مَجْدُ وَلَهُ تَزَكَّتْ نَحْيِي لُكْرِي

ایک ترکہ رزمی کی عاشقوں کے دل بوٹنے والی، اور ترکہ لُکری کی بے لکڑی صورت معشوقہ ہمارے پاس ہو کر گذرے تو کوئی بصرِ فانی نہ رہا تو اترتی اور حجت و دلیل نحوئی سے زیادہ کمزور (اور نازک) تھی۔

یہ بھی اوس کے شعر ہیں۔

اسْمَعْ مَقَالَهٖ نَاصِحِ جَمَعَ النَّصِيحَةَ وَالْمَقَهٗ

ناصح کی باتوں کو سن جو تجھے اچھی باتیں بتائے اور محبت کرے۔

إِنَّا لَكَ أَحْذَرُ أَنْ تَبْلِيَتْ مِنَ الثَّقَاتِ عَلَى نَفْسِهِ

خبردار اس سے بے خوف کہ کہیں ثقات کے پاس ایک رات بھی اون کے گھر نہ رہ کر گذرے۔

یہ بھی اویسی کے ہیں۔

إِذَا كُنْتُ فِي حَاجَةٍ مُّهِمَّةٍ وَأَنْتَ بِهَا كَلْفٌ مُّغْرَمٌ

اگر کسی شخص کو ایک ضرورت کے لئے حین کی تجھے بڑی خواہش اور از حد شوق ہے یہی مانا ہے۔

فَأَرْسِلْ حَكِيمًا وَلَا تُؤْصِلِهِ وَذَلِكَ الْحَكِيمُ هُوَ الَّذِي نُرْهِمُ

تو تو ایک حکیم دانشمند کو بھیج اور کچھ نصیحت نہ کر جو حکیم دانشمند درہم ہے۔

یہ بھی اویسی کے ہیں۔

سَقَى هَذَا الْغَيْثُ لَسْتُ بِقَالٍ سَبَّحْتُ ذَا فِي الْأَحْشَاءِ نَارُ تَصْرُمُ

ہمدان پڑھا مبارک رحمت برائے اس کے سوا اور میں کچھ نہیں کر سکتا۔ آئینہ میں تو دیکھو کہ آگ لگ چکی ہے۔

وَمَالِي لَا أَصْفِي الدَّعَا لِبَلَدَةٍ أَفِدْتُ بَهَائِنِيَّانَ مَا كُنْتُ حَكِيمٌ

کیونکہ میں صفائی قلب سے اس شہر کے لئے دعا نہ کروں جس میں مجھے یہ نادمہ نصیب ہوا ہے کہ جو کچھ میں جانتا تھا بھول گیا۔

كَيْسِيْتُ الَّذِي أَحْسَنَتْهُ غَيْرَ نَفْسِي مَرِيْنٌ صَافِي جَوْفٍ بَيْتِي وَرْهِمُ

جو باتیں اور علم میں خوب جانتا تھا وہ سب بھول گیا صرف قرض لینا یاد رہ گیا ہے۔ میرے گھر میں ایک درہم بھی نہیں ہے

اس کے اشعار کثرت سے اچھے ہوتے تھے۔ ۳۹۰ (منزلۃ) میں بمقام رے اوس نے استعمال کیا

رحمہ اللہ تعالیٰ اور قاضی علی بن عبدالعزیز جرجانی کے مشہد کے مقابل مدفون ہوا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ صفر ۳۹۰

(جون ۹۸۵ء) میں اوس نے بمقام مجھے وفات پائی تھی مگر اول روایت بہت مشہور ہے۔

رازی ہر اے ہمدان الف و ز کے معجم رے کی طرف منسوب ہے۔ جو درہم کا بڑا مشہور شہر ہے۔ زرا

میں اویسی طرح زادہ ہے جیسے مروزی میں مروا شاہجان کی طرف نسبت کر کے بڑا دیتے ہیں۔

یہ بھی اویسی کے شعر ہیں۔

وَقَالُوا كَيْفَ خَلَّكَ تَلَّتْ خَيْرٌ نَقَضَى حَاجَةً وَفَوَيْتُ حَاجٍ

اور نہ ہونے پر چھکا کہ تیرا حال کیسا ہے میں نے کہا نیر ہے بعض ضرورتیں تو پوری ہو جاتی ہیں اور بہت رہ جاتی ہیں۔

إِذَا أَذْهَمَتْ هُمُومُ الصَّدْرِ قُلْنَا عَسَىٰ يَوْمًا يَكُونُ لَهَا الْفُرَاجُ

جب کبھی سینہ میں سنج و الم کا ہجوم اور بہت زور ہو تا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ایک نہ ایک دن ضرورت ادا کی ہوگی۔

نَدَائِمِي صَرَّتِي وَ اَيَسُّ نَفْسِي دَفَائِرِي وَمَعشُو فِي السَّجْجِ

میری جلی میری ندیم ہے۔ اور میرے دل کی دوست کتابیں ہیں۔ اور ایک چراغ میرا معشوق ہے۔

(۱) بجل اگرچہ ایک مختصر کتاب ہے۔ مگر پھر بھی عربی زبان کا لغت ہے اچھی بڑی دو جلدوں میں ہے۔
(۲) طیبہ مدینہ النبی کا نام ہے۔ طیبیہ اوس کی طرف نسبت ہے۔ بتیس سو تین مقامہ کا یہ لقب اس واسطے ہو گیا ہے کہ اوس کے شرح میں طیبہ کا ذکر آیا ہے۔ بعض اس مقامہ کو حشر بھی کہتے ہیں۔

(۳) ترکمان تو میں ہمیشہ طلاء الطریق اور راہزنی میں مشہور و معروف ہیں۔ یہ معشوقہ اوس قوم کی تھی۔ اور اپنی قومی عادت اوس میں موجود تھی۔ عشاق کے دل لوٹ لیتی تھی۔

(۴) اہل نحو اپنے قواعد خود کے ثبوت میں وہ بھی سماعی دلائل پیش کیا کرتے ہیں جو اہل زبان کی زبان سمجھتے ہیں۔ اون کے دلائل عقلی نہیں ہوتے صرف نقلی ہوتی ہیں۔ اس سے زیادہ اور کمزور دلیل کیا ہوگی۔ عربی میں جہاں ضعف کے معنی ہیں کمزور وہاں اوس کے معنی نازک کے بھی ہیں۔

(۵) یہ رسالے اون لوگوں کے بر خلاف ہے۔ جو مذہبی اور تواریخی روایتیں بیان کرتے اور مخلوق میں اون کی دیانت و امانت ایسی مشہور ہوئی کہ روایت کے راویوں کے نام بتانے کی اون کو ضرورت نہ سمجھی جاتی تھی۔ ثقہ کے معنی بھر و سہ کے ہیں۔ مگر یہ لفظ صفت کے طور پر اون لوگوں پر بھی بولا جاتا ہے جن پر بھر و سہ ہوتا ہے۔

(۶) ساکنین ہمدان اپنی جہالت کے سبب مشہور تھے۔ ابن فارس کا دعویٰ ہے کہ اون کی جہالت ایک مرض متعدی کی طرح ہے۔ جو مجاہد میں بھی سرایت کر گیا ہے۔

(۷) دیکھو تذکرہ ۲۔

اَبُو اَيَّامِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ الصَّغِيِّ الْكَلْبِيِّ مَسْرُوبُ بَيْتَيْنِي

۴۹

کو نہ کا رہنے والا اور مشہور شاعر تھا۔ بعض نے اسے احمد بن الحسین بن عمر بن عبد الجبار بھی بتایا ہے وائے عالم کو نہا نسب صحیح ہے۔ وہ کو نہ کے باشندوں سے تھا مگر ایام مذکوریت میں ہی شام کو چلا آیا۔ اور وہاں چاروں طرف پھر پھر اگر اوس جگہ فنون ادب کیے۔ اور وہیں کمال حاصل کیا تھا۔ زبان عربی کے محاورات کو بہت ہی اچھی طرح اپنی نظم و نثر میں بدوی عربوں کے طرح بیان کرتا۔ اور اوس کے غریب و عجیب یعنی برے بھلے کو خوب جانتا تھا۔ اوس کے سامنے کوئی بات ایسی پیش نہیں کی جا سکتی تھی کہ جس کے لئے وہ

کلام رب سے فوراً نظم و نثر میں شواہد نہ پیش کر دیتا ہوں۔ یہاں تک کہ شیخ ابو علی فارسی صاحب الإيضاح و التعلیل نے ایک مرتبہ اوس کے دریافت کیا۔ کہ بھلا بتاؤ تو ابو الطیب فعلی کے وزن پر ہماری زبان میں جمع کے کتنے لفظ آئے ہیں۔ متبنی نے اسی وقت کہا تجلی اور ظریٰ صرف دو کلمہ آئے ہیں۔ شیخ ابو علی کہتا ہے میں نے اس پر تین روز برابر لغت کی کتابوں کا مطالعہ کیا کہ کہیں اور کوئی لفظ اس وزن پر مل جائے۔ مگر نہ ملا۔ ابو علی سا شخص جب کسی کے حق میں یہ بات کہے تو بس اوس کی لغت میں کمال فضیلت کے لیے یہی شہادت کافی ہے۔ تجلی جمع تجل کی ہے جو ایک پرندہ ہے اور جسے عربی میں قیج بھی کہتے ہیں۔ (تجلی تیرا اور قیج کبک یا کچو کہتے ہیں) اور ظریٰ ظریان (مثل قطران کے) جمع ہے یہ ایک پھوٹا سا چوپایہ (دلی کی قسم کا) بدبودار ہوتا ہے۔ رہے شعر تو اوس کے نہایت ہی عمدہ ہیں۔ وہ اس قدر مشہور ہیں کہ اون کے (نمونہ کے طور پر) ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن شیخ تلج الدین کنسی رحمہ اللہ تعالیٰ اوس کی دو بیتیں بیان کیا کرتا تھا جو اوس کے دیوان میں نہیں ہیں۔ مگر اون کی روایت باسناد صحیح متصل ہے۔ اس سے بذرت کے سبب میں اون کا یہاں لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

إِخْتِئِن مُفْتَقِرَ لِيَاكَ كَظَرْتَنِي فَأَهْتَنِي وَقَدْ فُتِنِي مِنْ حَالِي

کیا تو نے مجھے اپنی آنکھ سے جو تیری مہربانی کی محتاج ہے تیری طرف نظر کرتے، دیکھ لیا ہے کہ جس سے تو نے میری حالت کی گنجائش پر سے گڑھے میں پھینک دیا۔

كُنتَ الْمَلُومَ أَنَا الْمَلُومُ لَا تَنِي أَنْزَلْتُ كَامَلِي لِغَيْرِ الْخَالِقِ

اس میں تو ملامت کے لائق نہیں بلکہ میں ہی ملامت کے قابل ہوں کیونکہ میں نے ہی اپنی امید بن خالق کے سوا دوسرے کی طرف لگا لی ہیں۔

جس زمانہ میں متبنی مصر میں تھا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ بیمار ہو گیا۔ اوس کا ایک دوست تھا۔ بیلاری کے ایام میں اوس کی خوب خدمت کرتا رہا۔ لیکن جب متبنی کو صحت ہو گئی تو وہ واپس روضہ تک نہ آیا۔ متبنی نے اسے لکھا جب میں بیمار تھا تو آپ نے مجھ پر بڑی مہربانی کی۔ خدا آپ پر مہربانی کی نظر رکھے۔ مگر جب میں اچھا ہو گیا۔ تو آپ نے میرے پاس آنا ہی چھوڑ دیا۔ اب یہ صرف آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ کہ آپ مجھے یا میری کا دوست نہ بننے دیں۔ اور میری صحت کو قائم رکھیں۔

اہل علم کی اس کے اشعار کی نسبت مختلف رائیں ہیں۔ کوئی تو انہیں تمام پر اور جو لوگ اوس کے بعد ہوئے

اون پر اسے ترجیح دیتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جو الو تمام کو اس پر ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن ابو العباس احمد بن محمد النعمانی شاعر جس کا اس کے بعد (مذکرہ ۵۰۰ میں) ذکر آتا ہے کہتا ہے کہ شعر و سخن (کی دیوار میں فقط ایک گوشہ باقی رہ گیا تھا، وہاں اگر کتبہ داخل ہو گیا کیا اچھا ہوتا جو مضمون اوس نے لکھے ہیں وہ میرے قلم سے نکلے ہوتے۔ یہ دونوں مضمون اوس نے ایسے لکھے ہیں جو پہلے کسی نے نہیں لکھے۔ ایک تو ان دو شعروں میں ہے۔

رَمَانِي الدَّهْرُ بِالْأَمْرِ إِحْسَاتِي فَوَادِي فِي غُشَاءٍ مِنْ نِبَالِ

دانا نے ایسے مناسب مجہد پر ڈالے ہیں کہ میرا دل اون کے تیروں سے چھپ گیا ہے۔
فَصُرْتُ إِذَا الْأَصَابِلُ نِيْلِي سَهَامٌ تَكَسَّرَتْ الرِّصَالُ عَلَى التَّصَالِ
اور اب میری یہ نوبت پہنچ گئی ہے کہ جب میرے مجہد پر گر نکلتے ہیں۔ تو اون کے پیکان پیکانوں پر بھی لگ کر ٹوٹتے ہیں۔
اور دوسرا یہ ہے۔

فِي مَجْمَلٍ سَكَّرَ الْعُيُونُ خُبَارُهُ فَمَا تَأْيِدُ بَصَرَنَ بِالْآذَانِ

وہ ایسا زبردست لکڑ لکڑ چلا تھا کہ اس کے گرد و غبار نے آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ ایسا آنکھیں کاؤنسی کی تھیں۔

اہل علم نے اوس کے دیوان پر بڑی توجہ کی ہے۔ نہایت محنتوں سے شرحیں لکھی ہیں۔ جن اس ستارہ سے میں نے پڑھا ہے اون میں سے ایک صاحب مجھ سے کہتے تھے کہ میں نے اوس کی چھوٹی بڑی کوئی چالیس شرحیں دیکھی ہیں۔ اس قدر شرحیں کسی دوسرے دیوان کی کہیں نہیں لکھی گئیں۔ واقعی مثنوی بڑا ہی خوش قسمت تھا اللہ تعالیٰ نے اوس کے شعر و سخن میں بڑی سعادت عطا فرمائی ہے۔

اوسے مثنوی (رباعی و ہجری) اس نے کہتے ہیں کہ اوس نے باؤیۃ السہادۃ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور نبی کا لقب فرماتے تھا کہ اوس کے قبیح ہونے کے قبیح ہونے کے تھے۔ یہ نامناسب حرکت سنکر لوگوں میں میرے جس جو کلام حشر شیعہ کو ناپسند تھا فوج لیکر مثنوی کی طرف نکلا۔ اور اوسے قید کر کے اوس کے قبیحین کو منتشر کر دیا۔ پھر ایک مدت تک وہ قید رکھا کہ اوس سے توبہ کر کر کے چھوڑ دیا۔ اس روایت کو مورخین نے مختلف طور پر بیان کیا ہے۔ مگر جو روایت نے لکھا ہے یہی صحیح ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ مثنوی کہا کرتا تھا میں ہی اون لوگوں میں ہوں اول شخص ہوں جنہوں نے عمر شاعر ہونے کی وجہ سے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

پھر تہنی یہاں سے ۳۳۳ھ (۹۴۵ء) میں ایسیف الدولہ بن حمدان کے پاس چلا گیا۔ اور کچھ دنوں کے بعد وہاں سے بھی کوچ کر دیا۔ ۳۳۶ھ (۹۴۸ء) میں مصر پہنچا۔ کافور لاشیدی اور انجو بن لاشیدی کی لڑائی میں قصبہ لکھا۔ اوس کی ایسی عزت تھی کہ کافور کے روبرو دونوں بیرون میں موزہ بچھنے کے مرنے تلوار اور پر تلہ ڈالے ہوئے کھڑا ہوتا۔ اور جب سوار ہو کر کہیں جاتا تو شاہی مالیک میں سے دو حاجب اوس کے ساتھ جاتے جن کے پاس تلوار میں اور پر تلہ ہوتے تھے۔ پھر جب کافور سے اوس کی خواہشیں پوری نہ ہو سکیں تو تہنی نے اوس کی کچھ لکھی اور جان کے اندیشہ سے شب عید الضحیٰ ۳۳۷ھ (جنوری ۹۴۹ء) کو وہاں سے بھاگا۔ کافور نے کئی طرف کو اوس کے تعاقب میں سوار بھیجے۔ مگر وہ کسی کے ہاتھ نہ آیا۔ کافور نے اوس سے کسی مصوبہ کے والی کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر جب دیکھا کہ وہ اشعار میں اپنے بڑی تعلیٰ کرتا اور شیخان ماتلہ ہے تو اسے خوف ہوا (اور ایفانے وعدہ سے انکار کیا) لوگوں نے کافور کو اس پر برا بھلا کہا۔ کافور نے کہا بھائیو۔ یا درکھو جس شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے دعوے میں دریغ نہ کیا۔ تو کیا اوسے کافور کے ساتھ حکومت کا دعویٰ کرنے میں کچھ خوف ہو گا۔

ابو الفتح ابن جتبی نسخی کہتا ہے کہ میں ابو الطیب المتنبی کا دیوان خود اوس سے پڑھا کرتا تھا۔ جب میں نے اوس قصبہ دین جس کا اول یہ ہے۔

أَعَالِبُ فَبِذَلِكَ الشَّوْقُ وَالشَّوْقُ غَلِبَ
وَأَعْجِبُ مِنْ ذَا الْحَبِيبِ الْوَصْلُ عَجِبُ
تیرے دیدار کے شوق سے میں لڑا کرتا ہوں مگر شوق غالب رہتا ہے۔ اور نہ ہی تجھ سے عجب آتا ہے کہ اس پر بھی راز کوی نفرت ہے۔ پر آپ کا وصل اس سے بڑھ کر تعجب کے قابل ہے۔

پڑھتے پڑھتے یہ قول پڑھا۔
أَلَا كَيْفَ شِعْرِي حَلَّ قَوْلُ قَصِيدَةٍ
وَلَا أَشْتَكِي فِيهَا وَلَا أَعْتَبُ
بہا میں یہ جانتا تو کیا خوب تھا کہ میں کوئی ایسا قصیدہ کہہ سکتا ہوں جس میں نہ تو میں کسی کی شکایت کروں اور نہ کسی پر عتاب ہی کروں۔

وَبِیْ مَا كَيْدٌ وَدُ الشَّعْرِ عَفَى أَقْلَهُ
وَلَكِنَّ قَلْبِي يَا ابْنَةَ الْقَوْمِ تَلَبَّ
مجھ پر وہ مصائب نازل ہوئے ہیں کہ اس نے اثر اودن کا یہ ہے کہ شعر کہنا محبت چھوڑا دیا ہے مگر اے بڑے لوگوں کی بیٹی میرا دل بھی تو بہت بڑا ہے۔

تو میں نے بتنی سے کہا مجھ سخت ناگوار گذرتا ہے کہ سیف الدولہ کے سوا یہ شعر اور کسی کی تعریف میں کیوں لکھا جاتا ہے۔ بتنی نے کہا۔ میں نے تو اس سے کہا یا تھا کہ ہشیار ہو ڈرتے رہنا۔ مگر کچھ نفع نہ ہوا۔ کیا میں نے اس کی نسبت یہ شعر نہیں کہا۔

اَخَا الْجَوْدِ اَحْطَا النَّاسَ مَا اَنْتَ مَالِكٌ
كَلَّا تُعْطِيَنَّ النَّاسَ مَا اَنَا قَائِلٌ

اے صاحب بخشش وجود۔ لوگوں کو تو وہ چیز ملے جسے تو دے دے جس کا تو مالک ہے۔ مگر وہ چیز جو میں کہتا ہوں ہرگز کسی کو مت دے۔

یہی سبب ہے جو میں کا نور کے پاس آیا۔ اوسی نے مجھے اوس کے پاس سورت بدیہی اور ناقدر شماسی سے بھیجا ہے۔ سیف الدولہ کا قاعدہ تھا کہ ہمیشہ دربار کیا کرتا۔ وہاں شب کو علما فضل جمع ہوتے اور آپس میں اوس کے سامنے گفتگو کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بتنی اور ابن خالویہ بخوی میں کچھ بحث ہو گئی۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ ابن خالویہ نے بتنی پر حملہ کیا۔ اور ایک کھنچی جو اوس کے ہاتھ میں تھی بتنی کے ایسی ماری جس سے اوس کے چہرہ پر خون نکل آیا۔ بتنی اٹھ کر باہر چلا گیا خون اوس کے کپڑوں پر پڑا تھا۔ بتنی کے غصہ کا حال نہ پوچھو کہ اوپر کیا لکڑی۔ اوسی وقت اوس نے مصر کا راستہ لیا۔ وہاں جا کر کانور کی طرح میں قصیدہ لکھا پھر وہاں سے بھیج دیا آیا۔ بلا واسطہ کا قصد کیا۔ عَضُدُ الدِّیْنِ بُوَیْہُ الدِّیْمِی کی مدح سسرالی کی۔ اوس نے اس سے بہت انعام و اکرام دے۔

پھر جب یہاں سے لوٹ کر بغداد کو چلا۔ اور در شعبان ۷۵۳ گھٹ ۶۵۷ کو کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ تو راستہ میں ٹاکب بن ابی الجہل الاسدی اپنے کچھ آدمی لیکر اوس کے سامنے آیا۔ بتنی کے ساتھ بھی کچھ آدمی تھے۔ دونوں میں باہم لڑائی ہوئی۔ بتنی اور اوس کا بیٹا محمدؑ اور اس کا غلام مُقْلَعُ نَمَانِیہ کے قریب ایک موضع میں صافریہ یا جبال صافریہ کہتے ہیں اور جو سوار بغداد کے جانب غزلی میں دیکر خاکوئل کے پاس دو میل کے فاصلہ پر ہی مارے گئے۔ ابن شریق نے کتاب العمدہ کے باب منافع الشعر والمضار میں لکھا ہے کہ جب ابو الطیبؑ نے دشمن کا غلبہ دیکھ کر بھاگنے کا ارادہ کیا تو اوس کے غلام نے کہا ایسا ہرگز نہ ہونا چاہئے کہ لوگ کہیں کہ بتنی بھاگتا حالانکہ تو نے ہی خود یہ شعر کہا ہے۔

فَاحْجِلْهُ وَاللَّيْلُ وَالْبَيْدُ اَحْمَرُ لَحْيُ
وَالْحَرْبُ وَالضَّرْبُ وَالْقَطَا سِرُّ الْقُلُوبِ

گھوڑا اور رات اور بیا بیاں مجھے خوب بانٹتے ہیں اور ایسے ہی لڑائی مار پیٹ اور کٹنا و قلم بھی۔

متنبی یہ کہ لوٹا اور لوٹ کر لایا یہی بیت اوس کے قتل کا باعث ہوئی۔ یہ واقعہ بروز چار شنبہ ۲۲ یا ۲۳ یا ۲۴ رمضان ۹۶۶ء کا ہے۔ بعض نے اوس کے قتل کی تاریخ روز دوشنبہ ۲۲ رمضان یا ۲۵ رمضان بھی بتائی ہے۔ سلسلہ (صفحہ ۹۸) میں وہ کوفہ کے محلہ کندیہ میں پیدا ہوا تھا۔ اس سے اوسے کندیہ کہتے تھے۔ لیکن وہ کندیہ قبیلہ سے نہیں تھا بلکہ حنفی قبیلہ سے تھا۔ حنفی نو بیضہ حم و سکون عین و فاعل بن العنبر بن منج (جس کا نام مالک ہے) بن اودون زید بن یحییٰ بن غریب بن زید بن کہلان ہے جد کو سعد العنبرہ اس لئے کہتے تھے کہ اوسکی اولاد بہت تھی کہتے ہیں کوئی تین سو کے قریب بیٹے پوتے تھے جب وہ سب کو ساتھ لیکر کبھی سوار ہوتا اور لوگ پوچھتے کہ یہ کون ہیں تو وہ کہتا یہ میرے عنبرہ یعنی خاندان کے لوگ ہیں تاکہ کہیں نظر بد کا اثر نہ ہو۔

کہتے ہیں کہ متنبی کا باپ کوثر بن سقار تھا پھر اپنے بیٹے کو لیکر شام کو چلا گیا تھا۔ اوس کے بیٹے نے وہیں شام میں ہی پرورش پائی۔ متنبی کی جوچون بعض شعر لے کر ان شعروں میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

أَعْنَى فَضْلِ شَاعِرٍ يَطْلُبُ الْفَضْلَ مِنَ النَّاسِ بِكُرَّةٍ وَعَشِيَا

اوس شاعر میں فضیلت کہاں سے آئی جو صبح سے شام تک لوگوں سے فضل و کرم کی درخواست کرتا رہتا ہے۔

عَاشَ حَيَاتًا يَبِيعُ فِي الْكُوفَةِ الْمَاءَ وَحِينَئِذٍ يَبِيعُ مَاءَ الْحَمَاءِ

ایک مدت تک تو وہ کوفہ میں پانی بیچا کرتا یعنی سنے کا کام کیا کرتا تھا۔ اور اب مدت سے عرب میں بیچا کرتا ہے۔ اس قسم کی ایک نظیر آپ کو حرف میں ملے گی۔ جو ابن المعتزل نے ابو شام حبیب بن اوس مشہور شاعر کی کتب میں لکھی ہے۔ جب متنبی مارا گیا تو ابو القاسم مظفر بن علی الطبری نے یہ مرثیہ لکھا۔

لَا رَحِمَ اللَّهُ سُرْبَ لَهَذَا الزَّوْمَانِ إِذْ دَهَنَانَا فِي مِثْلِ ذَلِكَ اللِّسَانِ

اللہ تعالیٰ اس زمانہ کی برسی حالت کو غارت کرے جس نے ایسی زبان والے آدمی کو ہم سے جدا کر دیا۔

مَا رَأَى النَّاسُ فَنَاءِ الْمُتَنَبِّيِّ أَحْيَانًا يُرَى لِبِكْرِ الزَّوْمَانِ

متنبی کا فانی لوگوں نے کہیں نہیں دیکھا۔ زمانہ کا جو بے نظیر شخص ہو اوس کا فانی کہاں ملتا ہے۔

كَانَ مِنْ نَفْسِهِ الْكَبِيرَةِ فِي جَيْشٍ دُونِ كَبْرِيَاءِ ذِي سُلْطَانِ

اوس کا حوصلہ ایسا بڑا تھا کہ اپنے آپ کو وہ ایک شکر سمجھتا اور بڑا سمجھا رہی سلطان

جانتا تھا۔

هُوَ فِي شَعْرِهِ نَبِيٌّ وَلَا كُنْ ظَهَرَتْ مُعْجَزَاتُهُ فِي الْمَعَانِي

شعرو سخن میں وہ نبی تھا۔ اور انبیاء کے معجزات اجسام میں نظر آتے ہیں لیکن اس کے معجزات معانی میں دکھائی دیتے تھے۔
طبسی بطائے مہملہ و بلے موحده و سیدین مہملہ ایک شہر کی طرف منسوب ہے جو نیشاپور صغہان اور کلان کے درمیان واقع ہے اور جسے طبس کہتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ مَعْتَد بن عَبَّاد الکُفَّی صاحب قُطُوب و شُبُکِیۃ تہنی کی یہ بیت اپنی مجلس میں ایک روز پڑھا تھا جو اس کے ایک مشہور قصیدہ میں ہے۔

اِذَا طَفَرْتُ مِنْكَ الْعُیُونُ بِنَظَرٍ مَتَابَ بِهَا مَعْلَى لَمَطٍ وَكَارِزَةٍ

جب آنکھیں تجھ کو ایک نظر بھر کر دیکھ لیتی ہیں تو (ہمارے) شک کے ماندہ اور ناتوان اوٹ فوراً نر و تازہ ہو جاتے ہیں۔
معتمد اس بیت کو بار بار مزمزہ لے لے کر پڑھتا تھا۔ ابو محمد عبد الحکیم بن قُصْبُون اندلسی اس کی مجلس میں موجود تھا۔ سنتے ہی اس نے بے ساختہ یہ شعر لگا کر غنائے۔

لَکِنْ جَادَ شَعْرُ ابْنِ الْحُسَيْنِ فَارْتَمَا مَجْمِدُ الْعَطَايَا وَاللُّهُمَا نَفَقَتِ الْعُلَمَاءُ

اگرچہ تہنی ابن الحسین کے شعر بہت اچھے ہیں تو کیا ہوا۔ تیری بخششیں بھی تو بہت اچھی ہیں بخششیں غلوں کو کھو گئی ہیں۔
قَدْ بَا نَاكَ شَعْرُی وَ لَوْ دَرَسَی بَا نَاكَ شَعْرُی شَعْرُی لَمَّا طَلَسَا
وہ شعرو سخن کے غور سے نبی بن گیا تھا لیکن اگر اسے یہ معلوم ہوتا کہ تو اس کے شعر پڑھتا اور دوسروں کو سنا ہے تو وہ خدا ہی بن جاتا ہے۔

ابن ابی عمیر نے بیان کیا ہے کہ تہنی نے سیف الدولہ بن محمدان کو میدان میں ایک قصیدہ کہہ کر سنایا جس کا اول یہ ہے۔

لَکَلِّ لَمْرٍ مِنْ دَهْرٍ مَا تَعَوَّدَا وَ عَادَاتِ سَيْفِ الدَّوْلَةِ فَلَمَّا اطْعَمَ فَلَاحُ

زمانہ ہر شخص کو وہ چیز دینا کرتا ہے جس کی اسے عادت ہوتی ہے اور سیف الدولہ کی عادت ہے کہ دشمنوں کے برچھے مارا کرتا ہے (سو وہی زمانہ اس سے دیتا ہے)۔

جب سیف الدولہ لوٹ کر مکان کو آیا۔ تو تہنی سے پھر سننے کو کہا۔ تہنی نے اس سے بیٹھ کر سنایا کسی شخص نے درباریوں میں سے تہنی کے ساتھ برائی کی غرض سے کہہ کر اس کو بیٹھ کر دربار میں قصیدہ سنائے کی عزت حاصل ہوئی ہے محروم کرے اس غرض سے اس سے کہا اگر آپ کھڑے ہو کر پڑھتے تو میں بھی

خوب سن سکتا تھا۔ بیٹھ کر پڑھنے سے بہت لوگوں کو سنا کی نہیں دیتا۔ ابو الطیب نے کہا کیا تو نے لیکچر کرنا
 من ڈھکھا؟ مگر اُس قصیدہ کا اہل شعر نہیں سنا کر مجھے تو زمانہ نے بیٹھ کر پڑھنے کی عزت بخشی ہے۔ میں
 کھڑا ہوا کر لیکچر سناؤں، واقعی یہ بہت ہی اچھا اور جستہ جواب تھا۔ اوس کے علو ہمت و بلند سی حوصلہ کے
 قصبہ اور اوس کے دیگر اخبار و حالات بہت کثرت سے ہیں۔ مگر اختصار بہتر ہے۔ اسی پر ہم گفتگو کرتے ہیں۔
 اوس کے بیٹے کا نام محمد بن جعفر ہے۔ دسین ہزار شدہ دودال ہمارے ہے۔

۱) اس کا ذکر پہلے ہی ہم نے کر دیا ہے کہ اوس زمانہ میں جب طالب علموں کی عمر پندرہ سولہ برس کی ہو جاتی تو وہ
 تحصیل علوم کے لئے باہر نکل جاتے اور جہاں جہاں علما اور مدرسہ ہوتے وہاں جا کر استفادہ کرتے تھے۔ اس طرح
 پر سفر کرنے سے بہت فائدہ ہوتا تھا۔ اول تو اس طرح وہ ہی طالب علم جاتے تھے جنہیں تحصیل علم کا خود شوق ہوتا تھا
 دوسرے جو طالب علم کم ایہ ہوتے انھیں مسافرت میں علما کی وساطت وغیرہ سے کھانے پینے کا سامان ہتیا ہو جاتا تھا
 انہیں اپنے مصارف کی کچھ پروا نہ ہوتی تھی۔ پھر طالب علم کو جس فن کے سیکھنے کی ضرورت ہوتی وہ اوس طرح کے
 استاد کو تلاش کر لیتا تھا۔ اس کے سوا ملکوں کے حالات معلوم ہوتے اور جا بجا پھرنے پھرنے سے انواع و اقسام
 کے تجزیہ ہو جاتے تھے۔ تیرہویں صدی ہجری کے اخیر تک یہ حالت ہندوستان میں بھی کسی قدر دکھائی دیتے تھے
 جواب تقریباً بالکل نیست و نابود ہو گئی ہے۔

۲) میں نے یہاں کچھ عبارت بڑھا کر ترجمہ کیا ہے۔ تاکہ جو عربی محاورہ کا اصلی مطلب ہے وہ بخوبی صاف الفاظ
 میں ادا ہوتا جائے۔

۳) خوشی سے میرے نزدیک وہ محاورات مراد ہیں جن کا اب استعمال اعلیٰ درجہ کا نثر ہوا ہو۔ کیونکہ اگر اس کے معنی دیکھا
 جہلا کے محاورات لئے جائیں تو مبنی سے شخص کی کچھ فضیلت نہیں رہتی۔ انھیں تو عام لوگ بھی ذرہ تو جھک کر
 توجان سکتے ہیں۔

۴) کلام عرب سے مراد یہاں دیوان عرب کے محاورات سے ہے۔ کیونکہ خالص اور اچھی عربی دیوان عرب کے سوا
 اور کوئی نہیں جانتا۔ انھیں کی عربی صحیح اور با محاورہ مانی جاتی ہے۔

۵) تنبیہ کی نظم کی کیفیت اوس کے دیوان کے شرحوں میں دیکھنا چاہئے۔ جو نہایت شہور ہیں۔

۶) یہاں جو لطف عربی عبارت میں ہے وہ ترجمہ میں نہیں ہے۔

۷) یعنی اس قدر کہ وہ غبار اڑا تھا کہ آنکھوں سے دکھنا مشکل پڑ گیا تھا۔ اوس کے سپاسی اپنے سرداروں کی

بولی پر چلتے تھے گویا اون کے کان اون کو راستہ بتاتے تھے نہ آنکھیں۔

(۸۶) بادیۃ السامودہ دریائے فرات کے مغربی کنارہ ۳۱ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض شمالی پر واقع ہے۔

(۸۷) انوجو لاخشیدی کے کچھ حالات کا فورے تذکرہ مین لکھ گئے۔ دیکھو تذکرہ ۵۲۶۔

(۸۸) یعنی ایسا نہ کہ جس تعریف کا تو فی الواقع مستحق ہے مجھے وہ تعریفیں دوسروں کے حق میں لکھنا پڑیں۔ میری قدر کر۔ کہ تجھے چوڑ کر مین دوسرے کے پاس نہ جاؤں۔

(۸۹) جس قدر کثرت سے دولت ان سفروں مین اس کے ہاتھ لگی اوس کے لئے فقط اتنا بیان کر دینا کافی ہوگا کہ عند اللہ نے فقط تیس ^۳ زار دینار اور وزیر ابن النعمی کے بھی اسی قدر نقد اس کو دیا تھا۔ ماخوذ از ایضی۔

(۹۰) دیر عاقول وجلد کے کنارہ بغداد سے تیس میل تقریباً نیچے کو واقع تھا۔

(۹۱) یہ شہر و نسب یہاں ٹھیک نہیں لکھا ہے۔ ابن خلدون نے اس نسب پر اپنی معمولی ایاقت اور انصاف کے ساتھ بحث کی ہے۔ اوسے دیکھنا چاہئے۔

(۹۲) اس قدر کثرت سے اولاد ذکر کا ہونا بے شک حسد کا باعث ہوتا۔ اور جب لوگ حسد کرتے تو یقیناً جان کا خطرہ تھا اسی وجہ سے مشرقی اقوام مین طرح طرح کے خیالات اور توہمات کرتے ہیں۔ گویا درحقیقت حسد سے خوف کرتے ہیں۔

(۹۳) جب کسی شرم والے عزت دار آدمی کا غیرت اور شرم سے منفق پڑتا یا اور پسینا آجاتا ہے تو اسے عربی مین ماء الوجه یا ماء الخیقا دعرق جمین کہا کرتے ہیں۔ جو شاعر کہ شرم دیکھا کو بالائے طاق رکھ دے۔ اور نالائقوں کا طرح مہرانی کرے تو وہ اپنی عزت و شرم اور درجہ کو روپیہ کے بدلہ فروخت کرتا ہے۔

(۹۴) یہ شاعر غالبی کا ہم عصر تھا۔ جو اپنی کتاب یتیم مین کچا اشعار ابو النصر ہرثمی کے اس کی روایت سے لکھتا ہے۔

(۹۵) ابو محمد عبدالجلیل بن قصبون مشہور شاعر اور بہت بڑا عالم تھا۔ ^۲ یہ علاقہ اندلس مین پیدا ہوا ۵۸۴ھ (۱۱۸۷ء) مین جب کہ وہ قوزق سے اپنے وطن کو جارا تھا۔ کچھ عیسائی لوگوں نے راستہ مین قتل کر دیا۔ از بنیات اللہس۔

(۹۶) حسین ابو الطیب التنبی کا باپ عام لوگوں مین عیدان سقا کے نام سے مشہور تھا۔ اسی واسطے تنبی کو کبھی کبھی ابن عیدان یا ابن سقا بھی کہا کرتے ہیں تنبی ایام طفولیت میں شاعر کو لکھاتا تھا۔ اوس کے ابتدائی شعرا بھی تک مشہور ہیں اوس کے لڑکپن کے کلام مین بھی وہ نزاکت و خوبی نظر آتی تھی جس نے آمد و چلکلا اوس کے کلام کو عالم مین مشہور کر دیا اوس کی نوجوانی کو دن تو نام کے ملک مین گذرے۔ ان بدویوں مین اس وقت اوس کی پور و باش مھی۔ جو دیار کفر و فسق

مغربی بیابانوں میں رہتے رہتے تھے۔ ایک شخص ابو الحسن محمد بن یحییٰ علوی کو بتایا کہ تمہاری ایاام طفولیت میں میرے
ہمسایہ میں رہتا تھا۔ لیکن اسی وقت سے وہ علم ادب کا شوقین تھا۔ پھر وہ بدیان عرب میں جا کر ایک عرصہ تک رہا۔ اور
بدیان سے جب واپس آیا تو پورا پورا بددی ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے علم کا بڑا حصہ کتب فروشوں کے دکانوں میں بیچ دیا تھا۔
اوسکا حافظہ غضب کا تھا۔ ایک مرتبہ کتاب کا دیکھ کر پڑھ لینا اوس کے لئے کافی تھا۔ وہ کتاب اوسے خط یا دو جو جاتی تھی۔ خانہ بد
عزیز میں اوس کی بود و باش سے اوس کے چال و چلن پر بڑا اثر ہوا تھا۔ اوس نے ادھنیں سے وہ بے باکی و جرأت کی بھی
تھی۔ جو ہر ایک بات میں اوس کی نظر آتی۔ اور شعر و سخن میں بلند و تنگی و علوی اہمت کا جلوہ دکھاتی تھی۔ وہیں سے اوس
وہ خالص عربی زبان حاصل کی جس سے اوس کے مالک و ملے رنگ رہ گئے۔ اور جس نے اوس کے اشعار کی شہرت
مشرق سے لیکر مغرب تک تلم میں پھیلا دی۔ اس سے کچھ عرصہ بعد وہ اسی سبب سے شمسہ میں مغرب میں بیٹھا۔
نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور لٹا گئے کے باشندوں میں سے چند آدمیوں نے مان لیا۔ کہ وہ سنی منزل میں اللہ ہے۔ اوس نے
لوگوں سے کہا۔ کہ میں اپنے اس زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کے واسطے آیا ہوں جو ضل اور ضل ہو رہے ہیں دنیا
میں اس وقت جو ظلم و طغیان پھیلی ہوئی ہے۔ میں اوسے عدالت و انصاف سے بھر دوں گا۔ جو لوگ خدا کے اور کچھ
مانینگے انھیں ثواب ملیگا۔ لیکن جو لوگ حسیان و نافرمانی کریں گے اوس کے ستر کر دے جائینگے۔ اوس نے جو بات
کے اظہار کا بھی دعوے کیا۔ اور ایک علامت اپنے دعوے کے ثبوت کی یہ دکھائی کہ جس وقت غیب زور شور کا میزید
رہا تھا تو اس پہاڑ پر پانی چھو ابھی نہیں بہاں وہ اوس وقت کھڑا تھا۔ اس قدر ہی اظہار سے (جسے بعض سیدھے مسلمان ہونے
جادو کا اثر بتاتے ہیں) اہمیت لوگ چکر میں آ گئے۔ مگر اس میں بے مصنوعی کی یہ بڑی قسمی ہوئی کہ جس کے والی کو ان حرکات کی
کی خبر پہنچ گئی۔ اوس نے اسے گرفتار کر لیا اور قید خانہ میں ڈال دیا۔ جب مہینہ قید خانہ کی کوٹھڑی
میں گیا۔ اور سرد و باد و کچھ نہیں کھینچے رکھے گئے۔ پھر بھی کچھ مہینہ جیل میں رہے گئے۔ تو پھر رسالت و نبوت کی بلند و ازیں
سے سب اذگئیں۔ وہ خطر اس سب آٹھ ہون کے سامنے آ کر موجود ہو گئے۔ جو اوس زمانہ میں ایسے خیالات فاسد سے پیدا
ہو کر رہے تھے۔ مجبوراً تو یہ کرنی پڑی۔ اور منت سماجت کے بعد پیشکش کی پائی۔ اس کے بعد کچھ ایام تک تو زانیہ خول
اور افلاس میں پڑا۔ پھر کچھ اشعار ابو العشاء کو لکھ کر بھیج دیو سیف الدولہ کی طرف سے انھیں کیا جا رہا تھا۔ وہ اس سے
بہت خوش ہوا۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں خود سیف الدولہ بھی کہیں انھیں آ گیا۔ تین کو بھی اوس کے یہاں بار بار می ہو گئی
اوس کے مع میں ایک قصیدہ لکھ کر اسے سنایا۔ وہ اوس نے نہایت پسند کیا۔ اور قصیدہ کچھ ایسا اچھا لکھا گیا تھا۔ کہ
سیف الدولہ کی نظر میں تین سے بڑھ کر کوئی شاعر نہ رہا۔ اوس نے اسے پناہ دی اور حفاظت کا وعدہ کیا۔ لیکن اب وجود

اس کے کہ اوس کے جوار میں رہا اور بہت کچھ فائدہ بھی حاصل کیا وہ غرور جو اوس کی ذالیات میں مبہا ہوا تھا دل سے نکل
 نہ ہوا۔ اوس نے درخواست کی کہ سیف الدولہ کے دربار میں اوسے بیٹھنے کی اجازت دی جائے۔ اور جو قصداً اوس نے
 اوس کی صفت میں لکھے ہیں انھیں میں بھیٹ کر دے۔ اور دربار میں جو سلام کرنے اور زمین بوسی کا قاعدہ ہے اوس کے
 مستثنیٰ کیا جائے۔ یہ درخواست ایک حد تک منظور بھی ہوئی۔ اور وہ ان بڑے بڑے نامی گرامی شعرا سے اس کے
 مناظرہ ہوئے لیکن یہ اپنی جوہر لیاقت اور فصاحت و بلاغت میں سب سے بلند رہا۔ ابوالعلا سا مشہور و معروف
 شاعر اوس کے حق میں کہا کرتا تھا۔ ابو نواس فلان ضمون کو ایسے بیان کرتا ہے بختری ایسے کہتا ہے۔ لیکن یہ شاعر
 (تنبی) اوسے یوں ادا کرتا ہے۔ تنبی میں اگر کوئی نقص تھا تو وہ طمع تھی۔ اس مرض کے سبب سے جا بجا اوسے فلت
 اڑھانا پڑتی تھی۔ اوس کا اطلاقی چال چلن بھی اچھا تھا۔ اوس کے رفقا میں جو اکثر دولت مند ہوتے تھے بہت سے
 عیاش و بدکار ہو کر رہتے تھے۔ مگر بدوی صحبت کے باعث یہ ان باتوں سے کوسوں دور تھا۔ چنانچہ ایک شخص نے
 اوس کے حق میں کہا ہے۔ تنبی اگر صبر پسند صوم و متعلوہ نہیں نہ تلاوت قرآن کا ہی عادی ہے۔ تاہم نہ تو وہ کبھی مہوٹ
 ہوتا ہے اور نہ کبھی عورتوں کے میل جول سے ہی اوس کا دامن غفلت مٹوٹا ہوا ہے۔ جب سیف الدولہ رویوں کے
 مقابلہ میں فوج لیکر گیا تو تنبی بھی اوس کے ساتھ تھا۔ یہ دونوں ایک موقع پر اتفاقاً ایسے پھنس گئے کہ دشمنوں کے ہاتھ
 میں قید ہو جائے گا اندیشہ ہوا تھا۔ مگر انہوں نے تدارک سے اپنا راستہ صاف کیا اور غنیم کے نزع میں سے صاف نکل آئے۔
 اس وقت تنبی کا اتنا اثر اور جبر ہو گیا تھا کہ دشمنوں کا حب نہ کرنا ہی ایک تعجب کی بات تھی۔ دربار کے بہت کثرت
 سے لوگ جن میں نامی شاعر بھی شامل تھا اس کے برخلاف ہو گئے۔ سیف الدولہ سے اس کا بگاڑ کر ادا۔ اور یہاں
 تک نوبت پہنچ گئی کہ سیف الدولہ کو اوس سے کچھ ہمدردی نہ رہی۔ ایک دن چند آدمی دربار میں علمی گفتگو کر رہے
 تھے۔ عربیت کا ذکر کرتے تھے۔ ابن خالویہ نوحی سوالات کے جواب دیتا جاتا تھا۔ تنبی بول اڑھانا موش۔ تو ناری شخص
 نے بستان کار ہنسنے والا عربی ٹکیا مچھتا ہے۔ خالویہ نے اس کا جواب ایک کلید سے دیا۔ جو اوس کی آستین میں چھپی
 ہوئی تھی۔ اگرچہ تنبی کے اتنا زخم لگا گیا کہ خون اوس کے چہرہ پر سے جاری ہو گیا مگر سیف الدولہ ہنستا رہا۔ اوس نے
 نہ ہاتھ ہایا نہ زبان سے ہی کچھ کہا۔ اس کے بعد تنبی نے اور بھی چند باتیں سیف الدولہ کی جانب سے ایسے ہی دیکھیں
 کہ جس سے قدیمی توجہ اور نوازش کے آثار کمر نظر آتے تھے۔ تنبی نے اس پر کچھ نہایت عمدہ اشعار لکھے۔ سیف الدولہ
 کو ایسی باتوں پر پلاست کی۔ اور اپنی عزت اور قدر کرنے کا حق بنایا۔ اور کہا کہ دشمنوں کے حملوں کے مقابلہ میں میری تائید
 کرنا چاہیے۔ لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ اوس کی درخواستیں سب نامنظور ہوئیں۔ آخر کار اسے ان بدسلوکیوں سے نفرت ہوئی

دربارِ حاکم کو خیر باد کہا۔ اور دمشق کو چلا گیا۔

یہ شہر اوس زمانہ میں انشیدائی خاندان کے قبضہ میں تھا۔ وہاں کلاوا لی ابن مالک ایک یہودی تدمر کا باشندہ کا فوراً حکم مصر کا ماتحت تھا۔ اوس یہودی نے بتی سے کہا کہ فوراً کی مع میں ایک قصیدہ لکھو، لیکن بتی نے قطعاً انکار کیا۔ اور جب دیکھا کہ وہاں قیام کرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے تو رملہ کو چلایا۔

وہاں کا حکم ابن مفتح تھا۔ اوس نے بڑی خاطر داری کی۔ کثرت سے انعام و اکرام دئے۔ جن میں ایک گھوڑا تھا جس کا ساز و سامان سب طلائی تھا۔ اور ایک تلوار تھی جو سونے اور چاندی سے مزین و مصحف تھی۔

پھر جب کا فور نے تجربہ کے ذریعہ سے بتی سے کہنے کی درخواست کی تو وہ مصر کو چلا گیا۔ یہ وزیر با تدبیر اصل میں ایک غلام تھا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ کمینی خدمت میں کر چکا تھا۔ لوگ پہلے اوس کو نہایت عقارت کی نگاہ سے دیکھتے اور گالی گلوں سے پیش آتے رہے تھے۔ اوس کی تو نہایت بڑی دست و پاؤں موزون لب زیرین سوراخ دار جسے دیکھ کر اوس کے غلام دوستوں کو غصہ آتی تھی مگر خدا کی قدرت اس وقت وہ ایک سلطنت عظیم کا مالک تھا۔ اب یہ شکل و شمائل اور بتی سے شخص کی مع سلاطین کی امید۔ کچھ تو بڑے بڑے انعام و اکرام دئے۔ کچھ دھمکایا ڈرایا۔ غرض جس طرح ہو سکا اپنی مع میں نہایت آبرار و ذمہ دین اشعار کو فور یہ اشعار میں بھرے پڑے ہیں اس شاعر سے اوس نے لکھو لئے۔

ایک اور مشہور شخص ناکم المہون تھا جس سے مصر میں بتی سے ملاقات ہوئی۔ یہ امیر بہت اچھا آدمی تھا۔ ابلاطینی نے اس کی اچھے دل سے تعریف و توصیف کی۔

بتی نے جو کا فور کی مع میں قصائد لکھے تھے اوس کے صلہ میں اس نے کا فور سے صیدا (سیرون) کی حکومت کی درخواست کی جسے کا فور نے قطعاً منظور کیا۔ چونکہ بتی نے لالچ کے سبب سے ایک حبشی کی مع سلاطین کی تھی۔ ایسی بات میں وہ مقصد بھی پورا نہ ہوا۔ جس کے واسطے یہ ذلت گوارا کی گئی تھی۔ بتی کو سخت غصہ آیا کہ کچھ کر تو سکتا ہی نہ تھا۔ جانتے کہ ارا در کیا۔ یہی نہایت مشکل تھا۔ کا فور کے پاس چاروں طرف لگے ہوئے تھے۔ وہ اس کی ہر ایک حرکت کی خبر دیتے تھے۔ مگر بڑی دشواریوں سے آخر کار یہ بھاگ کر بچتا۔ بچانا کو تو پہنچ گیا۔

اوس کے بعد وہ بغداد آیا۔ یہاں اوس وقت معزال دہ بن بوہ کا وزیر الہلبی تھا۔ بتی کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اوسے امید تھی کہ بتی اوس کی بھی ستائش میں کوئی قصیدہ لکھے گا۔ مگر اس نے صاف انکار کر دیا۔ اور یہ حیلہ کیا کہ میں صرف وہاں مالک کی مع لکھ کر تا ہوں اور کسی کی نہیں لکھتا۔ اس سے وزیر ایسا چڑ گیا کہ اوس نے عراق کی تمام چھوٹے بڑے شعرا کو بھاگ کر بتی کے برخلاف لکھ کر دیا جس سے اوسے وہاں سے آنکارا کو جانا پڑا۔

اربان میں ابو الفری بن العنید نے اوس کی بڑی خاطر داری کی اور اپنے جوا میں لے لیا۔ کچھ دنوں میں یہاں اس وزیر کے پاس رہا۔ پھر عضد الدولہ کے پاس شیراز کو چلا گیا۔ عضد الدولہ نے اوس کی نہایت عزت و حرمت کی۔ اور کوئی دو لاکھ درہم سے زیادہ اوستہ انعام و اکرام میں دے۔ جن کے تقریباً ایک لاکھ ستر ہزار درہم چودہ سو تین تھیں اس کے بعد جب وہ شیراز سے کوئٹہ کو واپس جاتا تھا تو راستہ میں مارا گیا۔ اس کے قتل کی تفصیل ایک خط میں لکھی ہوئی ہے جو اوس کے کسی ہمعصر نے دو خالہی شاعر و ن کو لکھ کر بھیجی تھی۔ یہ دونوں شاعر سیف الدین کے دربار میں رہتے تھے۔ یہ نوٹ اس قدر لمبا ہو گیا ہے کہ یہاں اوس پر سے خط کا ترجمہ کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ ناک الاسدی جس کے ہاتھ سے وہ مارا گیا۔ اور کاظم بن ہو گیا تھا۔ مبنی نے اوس کے خاندان کی خصوصاً اوس کی بیٹی خبیثہ اور خبیثہ کی ماں کی جو لکھی تھی۔ ناک نے پہلے ہی اوس شخص کو اپنے ارادہ سے مطلع کر دیا تھا جس نے اس کو ہکا حال اوس کو لکھ کر بھیجا تھا۔ اور اوس شخص نے مبنی سے یہ سب ذکر کر دیا تھا اور شور و مباحثہ کہ اپنے ساتھ کچھ آدمیوں کو بدلتے کے طور پر لے جائے۔ لیکن مبنی نے اوس کی بات مطلق نہ سنی بلکہ اولاً جواب دیا کہ میں یہ کھلوانا نہیں چاہتا کہ میں نے اپنی تلوار کے سوا اور کسی پناہ لی ہے۔ لوگوں نے بہت منت سماجت کی کہ وہ اپنے ارادہ سے باز آئے لیکن اوس نے کوئی نصیحت نہ مانی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مارا گیا۔

ماخوذ از کتاب الفتح المبنی من غیبتہ المبنی لخصاً۔

۵۰ ابو العباس محمد بن محمد الدارمی المصنفی منہ و بنامی

عجیب و غریب مضمون کے اشعار کہتے والا اور اپنے زمانہ کا اول درجہ کا شاعر تھا۔ سیف الدین بن محمد کے خاص مداحوں میں شمار ہوتا اور اوس کے قدر و منزلت میں قتیبی کے بعد اس کے برابر کوئی نہ تھا۔ وہ عالم فاضل بھی تھا۔ اور ادیب کامل بھی۔ بخت اور ادب خوب جاتا تھا۔ اوس کے آمالی بھی محبت ہیں جو اوس نے صلب میں طالب علموں کو لکھائے تھے۔ ابو الحسن علی بن سلیمان الانفخش ابن دعوہ عتو ابو عبد اللہ الکزبانی ابو الکرم القنولی ابراہیم بن عبد الرحمن العروسی اور اوس کا اپنا باپ محمد المصنفی اوس کے استاد تھے۔ اپنے آمالی کے مضامین کی وہ انھیں سے روایت کیا کرتا تھا۔ ابو القاسم الحسین بن ابی اسحاق اوس کا بھائی ابو الحسین احمد ابو الفرج البیضا ابو الخطائب بن عون الحریری ابو بکر الخالدی

قاضی ابو طاهر صالح بن جعفر انہامی اوس کے شاگرد تھے۔ یہ لوگ اوس سے روایت کرتے ہیں۔ اوس کے ایک قصیدہ کے عمدہ شعر ہم نقل کرتے ہیں۔

أَمِيرُ الْعِلَاءِ إِنَّ الْعَوَالِي كَمَا كَسِبَ
عَلَامَ لَعْنٍ فِي الدُّنْيَا دَفِي جَنَّةِ الْخُلْدِ

اسے نامور امیر۔ تو ایسا بادشاہ کہ ہمیشہ تیرے زیر دنیا اور جنت الفردوس میں تیری برتری پیدا اور قائم کیا کرتے ہیں۔

يُمِرُّ عَلَيْكَ الْحَوْلُ سَيْفُكَ فِي الظُّلَى
وَطَرُكَ مَا بَيْنَ الشَّكِيمَةِ وَاللَّيْلِ
جو سال تیرا گذرتا ہے اوس میں برابر یہی حال رہتا ہے کہ تیری تلوار دشمن کی گردنوں پر پڑا کرتی ہے۔ اور تیرے بے نظیر گھوڑوں کو لنگھان لگی ہوئی اور زین کسے رہتے ہیں۔

وَكَيْفِيَّ عَلَيْكَ اللَّحْمُ فَعَلَّكَ الْعِلَاءُ
وَقَوْلُكَ لِلشَّعْوَى وَلَكُفَّكَ اللَّوْثُ

تیری عمر کا جو زمانہ گزرتا ہے۔ اوس میں تیرے کام پر تیری اور بلندی مراتب کے اور تیری باتیں پر حیرت گاری کی ہوئی ہیں۔ اور تیرے ہاتھ بخشش کا کام کرتے رہتے ہیں۔

یہ بھی اسی کے شعر ہیں۔

أَحْقَا أَنْ قَاتِلِي زُرُودُ
وَأَنْ عُهُودُهُ تِلْكَ الْعُهُودُ

کیا یہ سچ ہے کہ میری قاتل زرو رہے اور اوس نے جو عہد و پیمان (دونا و محبت کے) کئے تھے وہ یہی عہد ہیں۔

وَقَفْتُ وَقَدْ فَدَيْتُ الصَّبْرَ حَتَّى
تَبْلُغَ مَوْقِفِي أَيْ الْقَيْدِ

میں (اوس کے پہلے گھر پر جا کر) ٹہرا تو در دیکھا اوس کا نشان بھی نہیں جس سے (میرا صبر جا بجا رہا اور ایسا بے حس و حرکت کھڑا رہ گیا کہ گویا مجھ میں جان ہی نہیں ہے۔

فَشَكَّتْ فِي عَدُوِّ فَقَالُوا
لَسْنَا بِمِ الدَّارِ أَيْ كَمَا الْعَمِيدُ

اس سے میرے ہمارے کشتہ کار کو شک گذارا کہ میں بھی مکان کا کھنڈ رہوں اور (مجھ سے اور) گھر کے کھنڈ بننے سے کہنے لگے کہ تم دونوں میں کون سا تنوں ہے۔

متنبی کے ساتھ اوس کی چھڑ چھڑا کر کرتی اور اشعار کے پڑھنے اور سنانے میں دونوں شاعر آپس میں معافیت اور مقابلہ کیا کرتے تھے۔ ابو الخطاب بن عوف الحریری نخوی شاعر کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ ابو العباس

التامی کے پاس گیا کچھ اتار دے بیٹھا ہے۔ سر اوس کا درخت کی طرح سفید ہے۔ فقط ایک بال سیاہ دکھائی دیتا ہے۔ میں نے کھا حضرت آپ کے سر میں ایک کالا بال ہے۔ کہا ہاں میری جوانی کی یہی ایک

نشان دہی ہے میں اس سے بہت خوش ہوں۔ اور اوس میں میں نے کچھ شعر بھی کہے ہیں۔ میں نے کہا
سنائیے تو اوس نے یہ شعر پڑھے۔

رَأَيْتُ فِي الدَّائِسِ شَعْرًا ذُبْقِيْتُ سَوْدًا قَبْضَى الْعِيُونِ رُفِيَتْهَا

میں نے اپنے سر میں دیکھا کہ ابھی تک ایک سیاہ بال باقی رہ گیا ہے یہ ایک ایسا تاشل ہے کہ جسے دیر سے دوستوں کی
آنکھوں کو دیکھنے کا براشوق ہے۔

فَقُلْتُ لِلْبَيْضِ إِذْ قُتِرَ وَعَهَا بِاللَّهِ الْأَرْحَمِ عَمَّ بَلَتْهَا

میں نے اپنے سپید بالوں سے جنھوں نے اوس سیاہ بال کو ڈرا رکھا تھا کہا خدا کے واسطے اس بچاؤ کی عزت
و سافری پر رحم کرو۔

فَقُلْتُ لَبْتُ السُّودَاءِ فِي وَطَنِ تَكُونُ فِيهِ الْبَيْضَاءُ صَرَحًا

کیونکہ کالی عورت اوس وقت گھر میں کم ہا کرتی ہے۔ جب کہ اوس کی دوسری گوری سوت گھر میں موجود ہوتی ہے۔
پھر کہا ابو الخطاب ایک گوری عورت ہزار کالیوں کو گھر آتی ہے بہلا ایک کالی کا ہزار گوریوں میں کیا حال
یہ بھی اوس کے شعر میں جنہیں لوگ وزیر ابو محمد السبکی کے اشارے بتاتے ہیں۔ مگر غلط ہے۔

أَتَانِي فِي قَيْصِ الْأَذْيَعِ حَدُّ قُبَى يُلْقِبُ بِالْحَجِيبِ

میرا ایک دشمن سرخ حرب کا قیص پہننے میری طرف دوڑا آیا جس کا لقب رین نے، محبوب کر رکھا تھا۔

وَقَدْ حَبَبْتُ الشَّرَابَ بِمُقْلَتِهِ فَصَيَّرَ حَدَّ هَكَسَنَا اللَّهُ حَيْبِ

شراب اوس کی آنکھوں میں لطف دکھا رہی تھی۔ اور اوس کے خسارہ کو گویا آتشیں شعلہ بنا دیا تھا۔

فَقُلْتُ لِمَا اسْتَحْسَنْتَ هَذَا لَقَدْ أَقْبَلْتُ فِي زِيَةِ عَجِيبِ

میں نے پوچھا کہ تجھے یہ جن دل فریب کیسے ملا ہے۔ تو تو ایک عجیب و غریب روپ میں آیا ہے۔

أَحْمَرًا وَجُنْدًا كَسْتَمَكَ هَذَا أَمَا لَتُ صَبَغَتْ بِدَمِ الْقُلُوبِ

کیا تیرے خساروں نے تجھے یہ لباس پہنایا ہے یا دعا شقوں کے، دلوں کے خون میں تو نے اونھیں رنگا ہے

فَقَالَ الرَّاحُ أَهْدَتْ لِي قَبِيصًا كَلُونِ الشَّمْسِ فِي شَفَقِ الْمَغِيبِ

ابا شراب نے مجھے یہ کپڑے ہدیہ دے دیے ہیں۔ بعینہ اوسی طرح جیسے غروب کے وقت شفق میں سورج
کا رنگ ہوتا ہے۔

فَتْوٰی وَالْمَدَامُ وَلَاؤُنْ خَسْرٰی قَرِیْبٌ مِّنْ قَرِیْبٍ

اس سے میرے کپڑے اور شراب اور میرے زخارون کا رنگ ایک دوسرے کے قریب ہی قریب ہو گیا ہے
ابوالعباس کی وفات ۳۹۹ھ (۱۰۰۸ء) میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۳۹۸ھ یا ۳۹۷ھ میں
بہت عام حلب ہوئی ہے۔ اس وقت اس کی عمر نوے برس کی تھی۔ واللہ تعالیٰ۔
قاری مفتی وال مہملہ والفت دریا کے مکسورہ و میم دارم بن مالک کی طرف منسوب ہے جو تیس کا ایک
بڑا بڑا بطن ہے۔

میں بھی بکسریم و صا و مہملہ شد وہ سکون یا سے تثنیہ و صا و مہملہ بصیغہ کی طرف منسوب ہے
جو سائل مجرم پر ایک بڑا شہر طرطوس اور سیس کے قریب میں آباد تھا۔ اور صالح بن علی عسیم
ابن جعفر منصور نے ۳۹۸ھ (۱۰۰۷ء) میں منصور کے حکم سے آباد کیا تھا۔

(۱) ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن موسیٰ کرمانی لغت اور نو کا بڑا عالم فاضل تھا۔ اس کا خط بہت ہی اچھا اور
نہایت صحیح نویس تھا جس سے لوگ اس کی لکھی ہوئی کتابوں کی بڑی قدر کرتے تھے۔ اجرت پر لکھا کرتا اور یہی اس کا
پیشہ ہو گیا تھا۔ اس نے بہت کتا میں تصنیف کی ہیں جن کے نام قہرست میں دیئے گئے ہیں جہاں سے کہ ہم نے
یہ سب حال لیا ہے۔ اس کی ولادت وفات کی تاریخ نہیں لکھی ہے۔ مگر ابن خلکان کی تحریر کو دیکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں
کہ وہ چوتھی صدی ہجری کے شروع میں زندہ تھا۔

(۲) لغامہ کو فارسی میں دُشمنہ کہتے ہیں۔ اس کا پودہ کوئی ایک بالشت اونچا اور پھول اس کا سفید ہوتا ہے۔

حافظ ابو الفضل حمد بن حسین بن سنجی بن سعید الہمدانی مؤرخ و بیع الزمان

۵۱

صاحب رسائل رائقہ اور مصنف مقامات خائفہ تھا۔ اسی کے طریق پر تحریر نے اپنے
مقامات کو بنایا اور اس کے قدم بقدم چلا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے بیع الزمان کے علم و فضل کا
اپنے خطبہ میں اعتراف بھی کیا اور کہا ہے کہ مجھے اس نے اس منہج پر کتاب لکھنے کی ہدایت کی
تھی۔ واقعی یہ شخص اول درجہ کے فضلاء سے فصیح سے تھا۔ ابو الحسن احمد بن فارس مصنف المعجم فی اللغة
وغیرہ سے روایت کرتا تھا۔ اس کے لکھے ہوئے رسائل بدیعہ اور ظہیر بہت ہی ملیح اور لطف و جود ہیں۔

بلادخراسان کے (نہایت مشہور) شہر ہرات میں رہتا تھا۔ اس کے رسائل میں یہ رسالہ ہے۔
 پانی جب مدت تک ایک ہی جگہ کھڑا رہے تو اس کا خبث ظاہر ہو جاتا ہے اور جب اس کی
 سطح ٹھہرتی ہے تو اس کی بدبو حرکت کر لی (یعنی پھیلنے لگتی) ہے۔ ایسے ہی وہاں کا حال ہو جب
 اس کا قیام مدت تک ہوتا ہے تو اس کی صورت بُری معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور اس کا سایہ
 اس وقت گراں گذرنا ہے جب اس کی اقامت کا وقت (وَسْطِی) کے لیے وہ آیا ہے) انتہا کو پہنچ
 جاتا ہے والسلام۔

اور یہ بھی اوس کے رسائل سے ہے۔

حضرت مین اوس کے پہونچنے کو کعبہ محتاج ہے نہ کعبہ حجاج۔ اور مشعر و مقام کرم سے نہ
 مشعر حرم۔ اور جہان کا مٹی۔ ہے نہ کہ وہ خیمہ کا۔ اور قبا و علات و ریحناش سے نہ تقد صلوٰۃ و نماز
 اور یہ بھی اوس کے رسائل سے ہے۔ جو کسی کی تفریت میں لکھا ہے۔

موت، ایک مصیبت ہے جو (آتے وقت) بڑی بھاری ہوتی ہے مگر (جب آجائے تو)
 پھر بالکل ملکی (اد سے پہلے) چھوڑ تو بہت طر دے لگتی ہے۔ مگر (اخیر کو) چکنی ہو جاتی ہے۔
 دنیا ایسی بیگانہ و بے وفائے ہے کہ اوس کی ادنیٰ مصیبت، موت ہے۔ اور ایسی دیوانہ
 و نا انصاف ہے کہ یہ اوس کا ادنیٰ ظلم ہے۔ منہ پھیر کر دہنی طاقت دیکھو۔ کیا ہے محنت و رنج کے
 سوا اور کچھ نہیں۔ بائیں جانب کو دیکھو کیا ہے حسرت و فریاد کے سوا اور چہ نظر نہیں آتا۔

اوس کے ایک طویل قصیدہ میں سے ہم یہ شعر نقل کرتے ہیں۔
وَمَا دَيْخِيَاكَ صَوْبُ الْعَيْنِ مُنْكَبًا **وَمَا كَانَ طَلَسُ الْهَيْمِ طَرْدُ الْمَرْبَا**
 بارش کی جھری (اپنے نفع رسانی کے باعث) پرستے وقت (فیاض میں) تیرے شاہ ہوئی۔ اگر اپنے ہنستے وقت وہ سونے کا

مین برسانی
وَاللَّيْلُ لَوْ لَمْ يَخْنِ وَالشَّمْسُ لَوْ لَفَقَتْ **وَاللَّيْلُ لَوْ لَمْ يَخْنِ وَالشَّمْسُ لَوْ لَفَقَتْ**
 اور زمانہ اگر خیانت نہ کرتا اور آفتاب صاحب فلق ہوتا اور شبہ (نرم مزاجی اختیار کر کے) شکار نہ کرتا اور ریا اگر شیرین
 پانی کا چشمہ ہوتا (تو تیرے مانند ہوتا)

وہاں کی نیت میں بھی اوس کے شعر میں مگر بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ ابو العلاء

محمد بن حسنّوّل الہدانی کے سین۔
 ہند اَنّ لّی بلد اَوّل بَغْضَلِہ
 لکنّہ مَن اَتَجّ البُلْدَانِ
 مہرا شہر ہے مین اوس کی تعریف کیا کرتا ہوں۔ مگر وہ درحقیقت بہت ہی بُرے شہروں میں سے ہے۔
 صِبْیَانُہ فِی الْعِجْشِ شِیْخُوْجِہ
 و شِیْخُوْصُہ فِی الْعَقْلِ کَالِصِبْیَانِ
 وہاں کے بچے (صورت مشکل کی) بُرائی میں ایسے ہیں جیسے وہاں کے بڑے۔ وہاں کے بڑے عقل و فرہم میں ایسے ہیں جیسے بچے۔

اوس کے نظر و نشر دونوں کے مضامین ملیج و حسن اور پُر لطفت ہوتے تھے۔ شہر ہرات میں اُسے کسی نے زہر دیدیا تھا۔ اوس سے وہ سنہ ۳۹۵ (سنہ ۱۰۰۵) میں مر گیا۔ رَحْمَہُ اللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد میں نے اوس کے رسائل کے آخر میں جنہیں حاکم ابوسعید عبدالرحمن بن محمد بن دوست نے جمع کیا ہے یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی کہ یہ اوس کے رسائل کا آخر ہے۔ وہ ہرات میں بروز جمعہ ۱۱ جمادی الآخرہ سنہ ۳۹۵ (فروری سنہ ۱۰۰۵) کو مر گیا۔ حاکم مذکور کہتا ہے میں نے معتبر لوگوں سے سنا ہے کہ وہ سکتہ کی بیماری سے مرا تھا۔ دفن میں لوگوں نے جلدی کی۔ قبر میں اوس سے افاقہ ہو گیا۔ پڑوسیوں نے اوس کی آوازاں میں سنی۔ فوراً قبر کھولی دیکھا تو اپنی ڈاڑھی کیڑے ہوئے ہول قبر سے مر گیا ہے

(۱) بدیع الزمان چونکہ ہرات کا رہنے والا اور قوم کا پٹھان تھا اس واسطے اس پر پٹھان قوم کے لوگ جس قدر فخر کرین گے (۱) جیسے یہ شخص عربی زبان کا ایسا بڑا ادیب گذر اسے کہ جیسے ہندوستان میں ابو الفضل یا ملا ظہوری ہوئے ہیں۔ جیسے ابو الفضل کی تحریرات نے فارسی زبان پر اپنا اثر کیا۔ اور اوس میں ایسا نرالا طرز پیدا کیا۔ کہ غزلی کے زمانہ تک ہندوستان میں اوس کا متبع فخر سمجھا جاتا تھا۔ اور سید طبع عربی میں مدت ہائے دراز تک اس کی تحریرات کی تقلید کی گئی۔ حریری مشہور مصنف نے اپنے مقامات کا طرز اسی سے سیکھا تھا۔ جس سے عربی طرز تحریر میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا تھا۔ مگر اس کی تحریرات بجز الفاظ کے پوٹ کے اور کچھ نہیں تھیں۔ لفظی خوبیاں تو بہت سی تھیں۔ شکل سے مشکل الفاظ اور اسے شیعہ بن و نمکبن محاورات مگر معانی کچھ نہیں۔ لیکن یہ لوگ کیا کرتے اوس زمانہ کا کچھ طرز ہی ایسا ہو گیا تھا کہ سو اُسے لفظی بخون کے اور کچھ نہ تھا جو ہمارے قوم کے ہونہار پودے سے وہ ایسے ہی لالینی اور چل باتوں میں اپنی اوقات غراب کیا کرتے تھے۔ تاہم یہ شخص انشا پر وازی میں بے نظیر و بے عدیل ہوا ہے۔ مشہوری ساسی نے اپنی کتاب کرسٹا میتھی میں اس کے پورے حالات لکھے ہیں اور اسکی انشا پر وازی سے بھی اچھی بحث کی ہے۔

(۲) مکعبہ مربع عمارت کو کہتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے مکہ کے اوس مکان کا نام بھی مکعبہ ہو گیا ہے جس کی طرف مسلمان نماز کے وقت منہ کیا کرتے ہیں۔ حجاج ہر سال حج کرنے کو اسی جگہ جاتے ہیں۔ مینٹی مکہ کے پاس اور حنیف مینٹی کا پہاڑ ہے۔ شاعر اہرام مکعبہ کو اور مغلضہ کو کہتے ہیں۔ ان رسائل کی اصلی خوبی زیادہ شاعرانہ ہے اس واسطے ترجیح میں اون کا لطف باقی نہیں رہا۔

۵۲ ابوالقاسم احمد بن محمد بن اسماعیل بن ابرہیم طباطبائی بن اسماعیل بن ابرہیم

بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب الشریف

خاندان رشتی سے مصر کا رہنے والا اور وہاں کے طالبتین کا نقیب اور اون کے اکابر روسا سے تھا۔ زہد وغیرہ میں اچھے اشعار کہتا تھا۔ ابو منصور ثعالبی نے کتاب الیتیمہ میں اوس کا ذکر کیا اور اوس کے مقاطع بھی درج کئے ہیں۔ جو اشعار کہ اوس نے ابوالقاسم کی نقل کئے ہیں اون میں یہ شعر بھی ہیں۔

فَلَيْتَ اِنِّي لَشَرٌّ تَابًا لِّمَا رَدُّ وَاِنِّي لَعَلِّي رَيْبُ الزَّيَّانِ لَوْ اَجِدُ

اے میرے دو دو دوستو مجھ شریا تارون سے بڑا حد ہے اور زمانہ کے فریب دہی پر مجھے بڑا غصہ آتا ہے۔

يَبْقَى اَجْمَعًا شَمْلًا وَرَبِّي سَمِيحٌ وَاقْتَدِ مَنْ اَحْبَبْتَهُ وَصَوَّ وَاحِدُ

اون کی صحبت تو ابھی طرح قائم رہے۔ حالانکہ وہ چھ ہیں اور میرا محبوب جو ایک ہی جو وہ مجھ سے کھو جائے (۲)

ثعالبی نے یہ شعر بھی اوس کی طرف منسوب کر کے لکھے ہیں۔ مگر اوائل کتاب میں انہیں

اشعار کو ذوالقرنین بن حمران کے بیان کر آیا ہے۔

قَالَتْ يَطْلُبُ خِيَالِ زَارِنِي وَضِي بِاللَّحْمِ حَمِيمٌ وَلَا تَقْصُ وَلَا تَزِدْ

اوستہ قصہ پر خیال سے جو (غراب میں) میرے پاس آئی اور چلی گئی کہا کہ خدا کو اسطے اسکا حال بیان کر کہ کچھ گھٹنا نا بڑھانا میں

قَالَ اَبْهَرْتَهُ نَوْمَاتٍ مِنْ ظَمَا وَقُلْتُ قِفْ لَا تَزِدْ لِمَا لَمْ يَزِدْ

تصویر خیالی نے کہا میں نے اس کو کچھ پیاس سے مرہا ہے۔ اس وقت میں نے اس سے کہا کہ ٹھہر اس چشمہ پر نہ جا جس پر کوئی پانی کے لیے نہیں جاتا۔

قَالَتْ صَدَقْتَ وَقَارُ الْمَيْتِ عَادَتْهُ
يَا بَرُّ ذَاكَ الَّذِي قَالَتْ عَلَى كَيْسٍ

(معتزقہ نے تصویر خیالی سے) کہا تو کچھ سہہ، اوسکی عادت میں داخل سہہ کے محبت کا پورا پورا حتی ادا کرے
اوپر۔ اوس کے ان الفاظ سے میری جگر پر کسی ٹھنڈک پڑ گئی

اس کے سوا اوس کے اور بھی عمدہ عمدہ اشعار ہیں۔ یہ اشعار غریبہ بھی جو طول شب
کے بیان میں ہیں اوس کی طرف منسوب ہیں۔

كَأَنَّ نُجُومَ اللَّيْلِ سَارَتْ نَهَارًا
فَوَافَتْ عِشَاءً وَهِيَ الْفُتَاةُ السَّافِرَةُ
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا رات کے تارے سارا دن چلتے رہے ہیں۔ اور شام کو نفل پر ایسے آنے ہیں کہ
سفر سے بالکل سہت و ماندہ ہو گئے ہیں۔

وَقَدْ خَشِيتُ لِي يَسْتَرْجِعَ رِكَابُهَا
فَلَا فَلَكَ حَارٍ وَلَا كُوكِبٌ سَارِي

اور خیرہ لگا کر پڑ گئے ہیں کہ قافلہ آرام لے لے۔ اب نہ تو آسان ہی چلتا ہے اور نہ کوئی تارا ہی گھوم رہا ہے۔

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ بیعتین ابو الحسن بن طباطبائے دیوان میں موجود حصین
جو اس نے ایک لہجہ نقیدہ میں لکھی ہیں۔ ابو الحسن مذکور کے دیوان سے بیعتیں بھی میں نے
نقل کی ہیں۔

بَاثُوا أَوْ أَبْقُوا فِي حَشَايَ لَيْتَهُمْ
وَجِدَّ إِذَا نَظَعْنَ الْخَلِيْطَ آثَامًا
وہ تو چلے گئے اگر اپنی جدائی کا رنج میرے دل میں پڑے کہ یہ چھوڑ گئے۔ جو ان کے قافلہ کے چلتے وقت پیدا ہوتا تھا

لِللَّهِ أَيَّامٌ السُّرُورِ كَأَمَّا
كَأَنَّتِ لِسُرْعَتِهِ مَرَّهَا أَهْلًا مَّا

اللہ اسے خوشی کے دن بھی عجیب ہیں۔ ایسے تیز اور جلدی گزر گئے کہ گویا ایک خواب خیال تھے اور کچھ بھی نہیں

لَوْ أَدَامَ عَيْشَ رَحْمَتِهِ لَأَخِيْ هُوِي
لَأَقَامَ لِي ذَاكَ السُّرُورَ وَدَامَا

اگر رحمت ایزدی سے اہل عشق کی زندگانی ہمیشہ رہا کرتی تو وہ خوشی کے دن بھی میرے لیے قائم و دائم رہتے

يَا عَيْشَنَا الْمَقْشُودَ مُحَمَّدٌ نَا
عَامًا وَدَوْرًا مِنَ الْقَسْبِ أَيَّامًا

میرے زندگی گذشتہ میری عمر کا ایک سال لے لے۔ اور اس کے عوض مجھے کچھ روز محبت کے واپس کرو

میں نہیں جانتا کہ ابو الحسن کون شخص ہے۔ اور نہ یہ معلوم ہے کہ اسکے اور ابو القاسم

مذکور کے درمیان کیا تعلق ہے۔ والد اعلم۔ امیر مختار نے مجھ سے بھی کے نام سے مشہور ہے

تاریخ مصر میں اوس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ وہ ۳۴۵ (۹۵۶ھ) میں مراہر رحمۃ اللہ تعالیٰ اوس کے سوا اوردن نے یہی کہا ہے کہ اوس نے سہ شنبہ کی شب میں ۲۵ تاریخ شعبان کو انتقال کیا ہے۔ اوس کے دوستوں نے اوس سے اپنے مقبرہ میں جو مصر میں مصلائے جدید کے پیچھے واقع ہے دفن کیا۔ اس وقت اوس کی عمر چونتیس برس کی تھی۔

طبا طباً بفتح طائین مہمکتین و بائین موحّدین اس کے دادا ابراہیم کا لقب تھا۔ وہ تلاتا سٹھا۔ ق کو ط کہا کرتا تھا ایک روز اپنے کپڑے مانگے۔ غلام نے کہا دُڑاعہ (منیص) لاتا ہوں کہا نہیں نہیں۔ طبا طباً یعنی قبا قبا۔ اس کا یہی لقب مشہور ہو گیا۔ رشتی راسے جملہ وسین شد وہ جملہ سعانی کے قول کی رو سے سادات علویہ کے ایک بطن کی طرف منسوب ہے۔

(۱) شعر اکثر اپنے مخاطب کو صیغہ تنہی میں مخاطب کیا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ دوزنی نے شرح قصیدہ امر القیس میں شعر اول کے تحت میں اس طرح لکھی ہے۔ کہ عرب کی قوم اونٹ بھیڑ بکری پالنے والی قوم ہے جس وقت یہ لوگ اپنے جانور چرانے کو جاتے تو وہ ہر امیون کو ساتھ ضرور لے جاتا کرتے تھے۔ ایک تو اونٹوں کی گرائی کرتا اور بھیڑ بکریوں کو دیکھتا بھاتا۔ یا یہ کہ اگر کوئی دشمن آ پڑتا تو ایک دوڑ کر اپنی قوم میں خبر دینے کو جاتا اور دو گلہ کے تہرے کہ اگر ایک قتل ہو جاتا تو دوسرا اس کی خبر قبیلہ میں جا کر دیتا اس واسطے جب یہ لوگ چارے تو اپنی ساتھیوں کو تنہیہ کے صحیفہ میں پکارا کرتے تھے۔ شعر ابھی اسی واسطے تنہیہ کا ہی صیغہ مستعمل کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ تنہیہ کا رواج اس قدر پڑ گیا تھا کہ اگر مخاطب ایک ہوتا تب بھی تنہیہ کا ہی صیغہ مستعمل کرتے تھے۔

(۲) میرا محبوب جو ایک ہی ہے یعنی ذات واحد خداوند تعالیٰ۔

(۳) حکیت الخیال شعر اسے عرب کی زبان پر اکثر جاری رہتا ہے۔ وہ معشوق کی خیالی تصویر ہے۔ جو عاشق کے پاس خواب میں آیا کرتی ہے۔ اون لوگوں کا خیال ہے کہ یہ تصویر صرف موت آتی ہے جبکہ معشوق اپنی مرضی سے خواب کے وقت اوس کے پاس پہنچا کرتا ہے۔ اور اسی طرح عاشق بھی اپنی خیالی تصویر معشوق کی گرائی کی واسطے بھیجا کرتا ہے۔

(۴) بانی جو پیشے کے کام میں نہیں آتا آنسو میں۔ یعنی رونہ میں۔

(۵) عربی فاسی شعر میں بہت ایسے ہیں جو محبت کا لہر جگر کو اور عقل کا گھر دل کو مانتے ہیں۔ لیکن بہت ایسے بھی ہیں

جو عقل و دماغ میں اور شجاعت و محبت دل میں مانتے ہیں۔

(۶) مسیحی کو بعض لوگ خد صفا اہل یورپ بھی پڑھ جاتے ہیں۔ مگر یہ محض غلط ہے۔

(۷) مصلیٰ جدید کا بانی غلبہ الیٰ مصر تھا جو صحرا یعنی قراہ صغریٰ میں بنایا گیا ہے۔ مصلیٰ قدیم جسے حضرت عمرو بن العاص نے بنایا تھا۔ اور جس میں بعد کو توسیع بھی کی گئی تھی کافی نہ تھا۔ مصلیٰ سے جدید قلیفہ متوکل کے عہد میں مسئلہ (۸) میں بنا تھا۔ ماخوذ از خط مصر معتمد مقریزی۔ یہاں جس غلبہ کا ذکر ہوا ہے وہ عربی مثل کا سب سے آخری والی تھا۔ اوس کے بعد ترک اوس کے جانشین ہوئے۔ جو خلفا کے خدام تھے۔ مسئلہ (۹) میں غلبہ وہاں کا والی مقرر ہوا تھا۔ مسئلہ تک کام کرتا رہا۔ اوس کا نام تھا ابو جعفر غلبہ بن اسحاق بن عمرو۔ ماخوذ از خط مقریزی۔

ابو حامد احمد بن محمد الظہالی

۵۳

جس کا چڑونا لقب ابو الرقعی تھا ایک مشہور شاعر تھا۔ نقابہ لے اوس کا یتیمہ میں ذکر کیا۔ اور کہا ہے کہ وہ کیتا کے روزگار اور خوبیوں کا مجمع تھا۔ اور اوس لوگوں میں سے تھا۔ جن کا چڑنا اہل کے ہر قسم کے اشعار پر پورا پورا تصرف ہے۔ واقعی وہ جو اہل فضل و کمال کا خزن ماعان عمدہ اور شعر اسے ذی کمال میں بہت بڑے پایہ کا شخص تھا۔ شام کے ملک میں اوس کا وہ سی حدبہ تھا جو ابن تلح کا عراق میں تھا۔ اوس کے عمدہ اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں۔ جو اوس نے ابو الفرج یعقوب بن کلیسی وزیر عزیز بن المعز العبیدی والی مصر کی تعریف میں لکھے ہیں۔ یعقوب اور عزیز کا ذکر آئندہ اس کتاب میں آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قد رمتا مقالہ واعیت ذارہ واقلائہ ذنبہ وعینارہ

ہم نے اپنے محبوب کی گفتگو اور اوس کا عذر سنا۔ اور اوس کی خطا و لغزش کو معاف کر دیا۔

والمعانی لمن عینت واللین یک عرفت فاسمعی یا جارہ

اگرچہ یہ مضمون تو اس کے لیے ہے جسکی طرف میری توجہ ہے لیکن ای پڑوسن تیرے دو برو پیش کرتا ہوں تو اسکی

من تراویر ائہ ابد اللہ ترأہ محلا اذرا رہ

جس شخص کو تو دیکھ رہی ہے تو دیکھ لے کہ اوس کے من ہمیشہ کھلے ہوئے ہوں گے

عَسَاءَ لِمَنۢ أَنَّهُ عَذَابٌ مِّنَ اللَّهِ
اور جاننا ہے کہ یہ (محبت) اللہ کی جانب سے (مسینوں کے) دیکھنے والی آنکھوں کیلئے ایک عذاب مقرر ہوا ہے۔
بِتَنۢكَرِ اللَّهِ سِتْرَهُ فَلَمْ يَنۢتَكِرْ
اللہ تعالیٰ نے اس (عاشق کی) محبت کا پردہ فاش کر دیا۔ اب ہم بھی مکار پردہ پوشو مجھ پر وہ فاش کر دے
سَحَرَتْنِي الْحَالُ مَسَّهُ وَكَذَّبَ الْكُلَّ
ایک نگاہ نے مجھ پر جادو کر دیا ہے۔ ایسے ہی حسین کی نگاہ میں جادو کرنے والی ہوتی مسین۔
يَا عَلِيُّ مُؤْتِرُ التَّبَاعِدِ وَالْإِعْرَاضِ
جو محبوب کہ دوری اور اعراض کہ اختیار کرے جو محو کیا نقصان تھا جو وہ رضامندی کو اختیار کرتا (اور میری) زیارت سے خوش تھا

وَعَلَىٰ اِسْمٰى وَ اِنْ كَانَ قَدْ عَذَّبَ
بِالْحُبِّ مِثْلَ مُؤْتِرِ اَيْشَارِهِ
مجھ پر تو لازم ہے کہ میں اگر وہ اوس نے پھر سے مجھے عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے اوس کی مرضی کا تابع رہوں۔
لَمْ اَزَلْ اَلْعَدَمُ مِّنۢ حَبِيبٍ
اَشْتَهَىٰ مَقْرِبَهُ وَ اَبَىٰ بِفَنَائِهِ
میں نہ اپنے حبيب سے ابھی نہیں توڑی۔ اوس کے وصل کا اشتیاق ہے۔ اور اوس کی نفرت نا رضامندی کو پسند نہیں کرتا
يَا شَعْبَارِ مَجِي اَوْ سَيَقْصِدُهُ مِّنۢ - كَيْ مِّنۢ جِوَاوِسَ كِي تَعْرِيفِ مِّنۢ لِّكَيْ مِّنۢ -

لَمْ يَمِزْ عَ لِّلْعَزِيزِ فِي سَائِرِ الْاَرْضِ
عُدُوًّا اِلَّا وَ اَخْمَدُ نَارَهُ
اؤں نے تمام دنیا میں عزیز کا کوئی دشمن نہ پتھوڑا کہ اوس کی رحمت کی ہاگ کو کبھی سنا دیا ہو۔
كُلَّ يَوْمٍ لَّ عَلٰى نَوْبِ الدَّهْرِ
وَكِرَّ اَلْخَطُوبِ بِالْبَذْلِ غَارَهُ
بست نشی و عطا سے زمانہ کے مصائب اور خطرات قسمت کے مقابلہ میں ہر روز وہ چڑھائی کیا کرتا ہے
وَوَيْدِي شَتَا بَا الْبَهْرُ اَمِّنَ الْبَحْلِ
وَفِي حَوْمَتِهِ النَّدَىٰ كَرَّ اَرَهُ
وہ ایسے ہاتھ والا ہے کہ بحال کے باعث اوس کا کھینچ لینا اوس سے عیب دار کر دیتا ہے۔ اور داود و ہش کے میدان

بَنَگ مِّنۢ حَلَكُومَا اَوْ سَ كِي عَادَتِ اَبُو لُكَيْ سَ -
وَهِيَ قَلَّتْ عَنِ الْمَزِيْرِ عَدَاوَةٍ
بِالْعَطَا يَا وَ شَرَّتْ اَفْضَاؤُهُ
اوس نے عطا و بخشش سے عزیز کے دشمنوں کو کم کر دیا۔ اور
اَفْضَاؤُهُ كُفِّرَ اَدِيَا سَ -

ہَذَا كُلُّ فَاضِلٍ يُدْهِمُ تَمَنِّي وَتَضَيُّ نَفَا عَمَّتْ ضَرَارُهُ
 یہ اس طرح ہے کہ جو شخص فاضل بہتر ہے اس کا ہاتھ شب و روز (دوستوں کے ساتھ) پہلائی اور دشمنوں کے ساتھ ہرگز نہ پہنچا
 فَاتَّخَذَهُ قَلْبُ نَسِيبِ الْإِيْمَانِ
 اوس کے پاس کرنا گزیر ہو کہ جو شخص اوس کے سایہ میں نہ گیا اور اوس کی بنا نہ حاصل کی اور کہیں اس میں یقین
 وَ اِذَا مَا رَأَيْتَهُ نَظَرًا فَاَيْمَلْ
 جب تو اوسے دیکھے کہ وہ سر جھکائے ہوئے اپنے انکار کو کسی دہندہ منقسمین لگا کر ہو تو
 لَمْ يَنْعِ بِاللَّذْكَارِ وَالْزَيْنِ شَيْئًا
 فی ضمیر العیوب الا اثنا رہ
 تو جان لے کہ اوس نے اپنے دکا اور ذہن سے عالم غیب میں کوئی چیز بے پند لگا کر جو نہ ہو
 لَا وَ لَا مَوْضِعًا مِّنَ الْاَرْضِ اِلَّا
 کان بالترائی مڈر کا اقطاع رہ
 نہ کوئی زمین پر ایسی جگہ رہی کہ جس کے کناروں تک اوس کی راجح اور فکر بلند نہ پہنچی ہو
 زَادَهُ اللهُ لُبَّطَةً وَ كَفَاهُ
 خود کو من زما نہ و جدار رہ
 خدا سے کچھ اوس کے زور و قوت کو زیادہ کرے۔ اور زمانہ کے خوف و اندیشوں اور بے خبر داری کی ضرورت سے اوجھا کر
 اوس کے اکثر شرعہ ہوتے تھے۔ صریح الدلائل قصا یہی کے اسلوب پر شعر لکھتا تھا۔
 مصرعین مدت تک رہا۔ اوس کے اشعار کا اکثر حصہ اوس جگہ کے ملوک اور روسا کی تعریف میں تھا
 المعز ابو یوسف محمد بن المنصور بن القائم بن المہدی عبید اللہ اور اوس کے بیٹے عزیز اور اوس کو بیٹے
 حاکم بن العزیز اور ہر سال اور ابو الفرج بن کسیر وغیرہ نامی لکری لوگوں کی تعریف میں
 اوس نے قصائد لکھے ہیں۔ یہ جتنے مجموعہ ہیں ان سب کے حالات انشاء اللہ تعالیٰ ان کے تذکرہ
 میں آئیں گے۔ امیر غفرار سجستانی نے تاریخ مصر میں اس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ وہ عظیم الشان شاعر اور
 وفات پائی ہے۔ لیکن ایک اور شخص نے جمعہ کے دن ۲۲ رمضان یا ماہ ربیع الآخر میں اس پر اور زیادہ
 کیا ہے۔ میرے نزدیک اوس کی وفات مصر میں ہوئی ہوگی۔
 ۱. اَنطاكی بفتح حاء و سکون نون و طاء مہمل و الف و کاف انطاکیہ کی طرف منسوب ہے۔ جو ملک کے
 قریب ملک شام میں ایک مشہور شہر ہے۔ کہ تعلق بفتح زائے مہمل و فاء و سکون عین مہمل و فتح ہیم
 و فاء احمد ذکر کا لقب چلکا تھا۔

(۱) جدو وہ بات ہے جو درست و صحیح اور واقعی ہو۔ نہی وہ بات ہے جو یہودگی کے ساتھ یا ہنسی کے طور پر جھوٹ کہی جاوے۔ ابن الحجاج کے لئے دیکھو تذکرہ ۱۸۴۔

(۲) انگریزی منبر مہمان کہتا ہے کہ عربوں کے نزدیک اسلام سے پیشتر اور اشاعت اسلام کے بعد بھی ایسے ہی شخص کو انسان کامل کہتے ہیں۔ گویا وہ اس پر ایہ مین اسلام کے دشمنوں کے ساتھ برائی روا رکھنے سے مطمئن کرتا ہے۔ لیکن یہ بالکل مغالطہ ہے۔ اور اسی واسطے دیدہ و دانستہ اوس نے یہ اعتراض کہو کر نہیں کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ کا قول انجیل مین منقول ہے کہ اگر ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے تو دوسرا گال اوسکے سامنے کر دو۔ اگر کوئی ایک کوس بجھا مین لیجائے تو دو کوس چلی جاوے۔ لیکن برخلاف اسکے اسلام کہتا ہے کہ جو شخص تمہارے ساتھ برائی کرے اوس کے ساتھ تم بھی اسی قدر برائی کر لو۔ اور اگر معاف کر دو تو اوس کا اجر خدا اے تعالیٰ کے یہاں سے لیگا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ ان دونوں امر مین کونسی بات مکمل العمل ہے حضرت عیسیٰ کی ہدایت یا اسلام کی۔ اگر ایک گھنٹہ کے واسطے بھی دنیا مین حضرت عیسیٰ کی رائے پر عمل کیا جائے تو تمام دنیا ترو بالا ہو جائے۔ علاوہ برین کوئی شخص بھی کسی کو نفع اوس وقت تک نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ دوسرے کو ضرر پہنچائے۔ نفع اور ضرر دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اس لئے جو شخص دوستوں کو نفع اور دشمنوں کو ضرر پہنچاتا ہے اگر وہ انسان کامل نہیں تو کیا وہ انسان کامل ہے جو دوستوں کو ضرر پہنچاتا ہے اور دشمنوں کو نفع۔ اسی طرح یورپ والوں کے اکثر اقراض مغالطہ پر مبنی ہو کر تے ہیں۔ مگر باد نے انا بل اوکی فلعی کہا جاتی ہے۔

(۳) رقیق نہ تو عربی لفظ ہے نہ فارسی ترکی معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے کراسکے معنی بالکل نہیں معلوم۔

۴۵۔ ابو الحسن احمد بن جعفر بن موسیٰ بن یحییٰ بن خالد بن برک برکمی ندیم جو جنت کے لقب سے مشہور تھا بڑا فاضل شخص تھا۔ طرح طرح کے فنون اخبار سلف علم نجوم و نواد اور فن مناومت سے خوب واقف تھا۔ ابو نصر بن المزیان نے اوس کے حالات اور اوس کے اشعار جمع کئے ہیں۔ براۓ خدا ن سے تھا۔ اپنے زمانہ کے ظرفا مین بے نظیر اہل قوت رکھتا اور شہر بہت ہی اچھے کہتا تھا۔ چنانچہ یہ کہی۔ کے شہر مین۔

أَنَا ابْنُ أَنَا سَ مَنَوَلِ النَّاسِ جُودُهُمْ
فَأَضَحُّ أَحَدِيًّا لِلنَّوَالِ الْمَشْهُرِ

میں ان لوگوں کا بھائی ہوں کہ مجھے جو خوشی سے مخلوق کو مال دکر دیا۔ اور جگہ اپنے جود و فوال کی شہرت سے دنیا مین نام چلا جاتا ہے۔

فَلَمْ يَخِلْ مِنْ أَحْسَانِهِمْ لَفْظٌ مُجَسَّدٌ وَلَمْ يَخِلْ مِنْ تَقْرِيطِهِمْ لَفْظٌ وَفَتْحٌ خالی
 مجرب لفظ ان کے احسانِ کمال نہیں (یعنی کوئی غور و خیر کیا نہیں کیا) اور کوئی کتنا باسی نہیں کیا کوئی تعریف کو

یہ بھی اوس کے شعر ہیں -
 فَقُلْتُ لَهَا تَجَلَّتْ عَلَيَّ يَفْطِي
 فَنُودِي فِي الْمَنَامِ لِمُسْتَهَامِ
 میں نے اوس (اپنی محبوبہ) سے کہا - تو میری بیداری کی حالت میں (دہرائی کرنے میں) میرے ساتھ نہ بیٹھ کر تھی ہے۔ اہل غزل

اس پریشانہ اپنی بخشش کر (اور اپنا دیوانہ بیاں میں ہی دکھایا)
 فَقَالَتْ لِي وَصِرْتَ تَنَامُ أَيْضًا
 وَتَقْطَعُ أَنْ أُرْوِكَ فِي الْمَنَامِ
 وہ بولی کہ تو سو رہا ہے کرتا ہے۔ اور اس پر سنجے بغیر اہش پیدا ہوئی ہے کہ میں خواب میں تجھے روماتا کرتا ہوں

یہ بھی اوس کے ہیں -
 أَحْصَيْتُ بَيْنَ مَعَايِرِ هَجْرُوا الدُّلَى
 وَتَقَبَّلُوا الْأَخْلَاقَ مِنْ أَسْلَامِ فَهْمِ
 میں ایک ایسے گروہ میں آکر ہوں جو بخشش کے کاموں سے دور ہا گئے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے اخلاق اپنا اسلاف سے لے لیا
 قَوْمٌ أَحَاوِلُ يَنْكَلِمُ فَمَا نَسَا
 حَاوَلْتُ نَشْفِ الشَّعْرَ مِنْ أَمَانِ فَهْمِ
 ایسے لوگ ہیں کہ اگر میں ان کو نہ بخشا کر بھی کہیں تو بخشش کروں تو گویا میں انکی ناکوں میں بال نوپنے کی کوشش کرتا ہوں
 هَاتِ اسْتَقْبِلِيَا بِالْكَيْسِ وَغَنِي
 ذَهَبَ الَّذِينَ يُعَاشُ فِي الْكُنَا فَهْمِ
 آؤ مجھ ایک بڑا پالہ، تو بہر کر بلا۔ اور یہ گیت کا کر سنا۔ وہ لوگ دنیا سے چلے گئے جنکے کنف (حافظت) میں زندگی باقی طرح

بہر مونی تھی

یہ بھی اوس کے ہیں -
 يَا أَيُّهَا الرُّكْبُ الَّذِينَ
 فَرَأَيْتُمْ أَحَدَ مِي الْبَلِيَّةِ

اے سواریوں کا فراق ایک بلائے (غفیم) ہے
 يُوصِيكَ الصَّبُّ الْمُقِيمُ
 یہ عاشق جو تم سے پیچھے چھوٹا جاتا ہے سب سے اچھی چیز اپنا دل نہا رہے
 سپرد کرتا ہے۔

یہ بھی اوس کے ہیں

وَقَالَتْ لِي كَيْفَ حَاكَمْتَ بَعْدَنَا . اِنِّي تَوْبُ مُشْرِ اَنْتَ اَم تَوْبُ مُشْتَرٍ
 جب اوس نے مجھ سے پوچھا۔ ہمارے بعد تو مال کیسا رہتا ہے۔ کیا وہ تیرے ذکر کی بات میں رہتا ہے یا غفلت میں ہے؟ پھر پوچھتا ہے
 فَقُلْتُ لَهَا لَا تَشَأْنِي فَاَسْتَيْتِ اَرْفُوحَ وَاعْتَدُوْنِي حَرَامِ مُشْتَرٍ
 میں نے کہا اس کا حال تو تو مجھ سے پوچھ رہی ہیں صبح سے شام تک غفلت کی ادھم باہم ہو رہتا ہوں درجہ برتری وغیرہ دنیا کی سب چیزیں اہم ہیں
 اوس کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے۔ اوس میں اکثر شعر اچھے ہیں۔ اوس کے حالات بہت شہور
 ہیں۔ اوس کی مشہور آیات میں سے یہ قول ہے۔

وَرَقَّ الْجَوْحِيُّ قَتِيلًا اِنْهَا عَنَابُ بَيْنِ حَنْظَلَةٍ وَالزَّمَانِ
 آسمان ایسا صاف تھا۔ کہ جسے دیکھ کر لوگ کہنے لگے۔ کہ یہ تو حنظلہ اور زمانہ کے درمیان کچھ جگہ لٹ کے آنا رہیں؟
 ندیم صورت کا بڑا تھا۔ ابن رومی نے یہ شعر (اسی وجہ سے) اوس کے حق میں کہو ہیں
 قَتِيلَتْ حَنْظَلَةٌ تَقِيْمُ حَنْظَلَةٍ مِنْ رَقِيْلٍ شَطْرَ نَجْدٍ مِنْ سُرَطَانِ
 میں نے سنا ہے کہ حنظلہ نے ابن رومی کو لکھی ہوئی آنکھیں شطرنج کے (اتی اور کیکڑے) سو مارے لی ہیں (جو ایسی کھل ہیں)
 وَارْتَمَتْ لِمَنَا وَمِثْلَهُ تَحْتَلُوْا اَلَمْ الْعَيُوْنُ لِلذَّهْلِ الْاَذَانُ
 اوس کے انہی سینوں پر خدا تم کو جس جہنم (اوس کی شہین گفتاری سے) کا نور کی لذت اٹھائے گا واسطہ (اوس کی بصورتی)
 آنکھوں کا رنج برداشت کیا ہے

اوس نے ۲۷ ستر (۲۷) بعض کے قول کے بموجب ۳۲۷۷ میں بقیام واسطہ وفات پائی
 کہتے ہیں کہ اوس کا تابوت واسطہ بغداد میں لا کر اوس سے دفن کیا تھا حجرہ السعدیہ
 حنظلہ بفتح جیم و سکون ماٹے ہرملہ و فتح ظا کے معجز اوس کا (چڑونا) لقب ہے جو عبدالمذہب ابن
 اوس سے دیا تھا۔ خطیب کہتا ہے۔ کہ وہ شعبان ۳۲۷ میں پیدا ہوا تھا۔ اوس کا ذکر تاریخ
 بغداد میں اور کتاب الاغانی میں بھی میں نے دیکھا ہے۔

(۱) میں جیسو سو سکتا ہے تو اپنی تصویر خیالی میرے پاس تو کین نہیں بیٹھا۔ یہ کیا بات ہے کہ کچھ کہو تو خواب میں بلا تا ہے
 دیکھو تذکرہ ۵۲ نوٹ ۳۔
 (۲) میں نے مجھ سے سخت نا ارض ہو جائے ہیں۔

(۳) یہ عاشق کی طرف سے اوکی مشق کی طرف خطاب ہے، سوچتے ہیں کہ وہ اپنے پہلے قیام گاہ سے اٹھ کر دوسری جگہ کو جا رہی ہیں۔ جہاں اونکو اپنے راز پارو کی امید ہے۔

(۴) یہ لعلی ترجمہ ہے۔ لیکن کچھ بھی یاد رہے کہ جہاں رشتہ کے معنی صاف ہونے کے ہیں۔ وہاں زم مزاج ہونے کے لیے (۵) مالک مین اور فارس مین جس مہر کو شطرنج کے کپس مین میں لڑا کرتے ہیں۔ اور سے انگریزی میں شپ رٹ پادری (۶) بولتے ہیں۔

(۷) دیکھو تذکرہ ۲۳۔

(۸) مصنف کتاب الغہرت لکھتا ہے کہ چونکہ علم تاریخ بڑے بڑے عالم اور راویوں سے پڑا ہوتا ہے۔ اور طنز پر اچھا بھاتا تھا۔ ایک اذکارہ اور اوباش مزاج کا آدمی تھا۔ مذہب کی طرف سے بہت کم بالکل توجہ نہ تھی۔ اس نے باورچی گری کے کام کی ایک کتاب لکھی ہے۔ اور شہر طنز اور نازوں کی ایک تاریخ بھی بنائی ہے۔ ایک سالہ سنگراج کے بیان میں لکھا ہے۔ سنگراج ایک تم کی مٹی ہوتی ہے جو میوہ وغیرہ سے بناتے ہیں۔ ایک سالہ علیہ منعم کے اور ایک اور سالہ اپنے زمانہ کے بیان میں تصنیف کیا ہے اور سالہ میں دن محبوب کا ذکر کیا ہے مکی پیشین گوئیوں پوری ہوئی ہیں اس کتاب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اس کی دانشمندی اور حاضر جوابی کے سبب سے اس کی بڑی عزت کرتے تھے۔ تاریخ بغداد کے خلاصہ میں بھی ہے کہ وہ اپنے زمانہ کا سب سے اچھا معنی تھا۔ اس کے سوا اصحاب آغا نی و صاحب کتاب الغہرت دونوں کا حال کچھ بیان نہیں کرتے۔ شاید اس کے حالات قابل بیان نہ ہونگے۔

الفصل

۵۔ ابو عمر احمد بن محمد بن العاصی بن احمد بن سلیمان بن عیسیٰ بن دراج الاندلسی منصور بن ابی عامر کا کاتب اور شاعر تھا۔ صاحب تاریخ اندلس نے شعرائے مجیدین و علمائے متقدمین میں اسے شمار کیا ہے۔ ابو منصور ثعالبی نے کتاب تنقیح الدہر میں اس کا ذکر کیا اور اس کے حق میں کہا ہے کہ سرزمین اندلس میں اس کا وہ ہی درجہ تھا جو شام کے ملک بن تقی کا۔ وہاں وہ شعرا نامی گرامی میں شمار کیا جاتا۔ اس کا کلام نظم و نثر سب اچھا ہوتا تھا۔ پہلے ہی کے ساتھ اس کا کچھ اور کلام بھی نقل کیا ہے۔ ابو الحسن بن بشام نے بھی کتاب الذیہر میں اس کا حال لکھا ہے۔ اور اس کے رسائل اور نظم کے کچھ نسخے دئے ہیں۔ میں نے اس کے دیوان میں مکی و جلدین میں لکھا دیکھا ہے کہ منصور بن ابی عامر نے اس سے حکم دیا تھا کہ ابو نواس مکی کے اس قصیدہ کے مقابل میں ایک قصیدہ لکھتے ہیں اس نے نصیب بن عبد الحمید

صاحب خراج مصر کی تھی۔ اور کلا اول شریعہ ہے۔

اَجَارَةٌ بَيْنُنَا الْبُوكُ غَيُورٌ
و ميسور ما میر جی لک نیک غیر میر
اسے ہارو نمون کی دین تیرا پ تو ثلثیت والہ ہے ادنی رہ بانی بھی جس کی کسی کو امید ہو سکتی ہے تہہ سے برآ ساخت شکل

خیاں جو اس کے مقابلہ میں اک نہایت فصیح و بلیغ قصید لکھا۔ جس میں یہ شعر بھی ہیں۔
أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الشَّوَاءَ هُوَ النَّوْلى
وَأَنَّ مَبْنُوتَ الْعَاجِزِينَ قَبُورٌ
کیا نہیں مانتی کہ رہا ہاں رہنا ہی مرنا ہے اور عاجزون کے مکانات قبرین ہی ہو جاتی ہیں۔

تَخَوُّفِي طُولَ السَّفَارِ وَانْتِهَ
لِتَقْبِيلِ كَفِّ الْعَامِرَتِي سَفِيرٌ
ترجہ طول سفر سے ڈرتی ہے۔ لیکن یہی سفر ماری کی دست بوسی کا سبب لئے وسیلہ ہے
وَعَيْنِي أَرْدَمَاءَ الْمَفَاوِزِ آجَا
الی حیث مائ الملکرمات فیرو

بچھڑ کر کہیں بیابان کا بد مزہ رنگ بانی پتا پلا تا وہاں پہونچ جاؤں۔ جہاں درد و کرم کا پاکیزہ بانی ملتا ہے

اسی میں وہ اپنی زوجہ کو اور ایک انہی صغیر سن بیٹے کو وداع کرتا اور کہتا ہے۔

وَلَمَّا تَدَانَتْ لِدَوْدَاعٍ وَقَدْ نَفَا
بِصَبْرِي مَهْنَةً كَرِهْتُ وَزَفِيرُ

جب کہ وہ اس وقت نعت کر کے گویاں آئی۔ کیا وہ کسی زیاد و زاری نے میرے صبر کو برا کر دیا تھا

مَنَّا شَدِيدِي عَهْدَ الْمَوَدَّةِ وَالْهَوَى
وَفِي الْمَهْدِ مَسْغُومُ التَّدَا صَغِيرُ

ترجہ میں دینے لگی کہ میرے عہد و دوست و محبت کو بھولنا نہیں۔ اس وقت جو زمین ایک بچہ غمناک آواز مچا رہا تھا

يَعْنِي بِمَرْجُوعِ الْخَطَابِ وَنَحْطُهُ
بِمَوْقِعِ أَهْوَاءِ النَّفْسِ خَبِيرُ

اگر اس سے خطاب کیا جاتا تو جواب دینے قابل نہ تھا۔ مگر میلان نفس کے موقع کو اس کی نگاہ خوب جانتی تھی

تَبَوُّوْا مَنُوعَ الْقُلُوبِ وَمَعْدَنَتِ
لَهُ أَوْ رَحْمَتُ حَقْفَةٍ وَنَحْوُ

اوس نے قلوب کے محفوظ مقام میں گہرنا یا تھا۔ اور شوقین ہاتھ آؤ غرض اس کے لئے پہلے ہوئے تھے

كُلُّهُ مُنْقَذَةٌ التَّرَائِبُ سَرَضُ
وَكُلُّ حَيَاةِ الْمَحَاسِنِ ظَلِيمُ

ہر چیز جو سیریلوین پرانی طبعی ہوتی ہر دے دو وہ بلا نیکو بود ہو۔ اور جس کو جس کے قرار کر کے لکھو۔ دیکھیں گی کہ میں اس کی بار بار بننا چاہتی ہے

عَصِيَّتِي شَفِيعَ النَّفْسِ فِيهِ وَقَاؤُنِي
كَرَوَاحٍ لَقَدْ آتَابَ الشَّرْمِي وَكَلَوُ

جو میرے کمرے سے اس کو پراس نہ کر کے شفاعت کر رہی تھی اسے میں نے مانا اور چلیا ہوا شام صبح بر کرج کر لیا کہ اس کو کفر کی حالت

و طَارَ جَنَاحُ الْبَنِينِ بِي وَصَفَتْ بِهَا جَوَاحِرُ مِثْنِ ذَعْرِ الْفِرَاقِ قَطِيرٌ
 اگر وہ مجھے دیکھتی جبکہ ہر ایک پیش کے شعاع پر چمک رہی ہے تو۔ اور سلامتی بہر تہائی ہوئی چمک لہریں ر رہی تھی۔
 وَ كَوْنُ شَاهِدٍ شَيْءٍ وَ الْهُوَ أَجْدُ تَلَطَّطِي عَلَى وَرَقَاتِ الشَّرَابِ يَمُورُ
 اسلطف خزاں لہا جرات اذ اسطاً علی حُرّ و جہنی و الا صیل جحشہ
 اور وہ بہر کی پیش نے مجھے غلوب کر لیا تھا کہ جس نے میرے رخسار پر چمک لیا تھا۔ اور شام بھی ڈگری میں، دوپہر کے ہی برابر تھی۔
 وَ اسْتَشِشَ النُّكْبَاءُ وَ هِيَ كَوَارِجُ وَ اسْتَوْبَطِ الرُّضَاءُ وَ هِيَ لَفُورُ
 جبکہ میں (راست کی) تہ پہنی تھا تو نہ سانس لیتا جو علامت الہی تھیں۔ اور گرمیت پر پاؤں رکھ کر کہہ کر چلتا تھا۔ جو گرمی سوپ رہا تھا۔
 وَ لِلدَّيْوَاتِ فِي عَيْنِ الْجَبَانِ تَلَوْنُ وَلِلْمَعْرِفَةِ سَمْعُ الْجَرِي صَفِيرُ
 ناز کی لہریں موت کی طرح کی صورتیں دکھائی دیتی تھیں۔ اور بہادری کے کان میں خوف کی ہبسی آواز ہوتی ہے۔
 لَبَانُهَا آتِي مِنَ الْبَيْنِ جَارِعُ وَ آتِي عَلَى مَضِ الْخَطُوبِ صَبُورُ
 تو اس سے صاف ظاہر ہوا کہ میں زیادتی اور انصافی (نعمت) سے بے پروا ہوں۔ اور اگر مصائب طاعت سے جا بجا لین تو یہی ہر کسکنا ہوتا
 اَنْشُرَ عَلَى غَوْلِ التَّنَافُفِ مَالُ اِذَا رُبِعَ اِلَّا الشَّرَفُ فِي وَرِيدُ
 جو شخص کہ بیابانوں کے خونوں پر امیسہ ہوا اسے جب کہ وہ چکی دی جائے تو اس کے لئے تلوار ہی ذریعہ ہے
 وَ كَوْنُ بَصْرَتِي بِي وَ الشَّرَفُ عَلَى عَزْمَتِي وَ جَزِيئِي الْجَنَانِ الْفَلَاحُ سَمِيرُ
 اگر وہ مجھے دیکھتی جبکہ میرا عزم رات کا سفسہ تھا۔ اور جبکہ میرے قدموں کا گھنٹہ بیابان کے بہوتوں سے بات چیت کرتا تھا
 وَ اَعْصَفَ الْمَوَاطَاةُ فِي غَسَقِ الدُّجَى وَ لِلْمَسَدِ فِي غَيْلِ الْبَيَاضِ رَمِيرُ
 اور جبکہ میں رات کی سخت تاریکی میں بیابان میں ہلکتا بہر تھا۔ اور جہاڑوں میں شہر کے پہلو کے چمک ڈھیر کے آواز ہی تھی
 وَ قَدْ جَعَلْتُ طَرِيقَ الْمَجْرَةِ اَعْمَقَا عَلَى مَفْرَقِ اللَّيْلِ الْبَسِيمِ قَتِيرُ
 جبکہ لکھن کے راستوں پر خیال ہوتا تھا کہ اندھیری رات کے سر پر لوٹا یا جا گیا ہے۔
 وَ مَنَاقِبُ عَزْمِي وَ الظَّلَامُ مَرْوَعُ وَ قَدْ عَضَّ اجْفَانُ النُّجُومِ قُتُورُ
 جبکہ میرے عزم کا جوش اور دناؤں (ظلام) تاریکی میں سورج کو نوا د و نویرا بر خوف و لار سے ہے
 اَوْرَسَتِي وَ شَكَّتِي لِي نَسَارُ وَ كَيْلُ بَلَدٍ مَدُورُ سَيِّئُ هَبْ

لَقَدْ اَيَقَنْتُ اَنَّ الْمَنِيَّ طَوَّعَ بِهَتْمِي وَ اَنِّي لَبَطَفُ الْعَامِرِ تِي جَدِيرُ

نوا سے یقین ہو جانا کہ لغت یہ بھی جسک ہمت کے تلخ ہے اور میں عامری کی نوازش کے لائق ہوں۔
یہ بہت بڑا قصیدہ ہے۔ مگر یہاں اسی قدر کافی ہے۔ چونکہ میں نے یہاں اس قصیدہ کا ذکر کیا تو
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابونواس کے اس قصیدہ کا بھی کچھ ذکر کروں جس کے ہم وزن ابوعمر نے اپنا قصیدہ
کہا ہے۔ ابونواس چند لوگوں سے مراد اسی غرض سے کیا تھا۔ کہ ابونواس خنصیب بن عبد الحمید صاحب دیوان خراج
مصر کی بیج سرائی کرے۔ یہ قصیدہ ابونواس نے اس کے کہہ کر سنایا۔ اور جس سیرت سے وہ گیا تھا۔ اس کے
سنا کر اسے اس میں ذکر کیا۔ میں نے اس کی ایک بیت مذکورہ ابواسحاق ابراہیم بن عثمان الغفری میں لکھ دی ہے
اس میں کچھ تو ذکر کرنا یہاں ضرور نہیں۔ بڑا لبا قصیدہ ہے۔ کچھ عمدہ اشعار یہاں نقل کرتا ہوں۔

تَقُولُ الْمَنِيَّ مِنْ بَنِيهَا خُفَّ تَحْمَلِي غَيْرُ عَلَيْنَا اَنْ نَزَاكَ سِيرُ

وہ کہتی ہے جس کے خیمے میں نے کب کیا کہ۔ نہ مجھے جانتے دیکھنا ہم پر سخت گران گذرنا ہے۔

اَمَا دُونَ مَضَى لَلْعَنَى مُتَطَلَبُ بَلَى اَنْ اَسْبَابُ الْعَنَى لَلْكَشِيرُ

کیا میرے قریب تیرا دولت گمانے کی کوئی اور جگہ نہیں (نہیں) بلکہ حصول دولت کے اسباب تو یقیناً بہت ہیں۔

تَقُلْتُ لَهَا وَاسْتَجْلَسَتْهَا يَوْمَ دُرِّ حَرَّتِ فَحَرَّتْ مِنْ جَوَاهِرِ غَيْرِ مَرِّ

تو میں نے اس سے کہا۔ اور جب وہ درڑھی تھی تو اوں کو گورے گوری پہلیاں بھی پیچھو ڈرین۔ جس کے گواہ کی تلخ آنکھوں سے سحر و سحر کی

دُرِّ مَنِيٍّ اَكْثَرُ حَا سِدِّ يَكِبُ بِرَحْمَةٍ اِلَى مَلَكَةٍ فَيَهْنَأُ الْخَصِيبُ اَمِيرُ

مجھے جاننے کے لئے چھوڑ دے۔ کہ میں اس شہر کی طرف جہاں خنصیب امیر ہے سفر کر (داؤ کا بیابان) میں دشمنوں کو زیادہ کروں

اِذَا لَمْ تَرَوْا اَرْضَ الْخَصِيبِ رَكَابِنَا فَاَتَمَّتْ فِتْنَى بَعْدَ الْخَصِيبِ تَرَوْوُ

اگر جاوے اونٹ خنصیب کے ملک کو نہ جائیں تو پہلا خنصیب کے بعد میر کو ان مرد ہے جسکے پاس جائیں۔

فَمَا جَاوَزَهُ مَجُودٌ وَلَا حَاسِلٌ مَوْنُهُ وَلَكِنْ يَصِيرُ الْجَوْدُ حَيْثُ يَصِيرُ

جو و خوشش نہ تو اس سے کہیں آگے بڑھی اور نہ پیچھے رہی۔ بلکہ وہ وہیں رہتی ہے جہاں وہ رہتا ہے۔

فَتَنِي نِشْرَتِي حُسْنَ الشَّنَابِ بِمَالِهِ وَ يَعْلَمُ اَنَّ الدَّائِرَاتِ تَدُورُ

”میرا جوڑ دے اپنا مال سے نیکوئی مول لینا ہر کیونکہ وہ جانتا ہر نعمت کی گرو میں بنانا نہ کرے کہ میں (جو بیکار ہو) حاصل کرنا ہے کہ بننا جائے

یہ بھی اسی قصیدہ میں ہیں۔

فَمِنْ كَأَن أَمْسَىٰ غَاسِقًا أَتَىٰ فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حَبِيبُ
 اور کوئی شخص میری گفتگو سے جاہل ہو تو وہ۔ لیکن امیر المؤمنین عوب بن ثابت ہے
 فَمَا زِلْتُ تَوَدُّهُ النَّصِيحَتَهُ يَا فَعْلًا إِلَىٰ أَنْ يَدَا فِي الْعَاضِينَ قَبِيرُ
 اور نصیب تو تو ہمیشہ جوانی کے ماننے سے اسے بھی نہ بیزیش کرتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ میرے رخساروں پر زور پایا جا گیا ہے
 إِذَا خَالَهَا مَوَاتَا كَفَيْتُ وَأَنَا عَلَيْهِ بِالْكَفَىٰ تَشِيرُ
 جب کسی کوئی امر ناگہانی اور بے اثر تو بات کرنے سے نہات خود اس کے لئے انجام کر دیا۔ بالکل ایسے کو اسے بتا دیا جو اسے انجام دے
 پھر اس نے یہاں سے منڈل کا ذکر شروع کیا ہے۔ اور آخر میں جا کر کہتا ہے۔

فَرَأَىٰ بِأَخْصِيْبِ السَّيْفِ فِي الرِّمْحِ وَفِي السَّكْرِ نِيرُ مَوْزَنْبَرٍ وَسِرِيرُ
 جنگ کے وقت میں عیب ہی سیف و نشان کی رونق ہے۔ اور صلے کے وقت میں سیر اور تخت کی زیبائش ہی اسی سرب
 جَوَادُ إِذَا لَا يَدْرِي مَقْصِدُ عَنِ السَّيْرِ وَمِنْ دُونِ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَغَيْرُ
 وہ اجماع و فیاض ہے۔ اگرچہ اور لوگ شش ہے ہاتھ کنج لیتے ہیں۔ اور خاتون کی یہ رو داری کے لئے بڑا غیرت والا ہے۔
 فَأَنِّي جَدِيرٌ أَنْ بَلَعْتُكَ لَفَعْنِي وَأَنْتَ لَمَّا أَكَلْتُ مِنْكَ جَدِيرُ
 اگر میں تجھ تک دیار لیریاں تیرے دامن کی انتہا تک پہنچ گیا تو میں تجھ سے دولت کے لئے کاٹتا ہوں۔ اور تو اس کا نرا واسے جس کی
 اس میں نے مجھ سے کر کہی ہے۔

فَأَنْ تَوَلَّيْنِي سَنَكَ الْجَمِيلُ فَأَهْلُهُ وَالْأَفَانِي عَاذِرُ وَشَكْرُ
 پس اگر تو اپنی مہربانی مجھ پر کرے تو میں اس کا اہل ہوں۔ اور اگر نہیں۔ تو میں تو غرض کر لیا تھا اور کچھ سو غدر کر دیکھا اور شکرت گزار رہا تھا۔
 اس کے بعد اب تو اس نے اس کی مدح میں اور بھی چند قصیدہ کہے کہتے ہیں جب وہ افسانہ کو
 لوٹ کر آیا تو خلیفہ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا۔ غلیفہ کے آدمیوں میں سے کسی نے کہا۔ جب کہ تو ہمارے
 ایک ہمت نواب کی تعریف میں یہ دو نو بیتیں کہ چکا ہے۔

إِذَا لَمْ تَتَوَضَّعْ لِرَأْسِ الْخَصِيْبِ رُكَايُنَا فَأَتَىٰ قَتْلَ بَعْدِ الْخَصِيْبِ تَزْوُرُ
 اگر ہمارے اونٹ خلیفہ کے ملک کو نہ جائیں تو ہمارا خلیفہ کے بعد ہر کون جوان مرد ہے جس کے پاس ہائیں۔
 فَمَا جَا زَهُ جَوْدٌ وَلَا حَسْلٌ دُونَهُ وَلَكِنْ يَصْنَعُ الْجَوْدَ حَيْثُ يَصْنَعُ
 جو خوشش نہ تو اس سے کہیں آگے مری اور نہ پیچھے رہی۔ بلکہ وہ میں رہتی ہے جہاں وہ رہتا ہے۔

تو بہر ہمارے تعریف کرنے کے لئے کوئی چیز باقی رہی ہے۔ اس پر ابوالواس نے ایک ساعت کے لئے گردن جھکا لی اور پھر سر اٹھا کر شمع پڑھنے۔

اِذَا سَجَنُ اثْنَيْنَا عَلَيْنَاكَ بِصَالِحٍ فَأَنْتَ كَمَا تُشْفَعُنِي وَفَوْقَ الذَّنْبِ شَفِئِي
جب ہم آپ کی تیری تعریف کریں تو ماننا چاہئے کہ جیسی تعریف کرنے میں تو دوسرا ہی ہے۔ بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر ہی ہے۔
وَاِنْ جَرَّتْ الْأَلْفَاظُ مَسْجِدَ حَتَّى لَغِيْرِكَ اِنْسَانًا فَأَنْتَ الذَّنْبِي لَغِيْنِي

اگر تیرے سوا کسی اور آدمی کی حق میں ہم سے کچھ الفاظ داخل یا مین نہ جانا چاہئے کہ اصلی مقصود ہمارا تو ہی ہے ابو عمر مذکور کے اہانت میں سے ایک یہ شعر بھی ہے۔

اِنْ كَانَ وَاَدْنَاكَ مَثْنُوْعًا مَثْنُوْعِدُنَا وَاَدْمِي الْكِرَا فَلَغَلِّي فَيَا اَلْهَاكِ

اگر تیری وادی میں (میری) رسائی ممکن نہیں تو دوسری خواہ کر لینے کے لئے قرار دیتوں کیا تجھے جو وہاں میں تہہ سون ماراں اس شعر میں وہ ایک اور شاعر کے خیال کو باندھتا ہے۔

بَلْ سَبِيلُ اِلَى لِقَائِكَ بِالْحَبْسِ فَانَّ اَلْهَمِي كَثِيْرًا وَاَلْوَشَاةُ
کیا نہی کہ کچک پہرہ یوں کہیں تیری ملاقات کی کوئی صورت ہو سکتی ہے کیونکہ تیرے قبیلہ کی گھری ہوئی زمین میں تو جاسوس بہت کثرت میں
محرّم مکرّم (مشعر) میں اس کی ولادت اور بروز یکشنبہ ۱۶ جمادی الاول ۳۸۷ھ (دستخط) کو اس کی وفات ہوئی ہے ترجمہ العدم لے۔

دَرَجَ بَفْعِ وَالْمَهْلُ وَفَعِ رَأْسُ مَهْلٍ مَشْدُوْدُ الْفِ وَجِمْ لِمِ وِسْ كَ دَاوَا نَا مَ بَ فَعْلًا قَاتِ
دسکون میں مہل و مشدید لام فَعْلًا کی طرف منسوب ہے۔ جہ اندلس میں ایک شہر ہے اور یہ فَعْلًا وَاوَا
بھی کہتے ہیں۔ مگر مجھے یہ نہیں معلوم کہ یہ درج جس کی طرف منسوب ہے آیا ابو عمر کا دوا ہے۔ یا کوئی اور شخص۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

(۱) ابو امر محمد بن ابی عامر عقب النعمان (مؤلف) میں ہشام المومنی المدنی بنی سلطنت قریباً ماجر یعنی وزیر بنی ہاشم و ابن عباس جو ان کے مقابل میں کوئی پچاس برس سے زیادہ کی عمر کے بعد سا بچہ اوشاہ قرار سے اسے سلطنت و سلطنت میں ان کی سی ہوتی۔ کراچی میں مگر کیا اگرچہ ہر سال وہ مرتبہ صیف شتا کے موسم میں وہ غنیم کے مقابلہ کو جاتا تاہم اسے اتنی فرصت بخوبی ملتی تھی کہ وہ اہل علم کی خبر گیری کرتا اور اس میں انعام و اکرام بجا رہتا تھا۔ انہی لغات۔

(۲) خلیفہ ہارون الرشید نے ۱۹۰ (۱۹۰) میں ہر کے خراج پر غور کیا۔ اور اسے دین وہاں سے ہٹا دیا تھا۔ انھوں نے
(۳) یہاں میں بیٹھ کر غالباً اسی طرح استعمال کیا گیا ہے جس طرح گلابان عرب کی عادت ہے۔ اور جب کا ذکر ہم نے مذکورہ ۲۰ نوٹ
میں کر رکھے ہیں۔

(۴) نفلی ترجمہ سپان۔

(۵) ثابت الظلم نزل سوار کو کھٹے ہیں۔

(۶) دیکھو مذکورہ ۱۶۔

(۷) یہاں شاعر کی مراد خلیفہ ہارون الرشید ہے۔

(۸) والی کی حیثیت سے اس کو سپر خطیب بیان کرنا اور سخت پریشانی کرنا کا اعتبار تھا۔ الیکین اور وزیر ابوالحسن بن ہے
کو خلیفہ ہارون الرشید کے عہد خلافت میں کئی کئی الی کو بھی مسرج وصول کرنے کا اختیار دیا جاتا تھا۔ مگر یہ بھی یاد رکھنا
چاہئے کہ خلیفہ ہارون الرشید کا والی کئی نہیں رہا جس سے اسے سپر خطیب بننے کا اقتدار ہوتا۔

(۹) یہاں بھی خلیفہ سے مراد ہارون الرشید ہی ہے

(۱۰) یعنی جہنم سورہ میں۔ اور خواب میں تصویر خیالی پر سیکر مل لین۔

(۱۱) ایام جاہلیت میں سنو رہا۔ کہ شیوخ قوم اپنے معزز خاص کے لئے دیروں کے قرب زمین کا کچھ حصہ محفوظ کر لیا کرتے اور
اوسے جملی کہتے تھے جملی کے معنی نمود کے ہیں۔ اوس میں کوئی دوسرے شخص اپنے جانور خاص میں چراگاہ اور رہنما کر سکتا تھا۔
مناظرین شعر اجماعی کے لفظ سے وہ مقام مراد لیتے تھے جہاں اونکی مشورہ کا سکس زمین کیا جاتا تھا۔

(۱۲) الادب میں کہتا ہے کہ قسطہ ساحل بتا رہا ہے جو وہ بل شہر کو واقع ہے۔ اور کا دی کہتا ہے۔ کہ اسے اب کا شکر کہہ رہا ہے

۵۶۔ ابو الولید احمد بن عبد اللہ بن احمد بن غالب بن زید بن المخرموی الأندلسی المقرطی

مشہور شاعر تھا۔ ابن بشام نے ذخیرہ میں کہا ہے۔ کہ ابو الولید غزنی شاعر و نظم دو نوین انتہائے کمال کو پہنچ گیا تھا
نبی مخزوم کے شعر کا خاتمہ اسی پر ہوا ہے۔ زمانہ اوس کا مساعدا تھا۔ لیاقت میں کوئی اوس کے درجہ کو غلو فی زمین نہیں پہنچ
سکتا تھا۔ موت (وزارت) کو ایسے استعمال کرنا کہ دشمن غلب و مقہور اور دوست کامیاب و باعلا رہتے تھے۔

نظم میں انھوں نے دو نوین انداز کے لئے اسے قوت بیانیہ نہایت ہی اچھی عطا فرمائی تھی۔ ادب میں اوس کے سامنے
بجز وہ ان اور بد زبانان کی کچھ ہستی تھی۔ اشعار میں وہ اثر تھا کہ عباد بھی کیا چیز ہے۔ چمکد زمار بھی اوس کا لگا نہیں

کہا سکتے تھے۔ غیر من اس سے ایسے سنانی غیر کہنے کی قدر رکھتی تھی کہ جو الفاظ و معانی کے لحاظ سے نظم کا لطف نہ کہانی تھی وہ طریقہ کے بڑے زبردست فنکار کی اولاد میں تھا۔ ادب اسکا کامل شعر اوس کے عقیدہ مرتبہ بھی اوس کا مالک تھا۔ زبان بھی خوب چلتی تھی۔ پہرہ و قریطہ سے سلسلہ (مہینہ) معتقدت و صاحب اثینلیہ کے پاس چلا گیا۔ معتمد نے اپنے خاص میں داخل کر لیا۔ خلوت میں اوس سے باتیں کرتا اور راست میں اوس کے اشارات پر چلتا تھا۔ اوس کے پاس وہ ایسا تھا جیسے اسکا وزیر ہو۔ ابن بستانم نے اوس کے کتنے ہی رسائل و نظم بھی ذخیرہ لکھی ہیں۔ اوس میں اس کا یہ قول بھی ہے۔

بِغَيْبَتِي وَبِغَيْبِكَ الْوَشْكَتُ لَمْ يَنْفَعْ
تَشْرُ إِذَا دَاعَيْتِ الْأَنْشُرُ لَمْ يَنْفَعْ
میرے اور تجھے (وہ زبان) وہ (محبت) کی اگر گرجا ہے تو کہی نہ ٹوٹے۔ وہ ایک بید ہو کہ کہی نہ ہوتی نہیں ہو اگر اور بڑے کہی نہ ہو کہی نہ ہو
يَا بَالِغًا خَطَرُ مَنِيٍّ وَلَوْ بَدَلْتُ
لِيَ الْحَيَاةُ تَحْطِي مَنِيٍّ لَمْ أَجِ

اس شعر پر اوس کی محبت کا معرہ مجھ حاصل ہے اگر اس کے غرض تو مجھے اپنی جان بھی دے تب بھی میں اس کی محبت کا حصہ فرزند کر دے گا۔
يَكْفِيكَ أَنْكُ أَنْ جَمَلْتُ قَلْبِي مَا
لَا يَسْتَطِيعُ قُلُوبُ النَّاسِ يَسْتَطِيعُ
تیرے لیے یہ کافی ہے کہ تو نے جو میرے قلب پر لایا ہے۔ جسے مخلوق کے دل ٹھانہ نہیں سکتے اسے میرے دل نے اٹھایا ہے۔
مِمَّا أَهْلًا وَاسْتَطِيلَ أَصْبَرُ وَعِزَّائِي
وَوَلَّ الْقَبْلَ وَتَلَّ أَنْبَعُ وَمَرَّ طَع
تو کہی نہ ہو داشت کر دے گا۔ تو وہ درک میں مگر کر دے گا۔ تو وہ درک میں مگر کر دے گا۔ تو کہی نہ ہو داشت کر دے گا۔ تو کہی نہ ہو داشت کر دے گا۔
یہ بھی اوس کے شعر ہیں۔

وَقَرَّ الْقَبْرِ مُحِبٌّ وَدُعَاكَ
ذَا لُعْ مِنْ مِثْرِهِ مَا اسْتَوْعَكَ
جس محب نے تجھ و دعا کیا اوس نے میرے کو دعا کر دیا اور اسکا بہید جو اس نے نقطہ سے ہی پاس لایا تھا ناش ہو گیا۔
يَقْرَعُ السَّنَّ عَلَا أَنْ لَمْ يَكُنْ
زَاوِي تِلْكَ الْخَطَا أَوْ شَيْعَكَ
حاش (اوس سے) رانت پینا ہو کہ اور جہ قدم آگے و کہی نہ ہو کر دے گا۔ جبکہ وہ (خصت کے وقت) میری شائستہ کو جہاں تھا۔
يَا أَخَا الْبَدْرِ سَنَّا وَوَسْنَا
حَفْظَ اللَّهِ زَنَا مَا أَطْلَعَكَ
اودہ و جدی تعداد و زلت و حزن و حال میں جانے کا بہائی ہے۔ اسے شاکوئی زنا۔ ایسا لائے کہ میں تجھے بلا ہوا بھی و کہی نہ ہو
أَنْ يَطْلُبَ بَعْدَكَ لَيْلِي فَلَمْ يَكُنْ
بِتَ أَشْكُو قَصْرَ اللَّيْلِ مَعَكَ
میری غیب میں جو میری لائیں لگی ہو گئی ہیں تو وہ میری لائیں سے ہیں اور ان راتوں کے قصور راتوں میں روا کرتا تھا۔ جو میری سنا تہ گذر رہی ہیں

اوس کے نہایت سریلے تعصبات ہیں۔ اگر اطالت کا خوف نہ ہوتا تو میں کہہ اؤں میں سے کہتا۔ اور اوس کے
 بعد اگر کلام میں سے ایک قصیدہ فونیہ ہے۔ جس میں یہ شعر بھی ہیں۔

تَجَاوَزَ حِدْنَ جَنَابِ جَلِيمٍ مَعَا عِرْزَنَا
 يَقْضِي عَيْنَنَا اَلَا سَيَ لَوْلَا تَسْتِينَا

جب ہمارا دل تمہارے خیالات میں معروف ہوا تو میں کا صدمہ ہم پر آیا ہوا کر دینا ہی سے چلے گئے ہوتے۔ اگر ہم نے افسوس مبرور
 استقلال سے کام نہ لیا ہوتا۔

حَالَتْ بَعْدُ كَمَآ يَا مَنَا فَعْدَرَتْ
 سُوداً وَكَانَتْ كَلِمَ بَضَائَا لِنَا

جیسے تم جدا ہو گئے تھے ہمارے دن تاریک ہو گئے ہیں۔ حالاکہ جب تم تھے تو ہماری راتیں بھی روشن تھیں۔

بَالَا مَسْ كُنَا وَمَا بَشِي تَفْسَرْتَنَا
 وَالْيَوْمَ نَحْنُ وَمَا يَرْجِي تَلَا قِنْتَنَا

کل وہ دن تھا۔ کہ مصائب کا کہہ خوف ہی نہ تھا۔ ایک سچ کا دن ہے۔ کہ اس سید وصال و ملاقات ہی نہیں ہے۔

یہ طرہ النبا قصیدہ ہے۔ ہر ایک بیت او کی انتخاب ہے۔ مگر طویل سے ہمارا مقصد وفات ہو جانا ہے۔ شروع

رجب ۱۰۸۷ھ (سنہ ۱۷۷۵ء) میں ابن زیدون نے یہ مقام اشبیلیہ وفات پائی۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ۔ اور اوس کی مجلس بزرگان

ابن بشکوال نے کتاب الصلحین اوس کے بایک ذکر کیا۔ اور بہت تعریف کی ہے۔ اور کہتا ہے کہ

اوس کی کنیت ابو بکر تھی۔ بنو مین ص ۱۰۷ (سنہ ۱۷۷۵ء) میں انتقال کیا۔ جنازہ قرطبہ میں لاکرا اوس کو مروڑوڑو

۱۰ ربیع الاخر ۱۰۸۷ھ ند کو کو دفن کیا۔ سنہ ۱۰۸۷ھ (سنہ ۱۷۷۵ء) میں پیدا ہوا تھا۔ بوڑھا ہے میں خضاب کیا کرتا

تھا رخصتہ بعد تعالیٰ۔

ابو الولید کا ابو بکر نام ایک بیٹا بھی تھا جو متعددین عباد کا وزیر ہو گیا تھا۔ یہ اوس روز مارا گیا جس روز

یوسف بن تاشفین نے ابن عبدالعزیز سے اوس کی مملکت پر غالب ہو کر قرطبہ لیا تھا جس کو مزید مال محسوس اور

ابن تاشفین کے بیان میں آگے آگیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ واقعہ ۲ صفر ۱۰۸۷ھ (سنہ ۱۷۷۵ء) کا ہے

ابو بکر قرطبہ میں مارا گیا۔

نیز دونوں فتح رائے معہ سکون یا سے تختانہ و ضم دال ہمارے واؤ دونوں۔ قرطبہ کا ذکر احمد بن عبد ربہ

مصنف کتاب عقد الفزیز کے بیان میں اور بکر چکے ہیں اعادہ کی حاجت تھیں قرطبہ کو فرانسس والون

نے مسلمانوں سے سوال مسئلہ (قریب یکم جولائی ۱۸۰۸ء) میں چھین لیا ہے۔

(۱) اصل کتاب میں یہاں خط لکھا ہے۔ مگر میں نے کلمہ ہے یہاں کلمہ معلوم ہوتا ہے میں نے خبر نہ کر سکا ہے۔ دیکھی ہے کہ کیا ہے۔

(۲) علامہ آزاد کی جمع ہے جس کے معنی میل کے ہیں۔ گرین نے یہاں آبدار کلام کے لئے ہیں۔

(۳) اوس وقت اکثر مہندی کا خضاب کیا کرتے تھے۔ دیکھو تذکرہ ۱۹ نوٹ ۳۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۲۵۔

دوم اگر ابن زیدون کا کسی کو زیادہ حال معلوم کرنا ہو تو سطر ٹی ساسی کا رسالہ بالگرانی یونیورسٹی (زیدون) دیکھنا چاہئے۔ اوس میں قریب کے لینے کی جو تاریخ ۱۲۲۷ (۱۸۱۱ء) لکھی ہوئی ہے وہ غلط ہے۔ دیکھو سطر ویٹر س کی کتاب اسپیسیم کی شکل یہ جسا کہتے تھے یہاں بارہ ہے کہ ابن زیدون کا مشہور رسالہ اور اوس کی شرح معنی اٹان نہایت چھوڑا دن۔ مگر معلوم نہیں کہ وہ چھاپا یا نہیں۔

۵۔ ابو جعفر احمد بن محمد الخولانی اندلسی اشبیلی معروف ابن اثار

مشہور شاعر تھا۔ معتضد بن محمد لغنی صاحب اشبیلیہ کے اچھے شعراء میں گنا جاتا اور

شعر و سخن کے تمام فنون کو خوب جانتا تھا۔ اسی کے ساتھ عالم بھی بڑا تھا۔ اوس نے خوب مواد جمع کیا تھا

تالیف و تصنیف اوس کی بہت ہے لیکن نظم میں اوس کا پایہ ایسا بلند تھا۔ کہ اوسے سب مانتے تھے

اس فن میں اوس کی خوبیاں شمار سے زائد ہیں۔ اوس کے عمدہ اشعار میں سے کچھ ذیل میں نقل کرتے ہیں

لَمْ يَنْدِرْ مَا حَلَّتْ عَيْنَاكَ فِي حَلْدِي مِّنَ الْعِزَامِ وَلَا مَا كَانَتْ تَكْبِدِي

نیری آگہیں نہیں جانتی تھیں کہ اونیہوں نے میرے دل میں کسی دائمی شیف کی پیدا کردی ہے۔ اور میرے جگر پر کیا فانی گذر رہا ہے

أَفْدِي مِّنْ رَّأْيِ رَامٍ أَلَذُّ لَوْ فَلَاحُ يَسْتُطْفِعُ مِّنْ عَرِي فِي الْقَمْعِ مُتَقَدِّ

میں اوس کو نواسے پڑا نہ دیاؤں جسے پاس نہ آتا تھو کیا۔ مگر آئوؤں میں ڈوبے ہوئے اور سوزتیاں ہونیکے باعث پاس آسکا

خَافَ الْغُيُورُ فَوَافَانِي عَلَى عَجْسٍ مَّعْطَلًا جَسَدُهُ إِلَّا مِّنَ الْجَسَدِ

اوسے دغا زدن کی آگاہوں کا خوف تھا اس سے میرے پاس چل دی جلدی آیا۔ اسوقت اوکی گردن میں جس جمل کو کوئی زیور نہ تھا

عَالِيَةً لِّلْكَاسِ فَاسْتَحْيَتْ مَدَامُهَا مَنَ ذَالِكَ الشَّيْبُ الْعُشُولُ وَالْبَرُودُ

میں نے سوئے یاد دیا۔ تو اوس میں کی شرب و لبون اور دانتوں کو دیکھ کر شرم لگی جو شیریں میں شہدائے زرد چمک میں اوکوں کی طرف تھے۔

حَتَّىٰ إِذَا غَارَ لَكَ أَخْفَاءُ سَنَتِهِ وَصَحْرَتُهُ يَدُ الصَّبَا وَطَوْعُ يَدِي

(دیکھو ہاری شرب پینے سے) یہاں تک (نوبت ہوئی) کہ اوکی آگہیں خند و غم نہ کرنے لگیں۔ اور شریک ہاتھ نے او کی ہری ہاتھ کے بغیر دیکھا

اَزَادَتْ تَوْبَهُ خَدْنِي وَقَتْلُ لَوْ
قَالَ لَكَ عِنْدِي اَفْضَلُ الْوَسْطِ

پہنچ جا اگ اپنے گالوں کا اوکا نگہ بناؤں۔ گروں کے لئے وہ چھڑا ہوا۔ تو اس نے کہا کہ تیرے ہاتھ پر تو بہت ہی اچھا ہے کہ میں سے ہے
قَبَاتِ فِي حَرَمٍ لَا عَذْرَئِيَّةَ عَصْرَهُ
وَبِتْ ظَمَانٍ لَمْ اَصْدُرْ لَمْ اَرِدْ
اوس کی رات تو حرم میں گذری۔ جہاں وہ ہے کہ عرفہ اندیشہ نہ تھا۔ گریز کی رات پیاس میں کٹی۔ اور اس کا بہا نہیں لکے (چشمہ کونیکا دیکھا)
تَحْيِزُ اللَّيْلِ مِنْهُ اَيْنَ مَطْلَعُ
اَمَا دَرَسِي اللَّيْلِ اَنَّ الْبَدْرَ فِي عَصْفِهِ

رات حیرت میں ہے کہ وہ (خوبصورت چاند) کہاں سے نکلیگا۔ کیا رات کو یہ نہیں معلوم تھا۔ کہ چاند صبح آخوش میں ہے
اسی اسلوب پر اس نے نہایت ہی عمدہ مقطع بھی لکھے ہیں۔ اوس کا ایک دیوان بھی ہے۔ جبکہ
ابن بشام نے ذخیرہ معین ذکر کیا ہے۔ ابن ابی اثار نے ۳۳۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی ہے۔
رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اَبَا رَفْعٍ مَهْرَةٍ وَتَشْدِيدَ بَائِعِ مَوْعِدِهِ وَالْفَوَاسِ مَهْلِكَةٍ تَحُولَانِي لِفَتْحِ خَائِ مَعْرِدِ وَسَلْكُونِ وَ
وَالْمَامِ وَالْفَوَاسِ وَتَحُولَانِي بِنَ تَحُولَانِي مَعْرِدِ مَوْعِدِهِ وَالْفَوَاسِ مَهْلِكَةٍ تَحُولَانِي لِفَتْحِ خَائِ مَعْرِدِ وَسَلْكُونِ وَ
الکافی منسوب ہے۔ اشبیلیہ کی مہرہ و سکون شین مثلثہ و کسبر بائے موعده و سکون بائے تخانیہ و لام و
بائے تخانیہ اندلس کا ایک بہت بڑا شہر ہے۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۵۲ نوٹ ۵۔

(۲) بزد کے معنی اولہ کے ہیں عربی شاعر و انون کو اوس سے اکثر تشبیہ دیا کرتے ہیں۔

(۳) یعنی شہر کے نشہ میں چلنا جو ہر کوسب قلوب میں آگئی۔

(۴) گالوں اور رخساروں کی نرمی اور نزاکت شعر کا ایک عام استعمال مضمون ہے۔

(۵) ورود و صدور عربی میں بہت مشہور لفظ ہیں۔ ورود پانی بہ جانے اور صدور پانی سے واپس بہنے کو کہتے ہیں
تبیعی عربوں میں یہ محاورہ اونٹوں کی اوس قوت کے اظہار کے لئے استعمال کیا جاتا تھا جو اونہیں تندت نے پیاس کی شدت
کے لئے غایت کی ہے۔

۵۵۔ ابونصر احمد بن یوسف السکلیکی مَنَارِی کاتب

ایمان فضلا و بے نظیر شاعر تھا۔ ابونصر احمد بن خروان گروہی صاحب مینا فارقین دیوار کربلا کا قیدی

جس کا ذکر انشا اللہ تعالیٰ آئندہ آتا ہے۔ اور فاضل اور شاعر ہونے کے ساتھ ہی کام کا بھی آدمی تھا۔ قسطنطنیہ کو کبھی مرتبہ بغیر ہو گیا۔ اور جہاں کہیں سے اسے کتابیں میسر آئیں کثرت سے جمع کیں۔ آخر وقت میں یہ کتابیں اس کے جامع مسجد خاقین اور جامع مسجد مدین بطور وقف کے دیدن چراتک اور اس جگہ کے کتب خانوں میں ہو چکی اور سناری کی کتابوں کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک سے تیرہ عترۃ الثقاف میں ابو العلاء المعری سے اس کی ملاقات ملی تھی۔ ابو العلاء نے اس سے شکایت کی کہ میں نے مخلوق سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے۔ مگر پھر بھی وہ مجھے ستاتے رہتے ہیں۔ ابو نصر نے کہا۔ آپ سے اور ان سے کیا علاقہ ہے۔ آپ نے ان کے لئے دنیا اور آخرت دونوں جوڑ بیٹھے ہیں۔ ابو العلاء نے کہا۔ کیا آخرت بھی۔ اور یہی فقط بار بار کہے۔ اور پھر مخزون و منعم ہو کر سر نیچے ڈال لیا۔ جب تک ابو نصر بیٹھا رہا پھر اس سے بات نہ کی۔

ایک سے تیرہ ابو نصر کا کہیں حسن بن وادی بڑا خالی لٹ گزر ہوا تھا۔ اس مقام کی خوش نمائی اور وہاں کی حالت کو دیکھ کر اس کے دل میں جوش و ہوا۔ اور یہ اشعار کہے۔

وَقَامَا لَفَحَ الرَّمْضَاءُ وَادٍ وَفَاهُ مُضَاعِفُ الثَّبِتِ الْعِیمِ
ایک ادی نے ہمیں جلتے ہوئے ریت کی پیش سے بچا دیا۔ اس کے گنجان دختون نے اس سے وہاں ساید کر دیا تھا۔
فَرَلْنَا دُونَ حُفْنِ عَلَيْنَا حُفُو المَصْنَعَاتِ عَلَى الفُطَيْمِ
ہم اس کے ایک درخت کے نیچے اترے۔ اس نے ہم پر یہی شفقت کی جیسے کہ وہ دہانے اسیان اپنے دودھ چرائے

دَا رَشَفْنَا عَلَى ظَمَاءٍ زَلَالَا الذَّمْنِ المَدَامَةِ لِلتَّحْدِيمِ
اس نے پیاس کے وقت ہمیں ایسا شیریں پانی پلایا جو نیموں کے لئے انکوری غراب سے ہی لذت لے لیتا تھا۔
مِرَاعِي الشَّمْسِ اِنِّي قَابِلُكُمْ فَيَجْهِنُهَا وَيَا ذُنُ لِلنَّسِيمِ
جہاں جہاں آفتاب اسکا سامنا ہوتا ہے۔ اسے خوب دیکھتا اور چہاٹتا ہے گزیم کے جو کون کون کو بھرتی آئے گا دیتا ہے۔
مِرْقَعُ حَصَاةٍ حَايَةِ العِدَا مِی قَتْلُكُمْ جَانِبِ الْعَقْدِ الْمُطْنِمِ
اوپر دی کی لکیر میں جو کوزہ پر یہ جو کوزہ اندیشہ میں ڈالتی ہیں کہ وہ نہیں ہیں پڑا دیکھ کر اپنی سوجھ بوجھ کو کھپ دیتے ہیں کہ ان میں نہ تو کوئی اور کوئی نہیں

یہ ابیات نیز مضمون میں نہایت دین ہیں۔ ابو المعالی الخفیری نے بھی کتاب زینۃ الدہر میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ کہ شمس بھی نقل کئے ہیں۔ اور میں نے شمس بھی ہیں۔

کَلِمَاتُ طَالٍ فِي دِقَّةٍ كَلِمَاتُ أَقْلِيدَسَ لَا عَرْضَ لَهُ
میرے پاس ایک لڑکا ہے جو لہذا اور پتلا ہے بعینہ اقلیدس کے خط کی طرح کہ جبکہ عرض مطلق ٹھنہ ہوتا۔
وَقَدْ تَنَا هِيَ عَقْدَةً خَفِيفَةً فَصَارَ رَاكًا لِنَقْطَةِ لَاجِبَةٍ وَكَلِمَةٍ

اوس کی عقل خفت کے اوس تھا کہ وہ بوجھ گئی ہے۔ کہ گویا وہ نقطہ ہے جس کی خرابی ٹھنہ (یعنی مقدار ہی نہیں) اوس کے مقاطع تو کہیں کہیں لوگوں کے ہاتھ میں دیکھنے میں آئے ہیں۔ مگر اوس کا دیوان بہت کیا ہے میں نے سنا ہے قاضی فاضل رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک اہل علم سے جو سفر کو جاتا تھا کہا کہ اوس کا دیوان تلاش کرے۔ اوس نے جہاں جہاں گیا اوسے ڈھونڈا۔ مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ اور قاضی فاضل کو لکھ بھیجا کہ مجھے اوس کا پتہ ٹھنہ چلتا۔ اس خط میں کچھ ایسا بھی ٹھنہ جن میں یہ مصرع بھی تھا وَأَفْضَرُ مِنْ شَعْرِ الْمَنَارِ الْمَنَارِ (جہاں جاؤم مناری کے شعرون سے جگہ عالی ہی ملتی ہے) اوس نے شمس (۱۲۸۷ھ) میں وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سناری فتح سیم دون والف وزائے معجمہ سناری کی طفرہ سب ہے۔ جو خربت بخت کے پاس ایک شاعر ہے۔ یہ سناری گزرو نہیں ہے جو اعمال خلا کا ایک قلعہ ہے جبکہ کا ذکر قنفی الدین عمر صاحب حجاز کے بیان میں آگیا۔ خربت بخت زیادہ کا مشہور حصن ہے۔ بزاعا الضم بائے مودہ وزائے معجمہ واقع دین ہمدان کا ایک بڑا قریہ ہے۔ اور طب اور منہج کے عین وسط میں واقع ہے۔

(۱) کوئی پیر کی نیک کام کے واسطے ہمیشہ کیوا۔ سطر دینا۔ کہ عام مخلوق اوس کا استعمال کر سکے اور مستحق ہو۔
(۲) آخرت کے چھوٹے بیٹے میں ابو العلاء اوس کے اسلامی اصول سے منحرف ہونے کی وجہ سے طنز تھا۔ دیکھو مذکورہ ص ۸۰
(۳) جناب ابو الفدا میں اوس کا پورا بیان دیکھنا چاہئے۔
(۴) یہ مصرع صرف اس وجہ سے زیادہ مشہور ہے۔ کہ اوس میں سناری ال او سناری ل و لفظ آواز آئے جو عرب میں سناری تو شاعر کا نام ہے اور سائل نزل کی جمع معنی مکان ہے۔
(۵) سلفت شناعیہ کے نقشہ مرتبہ لابی میں اس مقام کا نام پڑ پڑ لکھا ہوا ہے جو تغیراً سولہ سیل شمشق کو فزات سے عرض شمالی ۳۸ درجہ ۲۵ دقیقہ پر واقع ہے۔

(۶) خلاط آرمینیا کا ایک شہر ہے اور وان جیل کی شمالی نوک پر واقع ہے۔

۵۵۔ ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن علی بن یحییٰ بن صدقۃ الثقلینی معروف ابن خنیہ

کاتب دمشق

نہایت عمدہ شعرا میں سے تھا۔ ملکون میں خوب پہنا اور لوگوں کی مدح سرائی کرتا تھا۔ بلاد عجم میں بھی پہنچا وہاں بھی اُمر کی مدح کہی۔ ایک مرتبہ ابوالفتحیان بن یحییٰ مشہور شاعر سے ملب میں اوس کی ملاقات ہوئی۔ اوس نے اپنے شعر اوسے سنائے۔ ابوالفتحیان سنتے ہی بولا۔ اس فوجوان نے مجھے موت کی خبر شانی ہے کیونکہ شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک اہل ہنر اپنے فن کا کمال اور ماہر پیدا ہو اور وہ اوس فن کے بلوڑ ہے صاحب کمال کی موت کی دلیل نہ ہو۔ ابن خنیہ اطلب میں ایک دفعہ گیا تو اوس وقت سچے کی طرف سے نہایت تنگ تھا۔ ابن یحییٰ اوس کے پاس لکھکیر حسین بن یحییٰ اور اوس شخص شمس کی التجا کی۔

لم یبق عندی ما یباع محبۃ و کفاک علما منظری عن مخبری

میرے پاس کوئی شے ختمی ہی باقی نہیں کہ اسے ایک مجبور کو کسی سے بچنے کی نسبت اس کے لئے یہ مال دیکر لینا چاہیے
الا بقیتہ ما و وجہ ضمنتہما عن ان تباع و این این المشتري

مگر میں نے اپنے چہرہ کی آگ کا بقیہ کچھ کچھ فروخت سے بچا کر کہا ہے اور یحییٰ بھی تو لینے والا کہاں ہے۔
ابن یحییٰ نے جب یہ دو نو بیتیں دیکھیں تو کہا کہ انت نعم المشتري (تو بہت ہی اچھا خریدار) کہتا تو نہایت بہتر ہوتا۔ پہلے اوس کے اشعار کہنے کی حاجت نہیں ہے۔ اوس کا دیوان خوب مشہور ہے اگر اس کے اور اشعار بالکل بھی نہ ہوتے اور صرف ایک قصیدہ باقی نہ ہوتا جس کا اول بچھ ہے۔

مُخَدَا مِنْ صَبَا سَجْدَا مَا نَا الْقَلْبُ فَقَدْ كَا دَرَبَا يَطْوِي مَبْنَى

دستار بندگی ہنڈی شمال ہوا سے تھوڑا سا سکول کی چین مائل کہ دیکھ کر اس کے کچھ شبوین اوس کے ہوش اٹھائے لے جاتی ہیں تو اوس کی شہرت کے لئے کافی تھا۔ اوس کے اکثر قصائد اچھے ہیں۔ اس قصیدہ کا تہہ ہے۔

وَاَيَا كَمَا ذَاكَ النَّسِيمَ قَاتِرَ مَشَى هَبَّتْ كَانِ الْوَجْدُ الْزَيْرُ خَطِيءَ

اس نسیم سے بچنے رہنا۔ کیونکہ جب وہ چلتی ہے تو ادنیٰ مصیبت جو اوس سے

پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مشن بن ہنسا دیتی ہے

خَالِكٌ كَوْأَجْبِنَا لَعَلَّتْ مَا حَلَّ الْهَوَىٰ مِنْ مُّغْرِمِ الْقَلْبِ صَبِيْه
 اسے دوستو۔ اگر تم ہی کسی سے محبت کرنے تو معلوم ہو جاتا۔ کہ جس کا دل محبت میں جو رہا وہ اس پر عشق کا کیا اثر ہوتا ہے
 تَذَكَّرُوا الذِّكْرَ لِي تَشْتَوْ وَذُوا الْهَوَىٰ يَتَوَقَّ وَ مِنْ يُعْلِقُ بِهِ الْحُبَّ يُصْبِيْه
 وہ اپنے محبوب کو یاد کرتا ہے۔ یاد سے شوق بڑھتا ہے اور عاشق کو آرزو میں ہو اگر ہی بہن محبت جس شخص کو لگتی ہے
 اوسے دیوانہ بنا دیتی ہے۔

عَرَامٌ عَلَى يَاسِ الْهَوَىٰ وَرِجَائِيْهِ وَ شَوْقٌ عَلَى بُعْدِ الْمَزَارِ وَ قَرْبِهِ
 عذاب اور اس کے ساتھ عشق و محبت کی امید و یاس شوق اور اس ساتھ ملاقات کا دور تیربہا لیب
 وَفِي الرَّكْبِ مَطْوِيٌّ الصَّلَاحُ عَلَى حَوِيٍّ مَتَى يَذْكُرُهُ دَاعِي الْعَرَامِ يَتَبَسَّ
 قافلہ میں ایک شخص ہے جسے سینہ میں آتش ہو ان پٹی ہوئی ہے جب اسے عشق کا داعی بکارتا ہے تو وہ کہتا ہے مانتا ہے

إِذَا خَطَرْتُ مِنْ جَانِبِ الرِّزْلِ نَفْوِيْهِ تَبْرَاهِيْد نَازِيْهِ
 جب ریگستان کی طرف سے (جہاں محبوب رہتی ہے) کوئی دباؤ نہ ہو گا تو اسے تو اوسین عاشق کے لئے درود بخ تو شاعر
 ہوتا ہے گراؤ کی ڈوا اوسین نہیں ہوتی

وَنَحْبُ بَيْنَ الْأَسْنَتِيْهِ مُعْرِضٌ وَفِي الْقَلْبِ مِنْ غِرَاضِهِ شَلٌّ حَجَبِيْهِ
 اور (قافلہ میں) ایک ایسا شخص بھی ہے جسے (خفا کے لئے) سنان چہاے اوردہ (شرم سے) سنہ پھرے
 چلا جاتا ہے۔ گرد عاشق کے دل میں پکی روگروانی کو ایسا (دفعہ) کہ جسے اوس کے چہانہ دلدار کو کہی میں
 أَغَارُ إِذَا آتَشْتُ فِي الْحَيِّ رَسْتِهِ خِذَا رَأَوْعُفَا أَنْ يَكُونُ كَجَسِيْهِ
 مجھے شک تھا ہے جبکہ بہن تبید میں رونے کی آواز سننا ہوں۔ اس نے دیشاؤف سے کہ کہیں اس کی محبت میں تو کوئی نہیں رہتا
 یہ بڑا لبتا قصیدہ ہے۔ گروم اسی قصیدہ کرتے ہیں۔

يَهِيْهِ أَوْسَى كَشَعْبِهِ يَنْ
 شَلُّوا سَيْفَ الْحَاظِلِ الْمُتَمَشِّقِ أَعِنْدَ الْقُلُوبِ دُمٌّ لِلْحَقِّ دَقِ
 اوس کے دشمن کی کہی ہوئی تلوار سے چوہو کہ (ما شقون کے) دلوں میں آکھوں رستے
 آنسو بہانے کے لئے خون باقی ہے یا نہیں

اِمَامِن مُعَيَّنِينَ وَ لَا عَسَادٍ اِذَا غَفَّتِ الشُّوْقُ يَوْمًا رَفِئًا
 ہے۔ نہ کوئی معین مددگار ہے اور نہ مذکر نیا والا۔ کبھن و ذرا وہ سے غوق ستائے تو اس سے نرمی کرے
 تَجَلَّى لَنَا صَارِمُ الْمُعْتَلِّشِينَ مُضْنَى الْمُتَوَشِّحِ وَ الْمُتَنَطِّلِ
 وہ ہمارے سامنے اس طرح جلوہ افروز ہوا کہ نگاہ کی تیز زتلوار، کینچھے (جس کا نام نازک (گلے میں) حایل ڈالے اور نطق باندھ کر
 مِنْ الشُّرُكِ مَا سَعَى رَاؤُ رَحْمَى بِأَنْفِكَ مِنْ طَرَفِهِ اِذَا رَمَتْ
 وہ تو کی دھندلوں سے ہے مگر اس کا تجربہ وہ پہنکتا ہے تو اسے قاتل نہیں جس قدر کہ اس کی کہنہ نرم نگاہ و خون ریزی کرنی
 كُيْلَاتِهِ وَ اِفْتِنَاهُ زَا بَرًا سَمِيرَ الشُّهَادِ وَ جَمِيعِ الْاَقْلَاقِ
 کسی کسی رات میں اس کے پاس ملاقات کو گیا ہوں اور حالت میں کہ رات پہرے جوانی سو باتیں کرتا رہا۔ اور مجھے و اطمینان
 وَ كُنْتُ اِلْمَحَافَةِ مِنْ قَتْلِهِ اَلِيهِ وَ كُنْتُ مُقَدِّمٌ مِنْ قَتْلِهِ
 مجھے اس کی خون ریزی کے خوف نے پناہ کے لئے اس کے پاس ہلکا گیا۔ حالانکہ بہت پیش قدم (دیر سے خوف کے مقابلہ میں)

وَقَدْ رَأَيْتُ الْكَاسُ اخْلَاقَهُ وَوَقُرْبَانِ الشُّرُكَةِ الشَّرِيقِ
 پیالہ نے اس کی (دوستی) اخلاق کو دیا۔ اور شہ نے اس کے غصہ کے جو شش کو فرو کر دیا ہے
 وَ عَنِ الْعَيْنِ قَبْلُكَ شَيْءُ الْمُسْتَبَلِ وَالْمُعْتَلِّشِ
 نیکو گری کا حق پیدا ہو گیا تو میں نے اس کا ایسے غوق سے بوسہ لیا کہ جیسے بوسہ لیتے والے اور نیکو گریا کرتے ہیں
 وَ بَتَّ اَحْبَابُ فِكْرِي اَزْوَاجًا اَمَّ خِيَالِ طَرَفِ
 رات بھر میں نے اپنی فکر کو اس میں لگا کر رکھا کہ جس سے میں ملتا رہوں و کسی اور دنیا کی مخلوق ہے یا کوئی نیا ہے جو رات کے وقت کہانی پاتا
 اَقْلَوْنِي بِالْحُبِّ كَيْفَ انْقَضَى وَ اَعْجَبُ لِلْوَصْلِ كَيْفَ اتَّفَقَ
 ہجرت گھٹنا ہن (دو گھنٹہ) کا مسعد بنا کر کھائے گذر گیا وصل کو کرنا ہوں تو اس نے عجیب آہ ہے کہ اس کی کوئی نوا نطق ہو گیا
 (جو بالکل غیر ممکن تھا)

وَلِلْحُبِّ اَعْرَبَتِي هَآ اِن وَلِلْحُبِّ اَعْرَبَتِي هَآ اِن
 میری چیز عزیز و ذلیل ہے سب عشق و محبت کے لئے ہے۔ اور اس کی جو چیز جلیل و دقیق بڑی چھوٹی ہے۔ سب میں یکساں
 (اوس سے محبت چلتا ہے)

مجھ اوس کی دوستوں پر جو اوس کے ایک نصیبہ میں اور نہایت عمدہ ہیں تعجب آتا ہے۔

وَالْبَاحِثُ حَتَّىٰ تَكْمُلَ عَيْنُ ذِكْرِكَ مُسْتَمِ
اَمَاتُ الْهَوَىٰ مَتَىٰ نُؤَادُ وَاجِاهُ

ایک جی کے لوگ ایک وادی کے موڑ پر پہنچے ہیں جب اونکا ذکر آتا ہے تو عشق میرے دل کو تزلزل کرتا اور اسے زندگی بخشتا ہے

تَمْتَلِمْ بِمَالِ الْفَتَنِ مَن وَدَّ اُرْسَمِ
لَوَادِي الْغَضَا يَا بَعْدَ مَا اَمْتَنَاهُ ۹۰

جب میں فتنہ میں تہا تو مجھے اُن کی تمنا پیدا ہوئی تھی۔ مگر اونکا مکان وادی غضا میں ہے۔ اگر مجھ کی ہوا زور پر گھسے

یہ بھی اوی کے شعر ہیں جن میں وہ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں پر غصہ کرتا ہے۔

يَا مَن مِّنْجَمِ الْاَشْطَانِ اِنْ عَصَفَتْ
بَلَمَّ رِيَا حِي فَقَدْ قَدَمَتْ اَعْذَارِي

اے وہ لوگو جو دریا فتن کے سنگ پر بہتے ہو جو میری اسے ہائے کی ہوائیں بھیجے اور کائنات کا عذر میں نے پہلی کر دیا۔

لَا تَكْلُوكُن رِيْحِي عَن دِيَارِ كُرْمِ
لَيْسَ الْكُرْمُ عَلٰی مَنِيْمٍ بِصَبَّارِ

میں جو تمہارے دیا سے جاگ گیا اس سے ناخوش نہ ہو۔ کیونکہ کوئی کریم قلم دست پر صبر نہیں کیا کرتا۔

یسرے بھی ایسی کے شعر ہیں۔

اَلطَّنِي لَا اَسْتَطِيْعُ
اُخِيْلُ عَنْكَ الدَّهْرُ وَوَدِي

کیا میری نسبت تجھے گمان ہے۔ کہ کہی نہ کہی میں اپنی محبت تجھ سے نہیں اٹھا سکتا۔

مَنْ ظَنَّ اَنْ لَا يَبْدُ مِنْهُ
فَاَنْ مِنْهُ اَلْفُ مَبْدُ

دیا در کے دشمن جو گمان کرتا ہے کہ مجھ کے مجھے کوئی بار نہ نہیں۔ میرے پاس اس کے (۱۱) ہزار اور تہذیب میں ہیں

وَمِنْ مَن مِّنْهُ دَرْسٌ لِّمَن يَبْدُوهُ - اور وہیں اارضان (۱۲) کو فوات

پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ بعض نے اوسکی وفات، ارضان کو بتائی ہے۔ مگر اول قول صحیح ہے۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۱۰۱ نوٹ ۵، و تذکرہ ۳ نوٹ ۵۔

(۲) یعنی میں نے اپنی عزت بجا کر رکھی ہے۔ مجھے اس بات سے غیرت آتی ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی تعریف کروں۔

اور روپیہ کمادوں جو اس تعریف کے قابل نہیں ہیں۔ دیکھو تذکرہ ۹ نوٹ ۱۵۔

(۳) تہذیب کی بلند زمین عرب میں اپنی خوشبوں اور پھولوں کے سبب مشہور ہے۔ بعینہ اسطی طرح جیسے خط کشمیر

پہلوستان میں اپنی سرد اور تفریح بخش آب و ہوا کی وجہ سے مشہور ہے۔

(۴) لفظی ترجمہ دو نو دوستوں کو دیکھو تذکرہ ۲۲ نوٹ ۱۔

۱۵) متعجب جمع صاحب کی ہے یعنی اوس کے ساتھی اوس کے ساتھ نہیں ہوتے۔ داکٹر درد ورنج کا ساتھی دوا ہے
(۱۶) دیکھو تذکرہ ۸۰ ہم کا اول شعر اور نوٹ ۳۔

۱۷) رقتین مدینہ کے پاس ایک وادی ہے۔ شعر اے جاہلیت اس کا بہت ذکر کیا کرنے میں عرب میں اور بھی کئی جگہوں کا بھی نام ہے۔

۱۸) وادی غضا یا کا ذکر سیر علی بن رزین نے اپنی شرح میں دسے ہیں۔ معلو امر القیس کا شعر و گلبنا چاہو۔

۱۹) بعد اس کے محاورہ کے معنی زور و زنی نے اپنی شرح میں دسے ہیں۔ معلو امر القیس کا شعر و گلبنا چاہو۔
(۱۰) یعنی اگر میں نے تم سے کوئی سخت بناؤ کیا۔

(۱۱) اس شعر کا مفہوم ٹھیک ٹھیک میں متعین نہیں کر سکا۔

۶۰۔ ابو الفضل احمد بن محمد بن احمد بن ابراہیم المسیدانی نیشاپوری
بہت ہی بڑا ادیب فاضل لغت کا ماہر تھا۔ ابوالحسن الواحدی صاحب التفسیر کی صحبت میں رہا کرتا تھا۔
پہلے اور دن سے بھی بڑا عربی زبان میں خصوصاً لغت اور زائج امثال عرب میں بہت ہی بڑا کمال
حاصل کیا۔ ان نون میں اوس کی کئی مفید تصانیف ہیں جس میں کتاب الاشغال بھی ہے جو اوس کے
نام سے مشہور ہے۔ اور جس کا مثل اس فن میں دیکھنے میں نہیں آیا۔ اوس کی کتاب الشاعری
فی الاسامی بھی اپنے باب میں بہت عمدہ ہے۔ اوس نے حدیث بھی سنی اور دوسروں سے
روایت بھی کیا کرتا تھا۔

یہ شعر وہ بہت بڑا کرتا تھا۔ میرے نزدیک اوس کے ہونگے۔

تَشَقَّقْ صُبْحَ الشَّيْبِ فِي لَيْلٍ غَارِضِي فَقُلْتُ عَمَّا بَكَيْتَنِي بَعْدَ اَرِي
میرے رناروں کی رات پر بڑا بچے کی صبح نعلی تو میں نے کہا شاید یہ وارثی سفید کرنے پر کفایت کرے گی۔
فَلَا مَثَا عَاتِبَتْهُ مَا جَابَتْهُ اَيَاكَلُ تَرْمِي صَبْغًا بَغِيرَ خَصَارِ

گرمب وہ اور بھی پہلی تو اوس پر مجھے غصہ آیا۔ کہنے لگی کہ کوئی صبح ایسی بھی ہوتی ہے جس کے بعد نہ نہ نکلتا ہو۔
بروز پھر ارشاد شنبہ ۲۵ رمضان ۸۸۵ھ (۱۴۸۵) کو نیشاپور میں وفات پائی۔ اور میدان زیاد کے
دروازہ پر مدفون ہوا۔

نیردانی فتح سیم و سکون یاسے تخت تائیہ و دال و الف و نون میدان زریاد بن عبد الرحمن کی طرف نسبت ہے جو نیشاپور کا ایک محلہ ہے۔

اور کل بیٹا البوسعد سعید بن احمد بن طرناضل اور نویندار تھا۔ کتاب الانساب و فی الناس و اوس کی تصنیف ہے۔ (۳۷) مسند (مسند العزمین) اوس نے انتقال کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱) کتاب الامثال کا ترجمہ لاطینی زبان میں بھی ہوا ہے۔

(۲) یعنی ایسی کتاب جس سے اسما و معرفہ کے معنی معلوم ہوتے ہیں۔

(۲) اس کتاب میں بھی اسمائے معرفہ کے مفہوم بتلائے گئے ہیں۔

۹۱ ابو الفضل محمد بن محمد بن الفضل بن عبد الحائق معروف ابن خازن
کاتب شاعر

کے آبا و اجداد و مور کے رہنے والے تھے۔ مگر خود بغداد میں پیدا ہوا اور وہیں وفات پائی تھی۔
بہت بڑا فاضل اور خطاطی میں مکتاے روزگار تھا۔ ابو الفتح نصر اللہ مشہور کاتب کا باپ تھا۔ مقامات
حریری کے اوس نے کتنے ہی نسخہ لکھے ہیں جو آج تک لوگوں کے پاس موجود ہیں اور سبک بیٹے نے
اوس کے اشعار جمع کئے اور دیوان بنایا ہے۔ اشعار نہایت عمدہ ہیں الفاظ بھی اوس کے اچھے
ہیں اور معانی بھی۔ بھلا اوس کے شعر ہیں۔ جن میں بہت ہی ایسا مضمون باندھا ہے۔

مَنْ يَشْتَرِكْ فِي حُرْمِ مَنْزِلِ رَسُولٍ يَشْرِكْ بِاللَّهِ شَعَاتٍ وَاللَّهِ تَكْبِيرُ
جو شخص سید یا سادہ خواجہ کے اپنی آنرزوں سے محروم رہتا ہے۔ اور بی بی یا لاکڑی کے ساتھ وہ اپنی حاجت

پوری کر لیتا ہے اور قدرت باریا ہوا
 انظر الى الالف استقام ثباته
 عجم وافر بہ اغوجاج التون
 دیکھو الف (ا) کو سید ہے بن سے نقطہ سے محروم ہے کہ ان بن نے تجمد کی تک باعث اسے مائل کر لیا
 یہ بھی اسی کے شعبہ ہیں ۔

من لی با ستم جنتو بمشدد فی کونہ والقہ والعسلان
 کون شخص ہر مجھ اس ستم زدگی سے ملادو جسے اوس کو کون نہیں کسی سو رنگ تداریک لکھ لایا دیکھتے ہیں کہ ہر شخص

مَنْ رَأَى فَيْدَةً رَمَحَ صَبْرًا عَلَى طَوِّفِ النَّسَانِ وَطَوِّفِ الْوَسْطَانِ
 جو شخص اسے دیکھے کہ اس کے گلابوں کے نیرون کی نوکوں اور اس کی ٹھاہ خراب آلود و نون کے مقابلے کو صبر کی زبردستی
 رَأَى الْقَبَابِشِيَّةَ لَا يَمُوجُ الْعَبَابُ سَكَرَ أَنْ لِي مِنْ حَبَّةِ سَكْرَانِ
 جوانی کی شراب اسے دھڑکتی ہے نہ صبا کا ہونکا۔ وہ تو جوانی کے نشہ میں ہے اور صبر پر اس کی محبت کا دوسرا نشہ پڑا ہوا
 طَرَفِي كَطَرَفِ جَانِحِ مَرَجٍ مَتَشِي أَرْسَلْتُ فَضْلَ عَيْنِي عَنَّا نِي
 میری آنکھیں اسی ہیں جسے کوئی غیب سرکش چلاک گھوڑا جو یہی میں ان کی باگ ڈال سکی چوڑا ہوں تو وہ مجھے بچ میں لے لیں
 یہ بھی اسی کے ہیں۔

أَيَا عَالِمِ الْأَشْرَارِ أَنْكَ عَالِمٌ بَصُفْتُ اضْطِجَارِي عَيْنِ مَدَارَاهُ خَلْقِي
 اے واقف سر (بہانی) اس کی ناز و غور کی عادت کے مقابلے میں میرے صبر و شکستگی کی کڑوری کو خوب جانتا ہے
 فَفَتَرَعَرَانِي فِيهِ تَفْتِيرُ لُظْفِ وَحَسَنَ عَزَائِي فِيهِ تَحْسِينُ خَلْقِي
 میری محبت کے جوڑ میں جو اس کے ساتھ ہے فتور ڈالے جیسا کہ اس کی نگاہ میں ہے اور اس کے چہرے سے مجھے تسلی
 وہ بھی نکلی اور خوبی دے جو اس کے جسم میں دی ہے۔

فَحُلُّ الرِّوَا سَتِي دُونَ مَا أَنَا حَالٌ بَقَلْبِي الْمَعْنَى مِنْ تَكَا لَيْفِ عَشَقِ
 مضبوط پہاڑوں کا جو اس سے کم ہے جو اس کا تحلیف عشق سے بن اپنے آفت زدہ دل میں اٹھائے ہوئے ہوں۔
 حَكِيمُ الْوَقَاسِمِ اِهْوَا زِي كَوْحِمْ نَسَى اَوْ سَكِي فَصَدَّ كَهُولِي اَوْ كَبِهْ تَخْلِيفِ دِي تَهَى يَشْعَرُ لَكَبِي يَحْجَمُ تَحَى
 حکیم ابوالقاسم اہوازی کو جس نے اس کی فصد کہولی اور کچھ تکلیف دی تھی یہ شعر لکھتے ہی جھے تھے۔
 عَزَا مِمْ كَسْ بَرَشْ هُوْنِ بَرَمْ كَسْ جَنِّ مِمْ كَسْ بِيَارُوكْ تَوَانِي اِهْوَا طَلَا كَرَا بَرَا اِهْوَا نَبِيَنْ نَشْرُ فَرْمِي بِنَا دِي تَا
 عزا میں کے پرشے ہوؤں پر کم کہ جن میں کے بیاروک توائے اہوا طلاق کرنا تو انہیں نشتر فرمے ہی بنا دیتا
 فَعَصَابُ تَاتِيْنِهِمْ بَعْصَابُ نَشْرُتْ فَتَقْطُرُ عِيْ اَدُوْ عَافِي الْاَدُوْجِ
 بہر تو (دریغوں کی) عصائب ذکر و ہوں کے پاس عصائب (بیٹان) لکھتا آؤ پر ہلکا رہا تیرا تیرا نہ تیرا جلا جلا ہوا
 اَفْصَدُ تَهْمُ بَانْدَا اَمْ اَفْصَدُ تَهْمُ وَخَرَا بَا طَرَا تِ الرَّاحِ الشَّرِيْعِ
 وادھ تو نے ان کی فصد کہولی ہے یا نہایت سیدھے نشان پر لگنے والے نیرون کی نوکوں سے انہیں چھیدا ہے
 وَشَرْتُ الْمَبَا ضِعْ اَمْ كَانَتْ اَسْهَمُ اَمْ دَوَا الْفَقَارِ مَعَ الْبَطْنِ الْاَشْرَعِ
 یہ نشتر وہی کبت ہے۔ یا تیروں کا ترکش۔ یا دوا الفقار (ملواری) ہے جو بڑھو چند کی۔

غَرَّ رَأْيُ نَفْسِي إِنَّ لَقِيَّتِكَ بَعْدَهَا يَا عَنَتُ الْعَبَسِيِّ غَيْرُ مَسْدَرٍ

مجھے موت ہی آجائے اسے غرہ غیبی اگر اس کے بعد غیب زد رہے پہنچے بین نرس سانسے اؤن

اسی حکیم نے ایک مرتبہ اس کی ضیافت کی۔ اور بڑی خاطر داری کی تھی۔ اس کے مکان میں باغ اور حمام بھی تھا۔ وہاں بھی اسے لے گیا تھا۔ اور پورا غفلت نے یہ اشعار کہے۔

وَأَيْمُنِي مَنَزَلُهُ قَلَمٌ أَرَجَا جِبْصًا
الْأَمَّا قَاتَانِي بِسَنٍّ ضَا حَكِ

میں اس کے مکان پر گیا تو دیکھا کہ کوئی دیوان ایسا نہیں جو ہشتہ زانت دکھاتا ہوا مجھ سے نہ ملا ہو۔

وَالْبَشْرُ فِي وَجْهِ الْعَلَامِ أَمَّا رُتَّةُ
رُتَّةُ كَاتِ ضِيَاءٍ وَجْهِ الْمَالِكِ

غلام کے منہ پر غشی اس بات کی نشانی ہے کہ مالک مکان کا منہ بھی اس کے بعد غشی اس ہی لگا

رُتَّةُ كَاتِ ضِيَاءٍ وَجْهِ الْمَالِكِ
فَشَكَرْتُ رِضْوَانًا وَرَافَةً مَالِكِ

میں اس کے باغ میں گیا اور اس کے حمام میں بھی پہونچا اور مالک (مکان کی) مہربانی و رعایت کا شکریہ ادا کیا

پھر میں نے ان بیتوں کو دیکھا۔ کہ وہ تو حکیم ابوالقاسم بہتہ آمدن الحسین علی الاموازی ٹیبہ اصفہانی

کی ہیں۔ عماد کاتب نے اپنی کتاب خریدہ میں اس کی بیان کی ہیں۔ اور کہا ہوا کہ اس نے سنہ ۴۴۴ھ

(۱۰۵۳ء) سے کچھ عرصہ وفات پائی ہے۔ اور پھر انہیں بیتوں کو ابوالفضل بن النازن کے ذکر

میں اس کی تباہی ہیں۔ خدا جانے کس کی ہیں۔

یہ بھی اوسی کے شعر ہیں۔

وَأَمْبِيضٌ يَنْمِيهِ إِلَى الْعَرَبِ لَفْظُهُ
وَنَاطِرُهُ الْفَتَانُ يَعْرِضِي إِلَى الْهِنْدِ

(دیر استنوق) ایک تیل گروا لایا ہے جس کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرب ہے گلو کی فتنا لیکر گاہ کہتی کہ شہد

تَجَرَّعَتْ كَأَنَّ الْقَهْمَ مِنْ رُتْبَائِهِ
لَسَاعَةٍ وَصَلَ مِنْهُ خَلِي مِنَ الشَّهْدِ

میں نے صیر کے بارگاہ گوشت چا جس سے اس کے کاہون ہو چکے ہیں ایک ساعت کا رصل میرا لیا جو شہد سے ہی شیرین

وَمَا ذَنْبٌ أَعْمَا لَمْ وَخُولَتْهُ
سَوْمِي وَاجِدَ مِنْهُمْ غَيُورٌ عَلَى الْخِدَّةِ

میں نے اس کے اعام اور خالوں (داموؤن) کو راضی کر لیا بجز ایک غیرت دار (خال) کے کہ اس کے خشار پر

كَوْنُهُ مِنْكَ أَوْ دَعَتْ بِلَنَارَةٍ
رَأَيْتُهَا غَرَسَ الْبَنَفْسُ فِي الْوَرْدِ

جو ایک شگ (سیاہ) کا نلے اور نار کے پھول میں لگا ہوا ہے۔ میری نظریں نے دیکھنے کا پھول ہے جو گلے کے پھولوں کا

ہو ایک شگ (سیاہ) کا نلے اور نار کے پھول میں لگا ہوا ہے۔ میری نظریں نے دیکھنے کا پھول ہے جو گلے کے پھولوں کا

ہو ایک شگ (سیاہ) کا نلے اور نار کے پھول میں لگا ہوا ہے۔ میری نظریں نے دیکھنے کا پھول ہے جو گلے کے پھولوں کا

ہو ایک شگ (سیاہ) کا نلے اور نار کے پھول میں لگا ہوا ہے۔ میری نظریں نے دیکھنے کا پھول ہے جو گلے کے پھولوں کا

یہ بھی اوسے کے شعر ہیں۔

وَإِنِّي خِيَالُكَ فَاسْتَعَارْتُ مُقَلَّتِي
مِنْ آخِئِن الرُّقْبَاءِ غَمَضَ مَرَدَعِ

یہ خیال ہے پاس آیا۔ تو میری آنکھ نے تیرے یوں کی آنکھوں سے بچا کر میری لگائی کر رہے تھے (تو تیرے آنکھوں کی ایک بچک

نما استمکلت شفا فی لثمن مست
منته و لا کفای ضمم مودع

ابھی میرے بونج کال طور پر بوسہ ہے ہی نہ تھا کہ سلام کر کے الگ ہو جائیں اور نہ میرے ہاتھوں نے اس کی پیٹیا ہاتھ کر کے دینے

وَ أَطْلَعْتُمْ فِطْمًا فَكُلَّ قَائِلًا
لَوْ لَمْ يَزِدْ مَرَدَعًا لَمَّا لَمْ يَجْعَلْ

اوس کی بیٹی بچکانہ ہوا وہ جان گئے کیونکہ ہر ایک کہہ رہا تھا۔ اگر اوس کی تصویر خیالی اوس کے پاس نہ تھی تو وہ سوا نہیں

فَانْصَلَعَ بِنَسْرِ نَفْسٍ فَكَاثَا
طَلَعَ الصَّبَاحُ بِهَا وَانْطَلَعَ

اس سے وہ تصویر اپنی جان چھوڑ کر اگلے پائون پلٹ گئی (تب مجھے ہوش آیا کہ کہا) تو اوس کے آنے کے وقت (

گو یہ صبح ہو گئی تھی حالانکہ صبح ہوئی نہ تھی۔

اوس کے اکثر اشعار کے مضامین اپنے ہوتے ہیں۔ وفات اوس کے قصہ شہرہ (۱۲۵۸) میں ہوئی

اوس وقت اوس کی عمر سینتالیس سال کی تھی۔ حافظ ابن جوزی نے اپنی کتاب المنظم میں کہا ہے

کہ وہ سلاطین میں مراتب والہ اعلم رحمہ اللہ تعالیٰ

اوس کا بیٹا ابو الفتح نصر اللہ شہرہ (۱۲۵۸) وفات اوس میں زندہ تھا۔ مگر مجھے اوس کی تاریخ وفات نہیں معلوم

(۱) دیکھو تذکرہ ۱۰ نوٹ ۷۔

(۲) انگریزی مترجم نے اس عبارت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

دو ابوالفتح مشہور کتاب کا باب تھا جس نے کئی مرتبہ مقامات حریری کو لکھا جس کی نقلیں اب تک مخلوق۔ جو پاس

موجود ہیں۔ اور جس نے اپنے باب کے اشعار کو جمع کر کے ایک دیوان بنایا ہے۔

(۳) قدح عرب کے نیزہ ایک قسم کی زردی مال گنگ کی لکڑی سے بنتے تھے جس میں کچھ دردور دو گانہ بین ہو کر

تھیں۔ میری رائے میں غالباً یہ لکڑی بانس کی ہوگی شعرا نے اپنے استعارات میں (زردیا جو بے رنگ تھا)

آئینہ رکھ دیا ہے۔

(۴) اس کے معنی اس طرح بھی ہو سکتے ہیں۔

پھر تو دشمنوں کے گرد ہون پر اپنی فوج کے گرد ہون کو لکھا آیا اور پھیل کر دشمن دست بدست ہو کر محاصرہ اور حصار کرتا ہے۔

(د) حضرت علی کا حلیہ مبارک تاریخ ابوالفدا میں دیکھنا چاہئے تھا۔ اون کا پیٹ بہت بڑا اور سر چند لبتا ہے مین چونکہ لبتا سو ہوا ضمیر اور سکی کمزوری کے سبب سے ہوا ہوگا۔ یہ ذوالفقار تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اؤ کمزوری تھی۔

۶) معلوم ہوتا ہے کہ اس حکیم نے نقدِ لیتے وقت خونِ ضرورت سے زیادہ نکال دیا ہوگا۔ جو اسے غصہ بخشی ہے
شبابہت دی ہے جس نے لطائفِ یون میں بہت خونِ ریزی کی تھی۔ غصہ ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اور غصہ اس
شخص کو بھی کہتے ہیں جو بدمزاج ترش و دھڑاں شخص ہے۔ اس شخص میں غصہ و املانس کی بولی میں بولا گیا ہے۔ امل نام غصہ و ہنہ
۷) مضیا کے سفالور کے ہنہ میں نے اس کے منہی شاشت کے لئے ہیں۔

دہشت کے معنی نہ طرح بھی ہو سکتے ہیں۔
 بیناس کی خست مین گیا۔ اور اوس کے عجیم دوزخ کو بھی دیکھا۔ اور رضوان دربان جنت کا اور مالک دار دوزخ کا
 شکریہ ادا کیا۔

(۲) یعنی اوس کی نگاہ ہندی ملواری کی طرح ہے۔ جوانی خوبی میں اوس نے مازنین بہت شہور تھی۔ عرب اور فارس کے سپاہی ہندی ملواریوں کو بہت پسند کرتے تھے۔ شعر ابھی ہندی ملواریوں کا اپنے اشعار میں اکثر ذکر کیا کرتے ہیں۔
 اگرچہ نہیں معلوم کہ یہ ملواریں ہندوستان میں کہاں تبتی تھیں۔ یہ ترجمہ سیاحت ٹیوٹنر فیئر ہینسٹی صاحب نے کیا ہے۔
 کردار کی بہت شہرت ہو رہی تھی۔ اور اندور کی تلوار بہت اچھی ہوتی تھی اوسے دیکھنا چاہیے۔

۱۰) دیکھتے ہوئے کہ ۲-۳ نوٹ وہاں بتا دیا گیا کہ عاشق معشوق دونوں ایک دوسرے کے خواب میں مل گیا کرتے۔ اس لیے یہ قریب جہاں تک ہو سکتا ہے عشاق کو سونے نہیں دیتے۔

(۱۱) کوئی عاشق صادق سو نہیں سکتا ہے جب تک کہ اسے اپنے معشوق سے خواب میں ملاقات کرنا منظور ہو۔
(۱۲) اشعار بالا کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جسے ابن نعلان اچھا بتاتا ہے اور کچھ بے ذکر نیز دلوں کا مذاق کھسا ہوگا۔ ابن نعلان کے مذاق سے ہر شخص اس کے متاخرین کے مذاق کا اندازہ کر سکتا ہے۔

۶۲۔ ابو بکر احمد بن محمد بن الحسن اترجانی ملقب ناصح الدین
تشر اور غنیمت کریم کا قاضی تھا۔ اس کے اشعار پر لطیف اور نہایت خوب ہوتے تھے۔ عماد کاتب
اصفہانی نے کتاب خریدہ میں اس کا ذکر کیا اور کہا ہے۔ کہ اترجانی عصفوان شباب میں اصفہان
کے مدرس نظامیہ میں پڑھتا تھا۔ نظام الملک کے اخیر عہد میں (سنة ۷۸۷) کے مجملہ بعد

شعر کہنا شروع کئے تھے۔ اور اپنے اخیر عمر (۷۷۷ھ) تک جس میں کہ وہ مرا ہے کہتا رہا تھا۔ یہ ہمیشہ عنکر کرم میں سے جسے متجمل مکر م بھی کہتے ہیں قاضی کا نائب رہا ہے۔ اس کے اشعار بہت تھے۔ اون کے مجموعہ میں جواب موجود ہے۔ اوس کے شعرون کا دوسواں حصہ بھی نہیں ہے۔ (۷۷۷ھ) میں جب میں عنکر کرم کو گیا تھا تو اوس کے بیٹے محمد ریس الدین سے ملاقات ہوئی تھی۔ اوس نے مجھ اپنے باپ کے اشعار کا بڑا اشتہار دکھایا تھا۔ اوس کے شعر خواندہ ثابت آرجان ہے۔ مگر ایک مدت سے یہ لوگ تشر اور عنکر کرم واقعہ خورستان میں رہتے چلے آئے ہیں۔ ناصح الدین اگر عجم کی بدالیش ہے۔ مگر اسکی اصل عرب ہے۔ اوس کے اسلاف قدیم انصار سے تھے۔ جن کا پچھلے زمانہ میں کوئی نظیر نہیں تھا۔ وہ نسل کا (دو ہینال سے) آگوسہ (دو زہینال سے) خنجر جی۔ نطق فصاحت میں فیستکی و ایداعی علم اور خوشنویسی میں فارسی بلکہ خطاطی کے میدان کا شہسوار اور برہان و دلیل میں سلمان کی مثل تھا۔ اور اون ابنائے فارس سے تھا جو علم کے لحاظ سے تریاک تک پہنچ گئے ہیں۔ غرض کہ صورت اور بہت دونوں کی خوبیوں کا مجموعہ تھا۔ انتہی کلام العاد۔ میں نے اوس کے دیوان میں لکھا دیکھا ہے کہ بلاذخوستان میں کبھی تو وہ شتر بن اور کبھی عنکر کرم میں نائب قاضی رہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ قاضی ناصر الدین ابو محمد عبدالقادر ہرن محمد کا نائب رہا۔ اس کے بعد عماد الدین ابو العلاء رجا کی نیابت کرتا رہا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے۔

وَمِنْ النَّوَابِ اَنْتَیْ فِیْ مِثْلِ نَهْدِ الشَّغْلِ نَائِبِ

یہ زمانہ کی گردش ہے کہ مجھے اس طرح کے کام میں نیابت پر کام کرنا پڑا ہے۔

وَمِنْ الْعَجَائِبِ اَنْ لَّنْیَ صَبْرًا عَلَیْ تَدْرِیْ لَعْنِ السَّیِّبِ

اور یہ بھی عجیب بات ہے۔ کہ ان عجیب اتفاقات پر مجھے صبر بھی حاصل ہو گیا ہے

یہ فقیر بھی تھا۔ اور شاعر بھی۔ چنانچہ وہ اس بارہ میں کہتا ہے۔

اَنَا شَعْرًا لِّفَقْہَا وَغَیْرَ مَدَافِیْعِ فِی الْعَفْرِ اَوْ اَنَا اَفْہَمُ الشُّعْرَ اَوْ

اس میں شک نہیں میں اپنے زمانہ کے فقہا میں سب سے بڑا شاعر ہوں یا کم از کم شاعرون میں سب سے بڑا فقیر ہوں

شَعْرًا اَوْ اَمَا تَقَاتِیْ دَوْدَ الْوَرْمِیِ الطَّبِیْعِ لَا یَسْتَکَلِفُ الْاَلْقَاوِ

جب میں شعر کہتا ہوں تو مخلوق اوست خود اپنی طبیعت سے منع کر لیتی ہے اس کی ضرورت نہیں۔ کہ زبردستی یاد کرانا پڑے

لَمَّا لَصِقَتْ فِي فَلْسِ الْبَيْتِ إِذَا عَلَا لِسْتَجْ هَاجَ تَجَارُوبِ الْأَصْدَادِ
 ایند اوسى طسج جیسے ہاتھوں کے نیچے آواز کرو جب زور سے کانون میں پہنچی تو صدائوں کے سحاب بندہ کرتی ہے
 یہ بھلی اوسى کے شمع ہیں۔

شَاوِرِ سَوَاكْ اِذَا نَابَتْكَ نَابَةٌ يَوْمًا وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ اَهْلِ الْمَشَاوِ
 جب کسی دن تجھ پر کوئی مصیبت آئے تو کسی دوسرے سے مشورہ کر۔ اگر تو ایسا ہی عاقل ہو گا اور تجھ سے مشورہ نہ ہو گا
 فَالْعَيْنُ مِنْ تَنْظُرِ مَا مَهْمَا دَنَا وَ نَامَى وَ لَا تَرَى نَفْسَهَا اِلَّا بِغَيْرِ آةٍ
 کیونکہ آنکھ اپنی قریب اور بعد کی چیزیں دیکھ لیتی ہے۔ مگر اپنے نفس کے دیکھنے کے لئے اوسى آئینہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے
 یہ بھی اوسى کے شمع ہیں۔

لَمَّا حُبَّتْ آفَاقُ الْبَلَاءِ دُطِطَ وَ فَا
 میں بار دن طسج ملکوں میں گھومتا ہوا ہوں۔ اوس سے مجھے بجز آپ کے اور کسی کی تلاش نظر نہیں
 سَعْنِي الْيَكْمُ فِي الْحَقِيقَةِ وَ اَلَّذِي تَحْدَرُونَ عَنْكُمْ فَهَوِ سَعْنِي الدَّنِيرِ
 حقیقت میں میں آپ ہی کی طسج آتا ہوں۔ اور یہ جواب ہے اس مجھ سے دو رہا ہے کہ بیچارہ کی گزشتہ طسج
 اَنْخُو كُمْ وَ يَرَوْكُمْ وَ هِيَ الْفَقْهَةُ
 میں تو تمہاری طرف نہ کرتا ہوں۔ مگر وہ اٹا ہے نہ کہ تمہاری طرف سے پھیر دیتا ہے۔ پھر اپنے اکل شاور کا
 فَالْقَضُ خَوْ الْمَشْرِقِ الْاَقْصَى لَكُمْ وَ الشَّرُّ رَأَى الْعَيْنِ خَوْ الْمَغْرِبِ
 میں تو آپ کے واسطے مشرق اقصیٰ کی طرف نصہ کرتا ہوں۔ مگر ظاہر آنکھ کے دیکھنے مغرب کی طرف جاتا ہوا معلوم ہوا ہوں
 یہ بھی اوسى کے شمع ہیں جو اوس نے ایک یس کو لکھ کر نیچے تھے۔ ان میں وہ اس امر کی شکایت
 کرتا ہے کہ اوس نے ابو کریم کو یاد نہ کیا حالانکہ مدت تک وہ اوس کے پاس نہ گیا تھا۔

نَفْسِي فِدَاؤُكَ اَيُّهَا الصَّاحِبُ يَا مَنْ هَوَاهُ عَلَى فَرَضٍ وَاجِبِ
 اے صاحب میری جان آپ پر قربان۔ اور آجے ہیں۔ کہ آپ کی ہوا خواہی مجھ پر سندس واجب ہے۔
 لَمْ طَال تَقْصِيرِي وَ مَا عَاتَبْتَنِي فَاَنَا الْخِدَاةُ مُقْصِرَةٌ وَ سَعَاتِي
 کیونکہ میں اتنی مدت رہا۔ اور مجھ پر آپ نے کبھی رنج کا اظہار نہ کیا۔ اس آج میں (آپ کو) قصیدہ پڑھاؤں گا اور زندگی کا اظہار کرنا
 وَ مِنْ الدَّلِيلِ عَلَى كَلَامِكَ اَنِّي قَدْ غَشَّتْ اَيَّامًا وَ مَالِي طَالِبُ

اس کی دلیل کتاب مجھ سے آزدہ ہیں یہ ہے کہ میں ایک مدت غائب رہا۔ مگر کوئی میری تلاش میں نہ آیا
وَإِذَا رَأَيْتَ الْعَبْدَ يَنْهَوِي عَنْكَ لَمْ تَقْلُبْ فَمَنْ يَنْهَوِي الْعَبْدَ مِنْ رَبِّهِ
جب آپ دیکھیں کہ غلام پہاگ گیا۔ مگر کوئی اوس کی تلاش میں نہ نکلا تو بان کو کہ غلام کا مالک ہی اوس سے پہاگتا ہے
یہ بھی اوس کا کلام ہے اور عجیب مضمون ہے۔

رَبِّهِ عَمَلِي وَقَدْ سَأَوْنِي فِي مَحْوَرِهِ خَيَالِي لَمَّا لَمْ يَكُنْ بِي رَاحِسُهُ
میرے قصیدہ خیالی نے بکا میں لاغری میں مساوی ہو گیا ہوں مجھے اوس وقت یاد آیا جب کہ مجھ پر کوئی رحم کرنے والا نہ تھا
فَدَلَسَ بِي حَتَّى طَرَقْتُ مَكَانَهُ وَأَوْهَمْتُ الْغُفَى أَنِّي فِي عَالَمِهِ
اور آست گئی سے میرے لئے ابھی مجھ پر جھڑوی کہ میں اوس کی جگہ پر گیا۔ اوس وقت میں نے اپنے محبوب کو اس میں
ڈال رکھا تھا کہ مجھے (فی الواقع نہیں بلکہ) وہ خواب میں دیکھ رہا ہے۔

وَبَيْنَا وَلَمْ يَشْفَعْ بِنَا النَّاسُ لَيْلَةً أَنَا سَاهِيٌّ فِي جَفْنِهِ وَهُوَ نَارُكُمْ
رہا ہم رات کو رہے لوگوں نے ہمیں بجا بھی نہیں۔ میں اوس کی آنکھوں سے بگاٹتا۔ اور وہ سو رہا تھا
یہ بھی اوس کے ایک قصیدہ کا عمدہ شعر ہے۔
تَأْتَلُكَ سَتَحْتَ ذَاكَ الصَّنِيعِ خَالًا لَتَعْلَمَ كَمْ خَيَالِي فِي الزَّوَايَا
اوس کی کن پٹی کے نیچے کے خال کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ گوشوں میں کتنے خزانے چھپے ہو اگر کرتے ہیں۔

یہ بھی اوس کے ہیں۔
ثَبَّتَ أَنَا وَالْعَمَلُ جَبِي وَبَانَ عَيْنِي وَبَنَتْ عَنْهُ
میں بوڑھا ہو گیا میرے محبوب کے منہ پر ڈاڑھی نکلی آئی۔ وہ مجھ سے الگ ہو گیا میں اوس سے الگ چلے یا۔
وَأَبْيَضَ ذَاكَ السَّوَادُ مَشَى وَأَسْوَدَ ذَاكَ الْبَيَاضُ عَنْهُ
میرے پاس (بالوں میں) جو سیاہی تھی وہ سفید ہو گئی۔ اوس کے پاس (چہرہ پر) جو سفیدی تھی وہ بال بال کی اسی سیاہی
یہ بھی اوس کے ہیں۔

سَأَلَ الْفَضَا عَنْهُ وَأَضْعَى لِقَائِهِ كَيْفَمَا يُجَنِّبُ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالِهِ
عاشق نے فضا سے محبوب کا حال پوچھا۔ اور صدا کے لئے کان لگایا۔ کہ وہ جواب دے اوس نے اس کا کہا ہوا کہید
نَادَاهُ أَتَيْنَ تَرْمِي مَحْطَرًا حَالِهِ فَأَجَابَ أَتَيْنَ تَرْمِي مَحْطَرًا حَالِهِ
نادا وہ آئیں ترمی محطراً حالہ

یہی جب اوس عاشق نے فضا کو چکارا کہ تیرے نزدیک دوس تھا اپنا اسباب کہاں اوتا رہا ہوگا تو اوس نے جواب دیا کہ تیرے
نزدیک اپنا اسباب کہاں اوتا رہا ہوگا؟

یَفْثُ
وَكُنْتُ اَجْمَلُ مَا عَلِمْتُ لَسْتُ فِي
وَجْهِكَ كَمَا قَدْ سَاءَ نِي مَا اَعْلَمُ
اگر میں باہل ہوتا تو چہیز بناتا ہوں نہ بات تو میری جہات سے مجھ سے قدر تھی ہوتی بقدر مجھ پر اپنے جانور کی ہوا
کا صنوبری شمع فی الریاض وَاِنَّمَا
موسے کو دیکھو بلخ میں چلتا پہرتا ہے۔ مگر بلخ ہزار داستان مجھ سے کہیونکہ وہ کاتی ہے
اسی طرح سے ایک اور شخص کا قول ہے۔

تَقْصِدُ اَهْلَ الْفَضْلِ دُونَ الْوَرَعِ
مَصَائِبُ الدُّنْيَا وَآفَاتُهَا
دنیا کے مصائب آفات اور فلاح کو چھوڑ کر اہل فضل پر زیادہ آیا کرتے ہیں۔
طَائِفَةٌ لَا تَجَسَّسُ بَيْنَهُنَّ
اَلَا اَتَى قَطْرٌ مِّنْ اَمْوَالِهَا
پرندوں کا سال ہے کہ ان میں سے وہی کچھ اور قید کئے جاتے ہیں جسکی آواز میں دل کو اچھی لگتی ہے
یہ شخصوں ایسا ہے جیسا ابوسعحاق غری کے ایک شیعہ قصیدہ کے ایک شعر میں ہے۔ جس کا ذکر
ادب پر (تذکرہ ۲۱۷) آچکا ہے۔

لَا غَرْوَ اَنْ تَجْتَنِي عَلَى فَضْلِي
سَبَبُ احْتِرَاقِ الشَّيْءِ دُخَانُهُ
کچھ تعجب نہیں ہو جیسے فضائل و کمالات مجھ پر کوئی تہمت لگا میں (یعنی میں اپنے ہر کے سبب سے کسی بلا میں نہ
بازن) خوشبودار لکڑیوں کا دھواں ہی اوں کے بجلا جائیگا سبب ہوتا
ہم اوس کی نظم کے انہیں مقاطع پر اختصار کرتے ہیں۔ بڑے بڑے قصائد میں سے خوف اٹا لے کے
باعث یہاں نہیں لکھتے۔

یہ بھی اوس کے ہیں
اَجَبْتُ الْمَرْءَ وَظَاهِرُهُ جَمِيسٌ
لِصَاحِبِهِ وَبَاطِنُهُ سَلِيمٌ
میں اوس شخص کو دوست رکھتا ہوں جو ظاہر میں اپنے دوست سے غریبوں سے پیش آئے اور باطن میں دال کا شہ
مُوَدَّتْهُ دَوْمٌ نَكَلٌ يَهْوِي
وَالْغُلُّ مُسَوِّدَةٌ تَدْوُمُ

کسی سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ اوس کی دوستی پاؤں رہو۔ کیا ہر شخص کی دوستی پاؤں رہ کر کرنی ہے
 بہت ہی ان اوپر کی دونوں تینوں میں سوا آخری بیت معکوس بھی پڑھی جاسکتی ہے اور غرضی مذکور
 کے دیوان میں بھی موجود ہے۔ خدا جانے کس کی ہے۔ ناصح الدین کے اشعار کا ایک دیوان بھی
 ہے۔ جن کے مضامین بہت ہی پر لطف ہیں۔ وہ (شائع) ہیں پیدا ہوا۔ اور ربیع الاول
 (شائع) میں بمقام شتر یا دوسری روایت کے بموجب غنکر مکرّم میں مرا
 رحمد اللہ تعالیٰ۔ اتر جان نفتح ہمزہ و تشدید رائے مہذب و الف و فون بلاد خورستان کے علاقہ
 ہوا زمین ایک شہر ہے۔ اکثر لوگ اوسے رائے مخففہ کے ساتھ ہوتے ہیں یعنی نے بھی اوسے اپنے
 شہر میں رائے مخففہ کے ساتھ باندھا ہے۔

اِرْجَانِ اَیْتِہَا الْجِیَاؤُفَاثَہُ عَرْمِیَ الدِّمِیَ نِیْزِ الرَّوْشِیْجِ مَکْتَمَہَا

ارجان کو۔ اسے تیر گھوڑو۔ میرا عزم یہ ہی ہے کہ جس نے نیر دن کو ٹوٹا ہوا تہیچہ چوڑ دیا ہے۔
 جبرہ نے سکین بن اور حارث نے اپنے کتاب میں جس کا نام اوس نے ماکلفی نقطہ و دافتر شمسٹاہ کہا
 ہے۔ تشدید لکھا ہے۔ شتر یا دوسری روایت کے فو قانیہ سکون میں مہذب و رائے مہذب خورستان
 ایک شہر ہے۔ جسے عام لوگ شتر کھا کرتے ہیں۔ غنکر مکرّم (شکر گاکرم) میں مکرّم کی نسبت
 اختلاف ہے۔ اکثر کہتے ہیں کہ مکرّم ہائی ہے منظر بن سیدان بن غنیلہ بن ذکوان بن بکان
 بن الخمر بن غنیلان بن عازہ بن مثن بن مالک بن اعصر بن سعد بن قیس بن غنیلان بن مکرّم بن
 ہزار بن سعد بن خندان کا۔ میں نے یہ نسب ابن الکلبی کے تجربہ سے لیا ہے۔ اگرچہ یحسان ابن
 کے نسب میں آیا ہے نہ نہیں ہے۔ مگر مکرّم مذکور مکرّم البابی الحارثی منسوب بہ عازہ مشہور ہے۔ و اہل علم
 یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ بنی جعوفہ العامری کا مکرّم ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ جہان بن یوسف الشافعی کا
 سولی ہے جسے اوس نے خورزاؤ بن یاس کی لڑائی کے لیے یہاں بھیجا تھا۔ اسی سے اس کا یہ نام
 ہو گیا ہے۔ خورستان یعنی خائے سمر و داؤد و رائے سمر و میں مہذب ایک وسیع التکلیم کا نام ہے جو بعض
 فارس کے درمیان واقع ہے۔

(۱) الفا و جمع ہے نام یعنی درکار کی۔ لقب اون لوگوں کا ہے۔ جنہوں نے رسول اللہ علیہ وسلم
 کے سے عہد کر نیکے بعد امانت کی تھی۔ یہ لوگ نبی قطان میں کے و قبیلہ اوس اور خورزمج تھے۔

(۲) انگریزی ترجمہ نے یہاں بجائے ٹرس کے نقش پڑا ہے۔ نقش ملاؤ بخران ملک مین کا ایک نغرائی پادری تہا
اشاعت اسلام سے کچھ توڑی ہی مدت قبل ہوا تھا۔ اور فصاحت میں مشہور تھا۔ اس کا حال علامہ مسعودی نے
مروج الذهب میں بیان کیا ہے۔ انوس ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ جوین نے کیا ہے وہ ابھی تک طبع نہیں ہوا
(۳) ایاد بنی اسماعیل میں مدائن کی تیسری پشت میں تھا۔ جس کی خوش بانی ضرب المثل ہو گئی تھی۔ اس کی
نسل میں اوس کی دانائی ملی آتی تھی۔ جن میں سے نقش کو بھی ایک حصہ ملا تھا۔

(۴) نقلی ترجمہ۔ اوس علم کو یہ بیونچ گئے جو ثریا (تارون میں) لنگتا تھا۔

(۵) اقل کے معنی یہاں بھی خوب چسپان ہوتے ہیں جو میں نے لے لئے ہیں۔ اس سے پیشتر تذکرہ ۴۴
نوٹ امین اقل اور اس کے معنی لکھے دے گئے ہیں۔

(۶) یہاں شاعر سیار کی اوس حرکت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو وہ اپنی رفتار میں پیچھے کو کمتر جاتا رہا

(۷) اس شعر کے معنی سمجھنے کے لئے ضرورت۔ کہ خوابوں کی نسبت جو شعراء عرب کا وہی اعتقاد تھا اور

جبر کا ذکر اوپر ہم تذکرہ ۲ نوٹ ۳ میں کر آئے ہیں خیال میں کہنا چاہئے۔ اون کا اعتقاد تھا۔ کہ عاشق

اپنی مشوق کی صورت خواب میں دیکھا کرتا ہے۔ کیونکہ اوس کے پاس درحقیقت ایک ہمزاد آتا ہے جسے مشوق

خود اپنی مرضی سے اوس کے پاس بھیجتی ہے۔ اسی واسطے یہاں شاعر کہتا ہے کہ چونکہ میں بہت لاغر ہو گیا تھا۔

میں اپنی تصویر خیالی کی جگہ پر نظر آ رہا۔ اور اوس نے مجھے اپنی جگہ پر ہو کر براہ غایت کھڑا ہونے کی اجازت دیدی

(۸) دیکھو تذکرہ ۴۴ نوٹ ۹۔

(۹) یعنی مشوق کہان اور ترا ہے۔ صدا کے جواب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ خود ہی عاشق کی طرح

اس امر کے دریافت کرنے کی مشتاق ہے۔ کہ مشوق کہان فرود کش ہوا ہے۔ اور وہ خود ہی نہیں معلوم

وہ عاشق کو کیا بتا سکتی ہے۔

(۱۰) یہ شعر ملائینہ طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں دج کے گئے ہیں۔ اور اسی وجہ سے بے موقع ہیں

اس قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں اپنے اپنے موقع پر ہم آئندہ بھی بتا۔ ینگے۔

(۱۱) قتیب بن مسلم کے تذکرہ ۵۱ میں نصف فرود سبب بیان کیا ہے کہ جس کی وجہ سے اس نسب میں اوپر

معن اور مدائن کے درمیان سے بالہ کا نام نکال ڈالا گیا ہے۔

(۱۲) یہی حال ابوالفضل نے بھی اپنے جغرافیہ میں لکھا ہے۔ کہ کرم جس کے مقابلہ کے لئے ہیجا گیا تھا۔

اوس کا نام خزاوتھا۔ مگر بن خلکان اوس کا نام اوس ہی پر لکھتا ہے جس طرح کبیری سانامی موم لکھتا ہے۔ یشکر کشی سلاستہ میں کی گئی تھی۔ اس کا ذکر بجز رائے حسن نے اپنی تاریخ مسلمانان جلد اول کے صفحہ ۴۷۲ میں کیا ہے۔

۶۳۔ ابو الحسین احمد بن نمیر بن احمد مفلح طرابلسی ملقب بہ مہذب الدین

عین الزمان

مشہور شاعر اور صاحب دیوان تھا۔ اوس کا باپ بھی شعر پڑھا کرتا اور طرابلس (شام) کے بازاروں میں گیت گاتا پڑھتا تھا۔ ابو الحسین مذکور جب بڑا ہوا۔ تو قرآن مجید حفظ کیا اور سنت و ادب پڑھ کر شعر کہنے اور دشت میں اکر رہنے لگا۔ مہذب کا رافضی تھا۔ جو بہت کہتا اور زبان کا بڑا خبیث تھا جب اس نے کثرت سے جو کرنا شروع کر دی تو بوری بن اماک فسطائین الی و شقی کو غصا آیا۔ اوسے قید کر دیا۔ مدت تک قید میں رہا۔ بوری نے چاہا کہ اوس کی زبان کاٹ ڈالے۔ مگر لوگوں کے کہنے سننے سے قید سے جھوٹ کر ملک بدر کر دیا۔ اس سے اور ابو عبد اللہ محمد بن نصر بن صغیر معروف ابن القیس رانی سے مکاتبت اور جواب و سوال ہوا کرتے اور ایک دوسرے کی جو لکھا کرتے تھے۔ دو نوطب میں رہتے اور اپنے نمبر میں ایک دوسرے پر شخی مارتا تھا۔ جیسے کہ ہم پیشہ لوگوں کی عادت ہو ا کرتی ہے۔ ایک قصیدہ میں اوس کے یہ شعر ہیں۔

وَ اِذَا لَمْ يَرِ رَأَى الْخَمُولِ نَزِيدُ فِي مَنْزِلٍ نَاخِرٍ مِمَّنْ اَنْ يَشْرَحَ سَلَا
جب کوئی بزرگ دیکھے کسی مقام پر وہ گنتائی میں پڑا ہوا ہے تو خرم و غل کا متقاضی بھی ہے کہ وہ ان سے کوچ کرے
كَالْبَدْرِ لَمَّا اَنْ تَضَاوَلَ جَدْنِي حَلَبُ الْكَمَالِ فَمَا زُوْهُ تَغْتَضِلَا
جیسے بدر ہے جب کہ وہ گہٹ جاتا ہے تو کمال حاصل کرے لے کو شش کرتا جو انش کا کہ کو اسے حاصل کر لیتا

سَفَهَا لِحَلِيكَ اِنْ رَضِيتَ بِمَشْرِبِ رَفِيقٍ وَ رَزَقٍ اَلَمْ تَقْدَلَا الْمَسَلَا
تف ہے تیری غل پر اگر تو کسی گندے چشمت سے پانی پیئے پر راضی ہو۔ اور سوت کہ اس کا گدو گدو ہو رزق سے وہ بھی نکل بہر پڑا ہو
سَاهَمْتَ عَيْشَكَ مَرَّ عَيْشُكَ قَاعِدَا اَفَلَا فَلَنْتَ هَمًّا نَاصِيَةً اَلْفَلَا
تو نے اپنے دشمنوں کی چال چلی بیٹھے بیٹھے اپنے دن کاٹے۔ بہلا یہ کیوں کر کیا۔ کہ وہ نہیں دیکھا اپنے صہراؤں کے اندر نہ بنگا گیا ہو

فَارِشُ تَرَوْقٍ كَالشَّيْفِ سَلَّ قَبَانِي مَتَّعِيَةً مَا اَخْفَى الْقِرَابَ وَ اَحْمَلَا
چوڑا دم کو۔ نیا کی نصیحت تجھے بھائی کی جیسے تلوار میان سے نکلتی ہے تو اوسکی دو نو ظنون پر وہ جو ہر خیمیں میان نے

چہا رکھا تھا ہر سو جاتے ہیں۔

کَا تَحْسِبُنْ ذٰلَکَ نَفِیْکَ سَیْنَتَہٗ ۝ کَا الْمَوْتُ اِلَّا اَنْ تَعِیْشَ مَدَلًا

یہ مدت سمجھ کر تیری جان بانی تیری جو موت آتی ہے۔ بلکہ موت ہی ہے کہ ذلیل ہو کر تو اپنی زندگی بسر کرے

لِلْفَقْرِ لَا لِلْفَقْرِ بِشَیْءٍ اِنَّمَا مُنْفَاکَ مَا اَغْنَاکَ اَنْ تَمُوْتَ سَلَامًا

اپنی زندگی فقر اور بیابان میں لگا۔ نہ فقیر میں تیرے لئے چاہئے ہے کہ جب تک خدا تجھے زندہ رکھے تو اس کی

غایتوں کا مستحق بننے کی کوشش کرتا رہے

لَا تَرْضَ مِنْ دُنِیَاکَ مَا اُوْدَاکَ مِنْ دَنْسٍ وَّ کُنْ طَیْفًا جَاثِمًا ثَمَّ اِنْجَسٰی

دنیا کی اون غایتوں سے راضی نہ ہو جسے بے دینی کے قریب کرتے ہیں بلکہ (عزت سے رہا اور) غل بیابانی کی طرح ہو کر چھلکا اور

وَصِلَ الْاَبْحَیْزُ بِہِمْ قَوْمٌ کَلَمًا اَمَطَرُہُمْ شَہِدٌ اَجْوَدُ اَمَّا کَظَمًا

وہ ہر کی گئی ہے میں اون لوگوں کو جو ہر گز بہانہ باوجود کہ تو ان پر شہد کا منہ بند نہ کر دے کہ وہ غفلت زدہ ہو کر دیتے ہیں

مِنْ غَاوٍ رَجَعْتُ مَقَارِیْءُ وُدِّہٖ فَاِذَا مُحْضَتْ لَہٗ الْوَفَاوُتَا وَ لَا

اور اسے بھی چھوڑ بہانہ جو میرے وفائی کرے اور جس کی دوستی کی جرین بری ہو گئی ہیں۔ کہ جب تو اس سے

دوستی کا حق و فاداری اور رسد ملی ہو کر گھر تو وہ اوس میں مل (یعنی اپنا بھائی بنی) کر

لَسَّ عَلَیْہِ بِالْاِثْمَانِ وَ اَخْلَسَ ذَنْبُ الْفَضِیْلَہِ عَنْہُمْ اَنْ تَکْمَلَا

سدا اللہ میں زمانہ کو اور زمانہ کے لوگوں کو خوب جانتا ہوں۔ اون کے نزدیک فاضل و کامل ہونا ہی بزرگانہ ہے

طَبَعُوْا عَلٰی لَوْنِ الطَّبَیْعِ فَنَحِیْرُہُمْ اِنْ تَمَلَّتْ قَالْ وَاِنْ سَكَّتْ تَقْوَلَا

اون کی طبیعت کی تعمیر میں ہی لگین لگی رہی ہوئی ہے۔ اون میں جو بہت اچھا ہے وہ (ایسا ہے کہ اگر میں کہہ کہوں تو چھلکا

اور اگر خاموش رہوں تو (میری طرف سے) بنا کر مشہور کر دیتا ہے۔

اِنَا مَرْنُ اِذَا مَا الدَّہْرُ یُہْمُ وَ مَخْفَضَہٗ سَا مَنَہٗ ہَمَّہٗ مَرَّ السَّمَاکَ اَلَا عَزَّ لَا

میں وہ شخص ہوں کہ جب زمانہ مجھے نچا دیکھنا پاتا ہے تو میری (ضدی) بہت سگال عزت تارہ تک ہو بلکہ کر دیتی

وَاِذَا عَظَابُ الْخَطْبِ وَ تَہْوُوْا مَجْمَعُہَا رَاِعَ اَکْثَلِ الْیُسْرِ مِنْ عَدَمِ الْکَلَامَا

وہ کہنے والا ہوں سخت باتوں کو گو وہ گول مول ہی کیوں نہ کہی گئی ہوں۔ اور چڑانے والا ہوں بہت ہی ہلکے ہوئے

اور ٹوٹن کا جس وقت چارہ نہیں رہتا۔

نَزَعُمُ الْكُنْبُجَ الصَّبَّاحَ وَرَاوَهُ عَزَمَ كَحَدِّ السَّيْفِ صَادَفَ مُشَقَّلًا
گمان کی بات بھی میری ایسی روشنی ہوتی ہے کہ جیسے اوس کے سامنے صبح کا سورج کا ہو۔ اور عزم ہیروہ غیب کا ہے
جیسے تلوار کی دھار کہ لگوانے ہی قتل کر دیتی ہے۔

اوس کی عمدہ نظم میں سے وہ قصیدہ بھی ہے جس کی ابتداء یہ ہے۔

مَنْ رَكِبَ الْبَيْدَ فِي صَنْدِرِ الرَّيْحَانِي وَنَوَّهَ السُّحُورَ فِي مَدَائِمِنِي
کس نے جو وہیں رات کے پانچ گھنٹے پہلے تیرہ کی نوک سے ملا دیا ہے اور اوس بانی (تلوار) کی دھار میں گھسنے کا ہو
وَأَنْشُرَ الْيُسْرَ الْأَعْلَى إِلَى فَلَكَ مَدَارُهُ فِي الْقُبَا وَالْخُسْرَانِي

اور نیز اعظم کو کس نے ایسے فلک میں لاکر اتار دیا ہے جس کا مدار ایک قبائے خسروانی کے اندر ہے۔
ظُرُفَ زَنَا أَمْ قُرَابَ سُلْ صَارِدِ أَوْ غَيْدَ نَاسِ أَمْ أَعْطَاكَ خَطِيئِي

وہ انکے ہیں جس کے دیکھنے سے دل سیر نہیں ہوتا یا کوئی بیان ہے کہ تیرہ تلوار نکل ہوئی ہے۔ وہ پہلا ہیروہ ہے یا کوئی چکر پیر ہے

أَوْ لَتْنِي بَعْدَ عَتَرِ الْهَوَى أَبَدًا يَنْشَعِبُ الْلَيْثُ لِلْفَيْهِ الْكِنَانِ سَتِي

میں تو بڑا عزت والا مفرد رہا۔ مگر اوس نے مجھے دیا ایسا عشق ایسی چیز ہے جو شہ کر بھی ہرن کا جو جھاڑیوں میں

چھپتی پھرتی ہے ہمیشہ غلام بنا دیتا ہے۔

یہ بھی اوس کے ہیں۔

أَمَا وَدَّ رَبُّ مِسْكَ مِنْ ذَوَائِبِهِ عَلَى أَعَالِي الْقَضِيبِ الْخَيْرَ زَانِي

کیا وہ رفیقِ شک نہیں ہے جو اوس کی لاکھون سے چکدیا چھری کی چوٹی پر یعنی اوس کے سر و قد بزرگ بدن پر چکدیا

وَمَا يُجْنِ عَقِيْقِي الشَّقَاهُ مِنْ السَّرَقِ الرَّحِيْقِي وَالشُّغْرِ الْجَانِي

کیا ہی محبت کا شذر وعر ہے اور تو یوں کی طرح کے دانت اوس کے دو ذنبوں میں جو عشق کی طرح سرخ ہیں چپے ہوئے ہیں

كُوَيْقِلَ لَيْبِدُ رَسْنِ فِي الْأَرْضِ مَحْمُودُهُ إِذَا تَجَلَّى قَالِ ابْنُ الْفُكْلَانِي

جو وہیں رات کے پانچ گھنٹے پہلے تیرہ کی نوک سے ملا دیا ہے اور اوس بانی (تلوار) کی دھار میں گھسنے کا ہو

(یعنی یہ محبوب ہے)

أَنْبَلَى عَلَى بَشْتِي مِنْ مَحَارِسِنِي تَأْتَتْ بَيْنَ مَسْمُوعٍ وَمَرْئِي

اوس نے مجھے اپنی بہت خوبیوں سے دیا ہے جو اون دو قسم کا محمود ہیں جو کانوں کے منی جانیں اور انکے من سے یہ جانانی ہیں

اباؤ فارس فی لیلین الشّام مع الظّموف العربیّ والنّطق الحجازی
فارس والون کی لکھی گردن کشی - شام والون کی سی نرمی - عربیوں کی سی دانائی - حجازیوں کی سی بول چال -
وَمَا الْمَدَامَتُهُ بِالْأَلْبَابِ أَفْكَ مِنْ قَسَا حَتِّ الْبَدَنِ فِي الْفَاظِ تَزْكِي
شرب بھی عقل کو تازہ غارت نہیں کرتی جتنے ردی نصاحت ترکی الفاظ ہیں

یعنی اوس کی مین -

أَكْمَرَتْ مُثَلَّثَةً وَشَفَكَ دُمِي وَعَلَى وَجْهِتِهِ فَاغْتَرَفَتْ
اوسکی نگاہ نے زیرِ غون بہانے سے اٹکا کیا - ذکرِ مین نے نہیں پہنچا مگر جب سرخ خسارہ اوپر اٹھایا تو مجبوراً اعتراض کرنا پڑا -
لَا تَحْضُرُ لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ فِي خَدِّهِ قَطْرَةٌ مِنْ دَمِ جَفْنِي لَطَفَتْ
یہ خیال نہ کرو کہ اوس کے خسارہ پر جو غل ہے وہ میری آنکھوں کے غون کا ایک قطرہ جم گیا ہے -
ذَاكَ مِنْ نَارِ قَوْلِ ادْعِي بَعْدَ وَثْقَا فِيهِ سَاخَتْ وَالطَّفَتْ شَمِ طَفَتْ
بلکہ میری جلتی ہوئی دل کی آگ کی ایک جگہاری تھی جو اوس کے خسارہ کی آب میں جا کر ڈوبی اور جب گئی پھر اوپر اٹھی ہے
یعنی اوس کی ایک قصیدہ کے شعر ہیں -

لَا تَقْبَلُ لَطْفِي فَمَا تَخْفَى عِلْمًا مَا تَلْمِزُ
راہِجی بخوشی کا حال چہا کر مجھے مغالطہ مین نہ ڈال - کہیں ہو کہ باز کی نشانیاں ہی چہا کرتی ہیں
أَيْنَ ذَاكَ أَلْبَشْرِيَا مَوْلَا عِي مِنْ نَهْدِ الْقَطُوبِ
ہلا مولا سیکرہ نہتہا ہر کہان اور یہ چین چین اور ترش روی کہان

مین نے شیخ حافظ محدث ترکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی سندری مصری رحمہ اللہ تعالیٰ
کی خود ہاتھ کی ایک تفسیر دی کہی ہے اوس مین وہ کہتا ہے - کہ مجھ سے ابوالمجد قاضی السّونیدا کہتا
تھا کہ شام مین ابن منیر اور ابن القیسراتی دو شاعر تھے - ابن منیر ابن القیسراتی پر طعنہ مارا کرتا اور کہا
کرتا تھا کہ جس کسی کے ساتھ وہ رہتا ہے اوس کے لئے بڑا منحوس ہوتا ہے - اتفاقاً ایک
مرتبہ ایک مغنی نے انا بیک عماد الدین ترکی صاحب الشّام کے روبرو جب کہ وہ قلعہ جعبر کو محاصرہ کئے
پڑا تھا یہ شعر گا کر سنائے -

وَيْلِي مِنَ الْمُتَعْرِضِ الْغَضْبَانِ أَوْ نَقَلَ السَّوَادِي إِلَى حَدِيثِهِ مَكْرُورٌ

مجھے اوس شریفہ غضب ناک پریش سے کیسا سنجھتا ہے جب کہ کوئی بھروسہ نہ کرے کہ کوئی بات ایسی کہہ دیتا ہو جو بالکل غلط ہوگی
 سَلَمْتُ فَاَزُوْرِيْزُوْمِيْ قُوْسٍ جَابِيَةٍ كَاثِنِيْ كَاثِسٍ خَمْرٍ وَهُوَ مَحْمُوْرٌ
 میں نے تو سلام کیا۔ اور وہ ابروؤں کی قوس میں شکن ڈال منہ پر ہیر کر ملدیا۔ گویا میں تو پیالہ شراب ہوں اور وہ بھی
 نشہ میں ڈوبا ہوا ہے (پینے کی حاجت نہیں ہے)

زنگی نے اسے بہت پسند کیا اور پوچھا کس کے شعر میں کسی نے کہا ابن میر کے۔ اوس وقت
 ابن میر حطب میں تھا۔ زنگی نے والی حطب کو لکھا کہ ابن میر کو فوراً ہمارے پاس پہنچا دو۔ اوس نے فوراً
 پہنچا دیا۔ لیکن ابن میر جس شب کو جعبہ میں پہنچا اوسی روز تاہک زنگی مارا گیا۔ اوس کا مفصل حال زنگی
 کے حال میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئیگا۔ فاضل السویدا کہتا ہے کہ اس کے بعد اسد الدین شیر کوہ صفا
 رحمہ اللہ نے نور الدین محمود بن زنگی اور شکر شام کو لیا۔ اور حطب کو لوٹ آیا۔ اور زین الدین علی پڑا
 مظفر الدین صاحب اربل نے مالک مشرقی کے لشکر کو لیا۔ اور سیف الدین غازی بن
 زنگی کے پاس موصول ہو گیا۔ اور اوسے موصول کا حکم کر دیا۔ جب ابن میر لشکر کے ساتھ حطب میں آیا
 تو ابن القیسرانی نے اوس سے کہا۔ کہ تو مجھے پر اس قدر طعنہ مارا کرتا تھا اون سب کے جواب میں بھی
 ایک واقعہ کافی ہے۔

ابن القیسرانی نے ابن میر کی نسبت جس نے اوس کی جو لکھی تھی یہ شعر کہے ہیں۔

ابنُ شَمِیْرٍ یَّهْوُوْنَ رَنْبِیْ جَبْرًا فَاَدَا نُوْرَیْ صَوَابِیْرَ
 اے ابن میر تو نے میری جو لکھی تو نے ایک ایسے عالم کی جو لکھی۔ کہ جس نے اپنی راہ میں سے مخلوق کو فائدہ پہنچایا
 وَلَمْ یَقْضِیْ بِنْدَاکَ حَظَّیْ قَانِ لَیْ اُنْسُوْةَ الصَّحَابِیْرِ
 اے دل تو کیوں اس سے تنگ ہوتا ہے۔ میرے سامنے صحابہ رسول اللہ کا نام نہ جو دے۔ ذکر نہیں
 لوگ برا کہتے اور وہ خاموش رہتے تھے

ابن میر کے اشعار نہایت لطیف اور فائق ہوا کرتے تھے۔ طرابلس میں وہ سترہ (ستتر) سال
 رہا ہوا۔ اور جمادی الاخرہ ۵۷۷ھ (ستبر ۵۷۷ھ) میں بمقام حطب وفات پائی۔ جیل حبش میں
 ایک شہد کے قریب جو وہاں ہے یہ فون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ میں نے ایک مرتبہ اوس کی
 قبر کی زیارت کی ہے۔ اوس پر یہ تین لکھی ہوئی ہیں۔

مَنْ زَارَ قَبْرِي فَلَيْكُنْ مُؤْتَمِنًا اِنَّ الَّذِي اَتَقَاهُ يَلْقَاهُ
 جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اوس کو یقین کر لینا چاہئے کہ جو میرا حال ہوا ہے وہی اوس کو بھی ہونا ہے
 فَيَرْحَمُ اللّٰهُ اَمْرًا زَارَنِي وَقَالَ لِيْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ
 اوس شخص پر اللہ رحمت کرے کہ میری زیارت کرے اور مجھے کہے اللہ تجھ پر رحمت کرے
 حافظ ابن عساکر نے ہی تاریخ دمشق میں اوس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ خطیب سدید ابو محمد عبدالقادر
 بن عبدالعزیز خطیب ماہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ابو الحسن ابن منیر شاعر کو اوس
 کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ میں ایک بلند پہاڑی پر باغ میں کھڑا ہوا ہوں۔ میں نے
 اوس سے پوچھا کہ کیا حال ہے میرے پاس اوپر چڑھ آؤ۔ کہا میں اپنے تعفن کے سبب سے
 نہیں چڑھ سکتا۔ میں نے کہا کیا تو شراب پیتا ہے۔ کہا اسے خطیب شراب بھی بدتر ہے
 میں نے کہا کیا۔ کہا تجھے معلوم ہے کہ میں جو لوگوں مثالب و برائیوں میں تصاید کہا کرتا تھا اوس
 سے میرا کیا حال ہوا ہے۔ میں نے پوچھا اوس سے تیرا کیا حال ہوا۔ کہا میری زبان مرنے سے
 نکل کر اتنی لٹبی ہو گئی ہے کہ جہاں تک نظر جاتی ہے اور دیکھ سون کر سخت ٹرگئی ہے۔ اور جو قصیدہ
 میں نے اس قسم کے کہے تھے وہ سب کہنے ہو کر زبان میں لپٹ گئے ہیں۔ میں نے آؤ
 دیکھا کہ وہ بر نہ پاتا تھا اور نہایت ہی پہنچے پورائے لپٹے پہنچے تھا۔ اور یہ بھی بچے آؤ آگے
 کوئی شخص اوپر چڑھ رہا ہے۔

لَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ خُلَلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَشْهَدٍ سَلُّ

جب میں خواب سے اوجھا تو دل پر نہایت خوف چھا گیا۔
 پہر میں نے دیوان ابی الحکم عجید الدین جس کا ذکر آئندہ آئیگا لکھا ہوا دیکھا کہ ابن منیر
 (رحمۃ اللہ علیہ) میں دمشق میں مرا ہے۔ اور اوس نے اوس کے مرثیہ میں ایسی بیتیں
 لکھی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے وہ دمشق میں مرا ہے اور میں سے یہ بیت بھی ہیں جو اوس
 نے اپنی عادت کے موافق نہرل کے طور پر لکھی ہیں۔
 اَلْوَابِرُ فَوْقَ اَعْوَادِ سِرِّبَرٍ وَغُلَّوْهُ رِيشُ نَهْرٍ قَلُوطِ

وہ اوسے کی دیون پر لائے جو اوسے لئے جلتی تھیں اور قلو ظند می کے کنارہ غسل دیا۔
 وَاسْتَعْمُوا الْمَاءَ فِي قَدْرِ مَرْصَعَتِهِ وَاسْتَعْمُوا اسْتَحْذَرُ عَيْنَهُ اَنْ يَكْلُو ط
 اور ایک مرصع دیو بھی میں پانی گرم کیا۔ جس کے نیچے شاہ بلوط کی لکڑیاں جلائی تھیں
 اس صورت میں ان دونوں روایتوں کو جمع کرنا ضرور ہے کیا تعجب ہے وہ دُشمن میں مرا ہو۔ پہلو
 حلب میں لاکر دفن کیا ہو۔ والہ اعلم
 منیر یضیم محم و کسوفون و یائے عثمانی و رابے ہمد۔ نفع یضیم و یضیم سکون فا و کسرام و ماس ہمد۔ طائسی
 نفع طائے ہمد و رابے ہمد و الف و باے موحده مضمرہ و لام مضمرہ و سین ہمد نسبت ہے
 طائیس کی طرف جو ساحل شام پر قبلیک کے قریب ایک شہر ہے یہ کہی کہنی اس میں ایک
 تہذہ زاید کرنے اور اوسے اطرابسن بھی پڑھتے ہیں۔ اہل فرنگ نے سات سال کے
 محاصرہ کے بعد اسے مستحقہ (مستلزم) میں سلطانوں سے ہمیں لیا ہے۔ اوس وقت
 ابو علی ثمار بن محمد بن ثمار و سکا والی تھا۔ اوسکی بیان بہت لنبا ہے۔ جو شش نفع حیم و کم
 و او و نفع شش شلثہ و لون

(۱) ابن سبت و جماعت شیعیان ملی کر افغنی کہا کرتے ہیں۔ عماد الدین کا تبخیرہ دین کہتا ہے کہ ابن میر
 خانی شیعہ تھا۔ اور اوسکا مقابل ابن الفیہ لانی کنا سنی تھا۔
 (۲) نفطی ترجمہ۔ جب دیکھے کہ گنہامی اوسکی گہر کی جہان ہو گئی ہے۔
 (۳) نفطی ترجمہ۔ حماقت سے تیری عقل پر۔
 (۴) گندہ چشہ سے یعنی ایسے بن سے جو مزاج کا کینہ ہو جس کی بخششوں سے جو خوشی حاصل ہوتی
 وہ اس سے گندی ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی زبان سے بجا الفاظ نکالتا ہے۔
 (۵) یہاں کئی شعروں میں تجنیس نفطی سے غولی شاعر نے پیدا کی ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ ایسی نفطی خوبوں سے
 شعروں کا تلفظ پورا پورا ادا نہیں ہو سکتا۔
 (۶) نفطی ترجمہ۔ مل جاد و ہر کی گری سے اون کو لون سے جدا ہو کر۔

(۷) شاعر کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اوٹھوں کے کہا نے کے لئے چارہ کسی جگہ نہیں رہتا۔ تو
 زبان سے کسی دیکھ کر زبان اوسے از چارہ ملتا ہے اون کو لیکر چلا جاتا ہے۔ اور اس میں پردہ نہایت کم کا دھوکا چراتی ہوا

(۸) اُدنیہ عورت تہنہ منو سان کی بی بی تھی۔ یہ سہرا ہے اچھے نیر و نمانے والا گذرا ہے کہ اوس کی بی بی کا نام نیر و اور نیر و کا استفادہ کے معنی میں متعل ہونے لگا ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے اوس کو بصورت چاند کے سے چہرہ کو ایسے قاسم پر لکھ رکھا ہے کہ نیر و کی مانند پیدا ہے۔ اور کسی نے اوس کی نگاہ میں جو یہانی تلوار کی طرح مخلوق کو قتل کرتی ہے جادو بھر دیا ہے۔

(۹) یہاں عاشق اپنے معشوق کے حسن کو دیکھ کر ایسا مبہوت ہوتا ہے کہ اوسے آفتاب سمجھتا ہے۔
(۱۰) ہیرا بہت سخت مگر خوبصورت چمکدار ہوتا ہے۔ شاعر کہتا ہے میرا معشوق جسم اور خوبصورتی میں ہیرا تو ہے مگر ٹھیکہ دار اور ظالم۔ اور ایسے ہی استقامت میں نیر و کی مانند ہے۔ مگر لہ کہا تا او لچکنا ہوا خطی موضع خطا کی طرف منسوب ہے جو عاتق و بحرین میں ایک موضع کا نام تھا۔ جہاں دو درو ملکوں سے جہازوں میں نیر و اگر فروخت ہوا کرتے تھے۔

(۱۱) یہاں ابن سے مراد بت ہے۔ مسلمانوں میں عورتوں کی طرف خطاب کرنا شرم کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اس واسطے شعر اصنفہ تدیکیر میں ہی اپنی حقوق سے خطاب کرنے ہیں۔ اور بڑھتے بڑھتے یہاں تک کہ نو بہتے۔ پہونچ گئی ہے۔ کہ لڑکی کوئی۔ اگر ہی سوچو تب تک نہا شروع ہوتی ہے اوس کی زبان کو جو شاعرانہ مضنون میں انور کیا گیا۔
(۱۲) ابام ہایت کے شعر عرب اباناس کی مغرورانہ چال اُل کی طرف اشارہ کیا کرتے ہیں۔ جس کا اثر امر و انقیص نے بھی اپنے حلقہ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(۱۳) دیکھو نمبر ۱۵ نوٹ ۷۔

(۱۴) سونیا لہذا ہے اور وٹس کے دانہ پر واقع ہے۔

(۱۵) دیکھو تذکرہ عماد الدین زنگی۔

(۱۶) یہاں عربی میں ولد لکھا ہوا ہے۔ گروالد ہونا چاہئے۔

(۱۷) یہ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَ
الْيَوْمَآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (مسلمانوں تمہارے لئے اور خاص کر ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور روزِ آخرت کے
خدا سے ڈرتے اور کثرت سے یادِ الہی کیا کرتے تھے پیر کی کہ رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔

(۱۸) صاحبِ راصد الاطلاع کے رو سے جو شمس علیہ کے قریب ایک پہاڑی ہے۔

(۱۹) دیکھو نمبر ۱۶ نوٹ ۷۔

(۲۰) اون کا آگ کا ہی اور مہا ہونگا کا ہی چھوٹا سورہ ۳۹ آیت ۱۶۔

(۲۱) دیکھو تذکرہ ۳۳۰۔

(۲۲) قلو طندی غالباً دمشق کے قریب ہوگی۔ کیونکہ وہاں لاکڑاوس کو غسل دیا گیا تھا۔ اور اوس سے ابن کثیر
اور کافر از دمشق بن تسلیم کرتا ہے۔ مگر اس ندی کا کہیں مغربیہ میں پتہ نہیں ملتا۔ نہ تو عربی مغربیہ دان اس کا کہنا
کھتے ہیں اور نہ کوئی اور سیاح اس کا کچھ ذکر کرتے ہیں۔

۶۴۔ قاضی رشید ابو الحسین احمد بن قاضی رشید ابی الحسن علی
بن قاضی رشید ابی اسحاق ابراہیم بن محمد بن حسین بن الزبیر
غسانی الشوافی

جراہی فضل مہوشیار اور رؤسا کے خاندان سے تھا۔ کتاب چنان ائمان و ریاض الاذکار
اوس کی تصنیف سے ہے۔ جس میں اوس نے کتنے ہی مشاہیر فضلا کا ذکر کیا ہے۔ ایک
اور کچھ دیوان بھی ہے۔ اس کے بہائی قاضی مہذب ابو محمد اس کے ہی ایک دیوان ہے۔
دونو بہائی نظم و نثر دونو اپنی کہتے تھے۔ قاضی مہذب کے ایک نادر و باریع قصیدہ میں یہ پیر
شعریں۔

و ترمی الخیرۃ و النجوم کا شاعر
تشتی الریاض و نجد ول تلان
کھٹکشاں اور بتاروان کو کہو تو عین ابراہیم ہوتا ہے کہ کھٹکشاں ایک بابا بھی سی نہر ہے جو مرغزار میں پانی پہنچاتا
لو لم تلکونی فہنر الما عامت بجا
ابد الخجوم الخوت و الشطران
اگر وہ غمزدہ ہوتی تو برج موت (جہنم) اور سلطان (کیلوٹ) کے تار و اوس میں نہیر تے
یہی اوس کے قصیدہ کا ایک شعر ہے۔

و نانی الی ما یسوی القینل غلت
و لو آتہ استغفر اللہ زمر
دریا نے نہر کے پانی کے سوا کچھ اور کہیں کے پانی پیش کی پاس نہیں۔ استغفر اللہ گودہ زمر کا ہی بانی کیون نہ ہو۔
اوس کے مضامین بہت سچے ہوتے تھے۔ پہلا شعر اوس نے ۲۵۰ھ میں کہا تھا۔ عمار کا بیٹے
کتاب الثیل و الذیل میں اوس کا ذکر کیا ہے۔ یہ مہذب۔ اپنے بہائی رشید سے شعر کہنے میں اجازت

مگر باقی علوم میں شیدا و س سے ذی علم تہا نہ ب بقام قاہرہ جب لاہور (مئی ۱۷۷۷ء) میں مرا
 بہرہ و انکسار اعلیٰ رہا قاضی رشید سواد سے کا ذکر حافظ ابو طاہر سیلفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
 ایک تعلقہ میں کیا۔ اور کہا ہے کہ سکندریہ میں دو اویں سلطانہ (دس شہ تہا کے سرکاری) کا
 اپنی مرضی کے خلاف ۹۵ھ سے ۶۳۷ھ میں ناظر مقرر کیا گیا تھا۔ اسی جگہ محرم ۱۳۳۷ھ کو اکتوبر
 ۶۷۷ھ میں ازراہ عداوت ظالمون نے اسے قتل کر دیا۔ ۹۵ھ و ۱۳۳۷ھ کے عماد الدین
 کا تب نے بھی اس کا کتاب الشیل والذیل میں جو اس کے خریدہ کا تتمہ ہے ذکر کیا۔
 اور کہا ہے کہ یہ علوم کا دریا ہے زفا راو بھر ملک تھا۔ اس کا اور اس کے بہا ہی تہذیب کا
 میں نے اپنے خریدہ میں ذکر کیا ہے۔ شا ورنے اسے اس وجہ سے کہ اس کا میلان اللہ شین
 شیر کوہ کی طغیانہ ظلم سے ۶۳۷ھ میں قتل کر دیا۔ وہ سیاہ فام اور شہر کا طرا مغز شخص تھا۔
 علم ہندسہ و ریاضی اور علوم شرعیہ و شعر و ادب میں یکتا ہے روزگار تھا۔ امیر عہد الدین
 ابوالفتح اس شہر ہف بن اسامہ بن شہد نے جو اس کے شعر مجھے سنائے اور کہا کہ اس
 نے خاص اس کی زبان سے سنئے ہیں اون میں یہ شعر بھی تھے۔

جَلَّتْ لَدُنِّي الزُّرِّيَا بِلْ جَلَّتْ نَحْمِي وَهَلْ لَيْفَتْ جَلَاؤُ الصَّارِمِ الذَّكْرِ
 اگرچہ مصائب بھی مجھ پر بڑی پڑی ہیں۔ مگر سیری ہمت بھی تو بڑی ہی ہے۔ بہلا فولا کی تیر لو کہ قصیل کے
 صدر سے بھی کچھ نقصان پہنچا کرتا ہے۔ مصائب کی رگڑ بھجھ کیا نقصان پہنچا سکتی
 غَيْرِي غَيْرِي عَنْ حَسَنِ فَصِيحَتِهِ صُرِفَ الزَّمَانُ وَ مَا يَاتِي مِنَ الْغَيْرِ
 زمانہ کی گردش کسی اور کو حسن اخلاق سے بدلے تو بدلے۔ میرے اوپر غزبات زیادہ کا کچھ اثر نہیں ہوتا
 لَوْ كَانَتْ النَّارُ لِيَا قُوْتٍ مَحْرَقَةٍ لَكَانَ لِيَشْتَبِرُ الْيَا قُوْتُ بِالْمُحْجَرِ
 اگر یا قوت کو بھی آگ جلا دیا کرتی تو پہر یا قوت اور پتھر دونو ایک ہی سے ہوتے (کچھ فرق نہ رہتا)
 لَمَّا تَغَرُّرْنَ بِأَطْسَارِي وَ قِيَمْتَنَا قَاتِنَا بِحَى أَصْدَافٍ عَلَى دُرِّ
 میری پورانی چادروں اور اون کی قیمتی پر زجانا۔ وہ صدق ہیں جن کے اندر دیتی بہر ہوئے ہیں
 وَلَا تَطْرُقُ خِصَاؤُ النِّجْمِ مِنْ مِغْفٍ فَالْذُّقْنِي ذَاكَ مَحْمُولٌ عَلَى الْبَصْرِ
 یہ نہ سبھنا کہ تارہ جو چپ جانے میں وہ چھوٹے ہونے سے چپ لگے ہیں۔ بلکہ اس بات میں بینائی کا قصور ہے

اس بیت کا مضمون ابو العلاء المعری کے قول سے اخذ ہے۔ جو اس نے اپنے لئے مشہور
تصدیق میں لکھا ہے۔

وَالَّذِي بَلَّغَ لَنَا لَنَا فِي الصَّغَرِ وَالْبُحْرَانِ رَوَيْتَهُ
وَالْبُحْرَانِ لَيْسَتْ غَيْرُ الْأَبْصَارِ رَوَيْتَهُ

اور تاروں کو جو آنکھیں چوڑا دیکھتی ہیں۔ اس چوڑا دیکھنے میں آنکھ کا قصہ ہے نہ تاروں کا۔

عما کو تب خریدہ میں اس کا یہ قول بھی نقل کیا ہے جو اس نے کمال بن شاور کی نسبت کہا ہے
اِذَا مَا نَسَبْتَ بِالْبُرْءِ دَارِ الْوَدَّعِ وَلَا تَحِلَّ غَنَمًا فُلَيْسَ بِنَدَى حَزْمٍ

اگر کسی مقام سے کسی عزیز کو نسبت ہو اور وہ مقام (بجائے غنم یا دیگر اغراض کے) اس کو لئے موافق نہ ہو مگر اس پر ہی دل

سے وہ کج ذکر نہ کرے تو وہ ہوشیار نہیں

وَجَهَنَّمَ بِهَا مَبْنًى وَطَمَّ بَدْرًا قَدْ
سَيَّرَ عُمُومُ مَشَاهِدِهَا الْحَامُ عَلَى غَرِيمٍ

نوش کرو اسے اس تمام کا عشق ہو کیونکہ کیا اسے نہیں معلوم کہ اس کی مرضی کے خلاف اس کے موت وہاں سے
ایک دن نکال ہی دگی۔

عما کو کہتا ہے کہ محمد بن عیسیٰ یمنی نے بغداد میں مجھے یہ شعر سنا ہے میں سنا ہے۔ اور
کہا تھا کہ قاضی رشید نے یمن میں مجھے یہ شعر سنا ہے۔ تمہارے اس نے ایک شخص کی نسبت کہے تھے

لَكِنَّنِي نَسَبْتُ لِي رِيًّا كَمَنْ بَدَا
تَحَفُّتُ بَأَنِّي قَدْ ظَهَرَتْ بَرَصَتُ

اگر وہ ان اسیدوں میں مجھے مجھ سے نہیں اور میں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ مجھے ایک نصف شخص مل نہ لگتا جو کامیابی ہو

فَأَمَّا قَدْ قَلَّدَ شَيْئًا مِمَّنْ رَشَتْ
تَلَاكَتُ بِهَا شُكْرِي لَدَى كُلِّ مُوْتِفٍ

مگر اس میں تو نہ دیکھ رہے تھے میں تجھ پر احسان ڈال دیا ہے کہ جان کہیں میں رہوں گا تیرا شکریہ تجھ پر لازم ہے۔

لَا تَكُ قَدْ عَدَدْتَ لِي كُلَّ صَاحِبٍ
وَأَعْلَمْتُ أَنَّ لِكُنْ فِي الْأَرْضِ مَنْ لَفِي

کیونکہ تو نے مجھے ہر ساتھی سے امتیاز کرنا بتا دیا اور سب کہا دیا کہ دنیا میں کوئی وفادار نہیں ہوتا۔

رَشِيدٍ بِأَنَّهُ فَامَ تَبَا۔ ابوالفتح محمود بن قادوس کا تب شلمہ راوس کی جبین کہتا ہے۔

يَا سَبِيحَةَ الْعُلَمَاءِ بِأَنَّهَا حَكِيمَةٌ
وَنَسَا سَعْرًا فِي السَّمِّ لَارِاسُخَا

اے تو سیاح و قاضی (میں) تو ان کے مشاہیر ہے۔ مگر اس کی سبکست نہیں۔ تو نے تم کو کہہ دیا اس میں ترغی کچھ نہ کی

سَخَنَتْ أَشْعَارُ الْأَوْرَاقِ كُلُّهَا
فَصُرَتْ تَدْعِي الْأَشْوَدَ السَّاحِلَا

لوگوں کے تمام شعرتو نیچو را گئے ہیں۔ اسی سے بچے اُسو کو سالخ کھکیر کار سنہین
سر سے نزدیک یہ صبر ہی اویسی کی نسبت کسی نے لکھ ہے۔

ان تُمَاتِ مِنْ نَارٍ خَلَقْتُ وَفَقَّتُ كُلَّ النَّاسِ فِيهَا

اگر تو کہے کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں اور اس لئے سب لوگوں سے بڑے کو صاحبِ فہم ہوں
 قلنا صدقت فما الدعی آئندنا کہ حتیٰ حضرت ختم
 ہم کہیں گے کہ تو سچا ہے مگر یہ تو نیک ہے جبکہ کس چیز نے تجار کر (آگ سے) ختم (کوئلہ) بنا دیا ہے
 رشیدیین کو سفیر ہو گیا تھا۔ اور وہ ان کے لوگ کی جن میں قصیدہ لکھے تھے۔ علی بن حاتم اللہدانی
 کی کج تعریف کی تھی۔ اوس میں شیخ بھی تھے۔

لی جن میں تھیں لی جن۔ اوس میں یہ کتب بھی تھیں۔
 لیمن آجہ بشت ارض الضعیفہ و الخملوا
 فاست انما ان القوم فی ارض قحطان
 اگر مصر کے بالائی ملک کی زمین خشک ہے اور وہاں کے لوگ طبیعتاً بدمطامیر تھے بن کر یہ قحطان کے ملک میں
 فحکا کا کہ اندیشہ نہیں

وَمِنْكُمْ كَفَرٌ لِّي مَارِيسٌ بَنَّا رِبِّي فَلَسْتُ عَلَى اُسْوَانٍ يَوْمًا اَبَا سُوَانٍ

و ان پہلے فتحی رخائے نیشد
بھی انیسویں نہیں
اگرچہ خدمت کے گروہ نے یہی سبق کو ذرا پیش کر دیا۔ نادان بن گئے مگر یہ جان کر ذرا توبہ و شمس نہ کر سکتے تھے تو
میں نے جو فاطمہ عین کا داعی رہتا تھا وہ سنسنی لگ گیا اور یہ بیات والی سنسیر کو لکھ کر بھیج دین۔ یہی اس کے
غضب کا باعث ہوا یہ لو اس نے رشید کو پکڑ لیا اور باندھ کر انکا داعی اس کے پاس بھیج دیا۔ اس کا مال و
اسباب جتنا تھا سب لیا۔ وہ مدت تک عین میں رہا جب سسر کو لوٹ آیا۔ اس وقت شاور
جساکہ عین اور ذرا گزرا شمس کو قتل کر دیا۔

جلوسہٗ ان الحائس فی رشیدہ کہ شعر لکھ کر بھیجے تھے۔

ثروۃ المکرمات بعدک فسر و محل العلم بعدک فسر
ہمارے اچھے کاموں کی دولت میرے بعد بغیری کے برابر ہوگئی ہے۔ اور نیکو کاموں پر پیچے یا بان نظر آتا ہے

بک تجلی اذا خلعت الدیاجی و تمرّ الا یام خیمت تمسّر

جب تو ہمارے پاس آکر پڑتا ہے تو دغم کی تاریکیاں تیرے سر پر روشن ہوجاتی ہیں۔ اور جہاں پہاڑ اور اونگہ اقبال پہنچتا ہے
اؤ نبت الدہر فی میسرک ونبأ لیس منہ سومی آیا بکستہ نذر

تیرے پہلے جانے میں زمانہ نہ گنا دیکھا ہے۔ کہ جب کبھی غنہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ تو لوٹ کر آئے
غسانی نفع غین معرین جہلہ والف ونون غسان کی طرف منسوب ہے۔ جواز کا ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔ یہ ایک
چشمہ غسان نام کے کنارہ جو عین میں ہو رہا ہوتا ہے۔ اسی سے انہیں غسانی کہتے ہیں۔

الحوالی لضم ہمزہ وکون سین جہلہ وواو والف ونون اسوان کی طرف منسوب ہے جو صعدی مصر میں ایک شہر ہے۔ یہ عالی ہے
ہمزہ بتایا جو کثر صحیح ہے۔ یہ مجسمہ ہے شیخ حافظ زکی الدین ابو محمد عبدالعظیم مندرجی حافظہ مہر نے کہا تھا انفعنا اللہ بہ آمین
(۱) جنان جنان وریاض الادوان (دل سبک) اور دہنوں کے عزاز میں شور مچاؤ کرو۔ اور غالبی کے ترجمہ کے طور پر کہی گئی ہے

(۲) نرزم حرم مبین ایک کنواں ہے جس کے پانی کو سلمان متبرک سمجھتے ہیں۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۲۵۔ نوٹ ۲۔

(۴) آشود البلد و سید البلد کا مطلب ٹھیک سمجھ میں نہیں آتا۔ بلکہ وہ کہ مال کے بیج کے واسطے وہ
یہاں بلدہ (شہر) کا لفظ لایا ہے جس سے خواہ مخواہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جیسے اور صد ہا بک مطلب کو بیج کا
ہینٹ چڑھا دیا جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی کیا ہوگا۔ لیکن سید البلدہ سے یہ بھی قیاس ہوتا ہے کہ قاضی رشید
اپنے شہر شوان کا والی یا حاکم ہو۔ والہ اعلم۔

(۵) امیر عند الدین غالباً اوس اسامہ کا بیٹا ہے جس کا تذکرہ اس کتاب میں آئندہ آئیگا۔ دیکھو تذکرہ ۱۱
عماد الدین کا تب صاحب خریدہ کہتا ہے۔ کہ میں اسے (عند الدین) میں مقام و شوق اوس سے ملا تھا۔
اوسے عند الدین کہتے تھے۔ یہ عند الدین جیسا کہ ابن نکان نے لکھا ہے۔

(۶) عماد الدین کا تب خریدہ میں کہتا ہے۔ کہ محمد بن عیسیٰ یعنی یامانی شاہ عرندہ میں پیدا ہوا تھا
اور ایک نصرانی طبیب کے خاندان میں جو یمنی تو بارہا اس کے نام سے مشہور تھا قیام پذیر ہوا تھا۔ محمد بن رشید
جو عین دور ریاضی دان تھا۔ اور کہتا تھا کہ وہ مجھے علمی کمالات اور شوق فہم جانتا ہے۔ عماد الدین اوس زمانہ میں
اقلیدس پڑھتا تھا۔ اوس نے محمد سے موقع پا کر اوس کتاب کے نسخات کو مل کر لیا۔ گریہی کے غرور اور خود
برائی سے بہت جلد کشیدگی ہو گئی۔ محمد بن عیسیٰ پھر پیدا ہو گیا۔ عماد الدین سے اور اوس سے خوب

خوب علمی گفتگو میں ہوئیں۔ اس کے بعد پھر اس سے نہ معلوم کب مینی کہاں چلا گیا کہ یہی پھر دیکھنے میں نہ آیا۔
 (۷) لقمان جو عربی فارسی کی کتابوں میں ایک نہایت دانشمند شہور شخص ہے کہتے ہیں۔ کہ سیاہ فام تھا۔
 (۸) اسود سلاخ (دکلا چور) ایک قسم کا نہیر ملا سانپ ہوتا ہے۔

(۹) یہ معاملہ صاف صاف اوس وقت تک سمجھ میں نہیں آ سکتا جب تک کہ یہ باتیں نہ معلوم ہو جائیں۔
 اولاً سلطان علی بن ہاشم ہاکم صنعا قبیلہ مہدان سے تھا۔ جو کہ ملان برادر حمیر کی نسل سے ہے۔ اس واسطے
 وہ خالص عربی نسل سے تھا۔ ثانیاً خذیف حضرت اسمعیل کی اولاد سے ہیں اس واسطے یہ عربی
 میں داخل نہیں ہیں۔ خذیف کے طابخہ قوم اور مذکر کہ نہیں بیٹھے تھے۔ مذکر کے سے قریش نکلے ہیں۔
 اور اسی واسطے فاطمین مصر جو اپنے آپ کو قریشی اور آل رسول سے بتاتے تھے بھی خذیف ہوئے۔
 یہ شاعر اون کے برخلاف کہتا ہے۔ ثالثاً یہ داعی جس کا یہاں ذکر ہوا ہے حکومت فاطمین کی طرف سے
 یہاں غشی طور پر رہا کرتا تھا۔ دیکھو تذکرہ ۱۰ نوٹ ۹۔ یہ لوگ رشید بن کے اس وقت حاکم رویا گیا تھا تھا
 اوس کے دشمن ہو گئے جو مین مین کسی وجہ سے پیدا ہو گئے تھے۔

(۱۰) قاضی ابو المعالی عبدالغیر بن حسین بن الحجاب اعلیٰ سعدی کا لقب جلیس تھا۔ کیونکہ وہ صد
 مصر کے خاص مجلسوں میں شریک رہا کرتا تھا۔ وہ بڑا دانشمند اور شاعر تھا۔ (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰)
 مرا ہے۔ انھوں نے حسن المعانی صنف سیوطی۔

۶۵۔ ابوالعباس احمد بن ابی القاسم عبدالغنی بن احمد بن عبدالرحمن بن
 خلف بن مسلم النخعی مالکی خطیبی موصوف بالانفس
 بڑے ادا سے تھا۔ اوس کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے جس میں غر نہایت عمدہ ہیں
 میں نے ایک قصیدہ اوس میں سے نقل کیا ہے جو اوس نے امیر شجاع الدین جلدک
 الثقوی (تقی الدین والے) معروف بوالی دیباط کی مدح میں کہا ہے۔ اور اس شعر سے یہ
 قُلْ لِّلْجَنبِ اطَّلَتْ صَدْرُکَ وَجَلَّتْ قَتْلُ فِیْکَ وَکَدَّکَ
 میرے محبوب کے کندہ تیری روگردانی کو ایک مدت طویل گذر چکی ہو۔ اور اس میں تو نے انہوں میں سے کسی کو نہ لڑا کر یا
 ان شئت ان اسکو فرود علی قلبہ فهو غنمک

اگر تو جانتا ہے کہ تیری محبت کو چھوڑ دوں تو میرا دل جو تیرے پاس ہے مجھے بہرہ دے
 اَخْلَقْتُ حَشَى فَنَفَى زَيْبَا رَتِنَا لَطِيفٌ مِّنْكَ وَعَدُكَ
 نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ یہاں تک کہ تصویر خیالی بھی تو نے ہمارے زیارت کے لئے نہ بھیجی
 وَأَنَا عَلَيَّكَ كَمَا عَهْدْتُ وَإِنْ نَقَضْتَ عَلَيَّ عَهْدَكَ
 میں نے تو جو عہد تجھ سے کیا تھا اوسے ہی پر ہوں اگر نہ تو نے اپنا عہد مجھ سے توڑ دیا ہے۔
 أَخْرَقْتُ يَأْتِيكَ الْجَنِينُ حَشَايَ لَمَّا ذُقْتُ بَرْدَكَ
 اے میرے محبوب کے منہ جب میں نے تیری ٹہنڈک کا مزہ چکھا تو تو نے میرا دل جلا دیا۔
 وَشَهِدْتُ أَنَّكَ ظَالِمٌ لَّمَّا ظَلَمْتَ إِلَيْكَ شَهِيدَكَ
 اوجیب میں نے تیرا شہدہ یعنی ایک بوسہ تجھ سے مانگا تو تو نے شہادت دی کہ میں ظالم ہوں
 أَتَطْنُ غَضَمِي الْبَسَانِ لَيْسَ بِجَنِينٍ وَقَدْ عَايَنْتُ قَدْ كُنْتُ
 کیا تجھے گمان ہے کہ مجھے بان کی شاخ کے دیکھنے سے تعجب ہوگا جب کہ میں تیرا درد دیکھ چکا ہوں
 أَمْ تَحْدَغُ التَّفَاحُ الْحَاظِلِي وَقَدْ شَاهَدْتُ عَهْدَكَ
 یا یہ رخسارہ کے دیکھنے کے بعد میری نگاہ سیب کی خوبصورتی کے دھوکہ میں آسکتی ہے
 أَمْ خَلَّتْ آسُ عَذَارِكَ الْمُنْشُوقِ تَحْتِي مِّنْكَ وَرَدَكَ
 کیا تجھے خیال ہے کہ تیرے عذار کا آس (یعنی کمال) بذوق خود دے ہے تیرے گلاب (خسارہ) کو دوسوں کے چمکتا
 لَا وَالَّذِي جَعَلَ الْهَوَىٰ مَوْلَايَ حَتَّىٰ فُتِرْتُ عَبْدَكَ
 ہرگز نہیں۔ قسم ہے اوس شخص کی جس نے عشق کو میرا مولا کر دیا ہے کہ جس سے میں تیرا غلام بن گیا ہوں
 يَا قَلْبَ مَنْ لَّا نَمْتُ مَعَا طِفْظُهُ عَلَيْنَا مَا أَشْهَدُكَ
 اے دل اوس شخص کے جس کی جال ڈھال نرم و نازک ہے ہم پر تو کیا سخت و شدید ہے
 یہ بہت ہی عمدہ قصیدہ ہے۔ مگر ہم اطالت کے خوف سے اسی پر اختصار کرتے ہیں۔ نفیس
 مذکور ملکوں میں پہر کر لوگوں کی وجہ سے رائی گیا کرتا اور انعام و اکرام اٹھا کرتا تھا۔ عدا کا تب نے ہی
 خزیدہ میں اوس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ وہ بڑا فقیہ انکی المذہب تھا۔ علوم اوائل اور ادب میں
 بڑی دستگاہ رکھتا تھا۔ یہ شعر اوس کے ہیں۔

يَسِّرْ بِالْعَيْدِ اَتَوَاعِمَ لَهْمَ سَعَةٍ مِّنَ الشَّرَابِ وَ اَنَا الْمَقْتَرُونَ فَلَا
 عید سے وہ لوگ خوش ہوتے ہیں جو صاحبِ مقدور ہیں۔ مگر غفلت نہیں خوش ہو سکتے
 ہل سَرَنِي وَ شِيَا بَنِي فِيهِ تَوْحُمٌ سَبَا اَوْرَاقَتِي وَ عَلِي رَاسِي بِرَاسِ بَنِي جَلَا
 کیا عید سے بچے خوش ہو سکتے ہیں حالانکہ یہ کپڑے قومِ سبّا کے ہیں یا عید بچے خوش مانا سکتی ہے
 جب کہ اوس میں میرے سرد پر ابنِ جَلَا ہے۔

توم سبّا سے اوس کی مراد مرقنہ نامی کلمہ ہے اور ابنِ جَلَا سے وہ شخص مراد ہے جس کے پاس علامت ہو۔ اور اس میں بنِ تھم بنِ وکیل الزباجی شاعر کے اس قول میں اشارہ ہے
 اَنَا ابْنُ جَلَا وَ طَلَاغُ الثَّنَا يَا مَتَى اَخُصَّ الْعَمَامَةُ تَعْرِفُوْنِي
 میں ابنِ جَلَا یعنی مشہور شخص ہوں۔ اور طلوع کرنا یا شکلات کو سر کیا کرتا ہوں جب میں عمامہ کو
 تو تم مجھے اچھی طرح جان جاؤ گے۔

عماد نے اوس کا ذکر کیا۔ ابنِ اثنیل میں بھی کیا اور کہا ہے کہ وہ مصر کے بڑے فضاہین سے نہا۔ قاضی
 فاضل کو میں نے دیکھا کہ اوس کی تعریف کرتا تھا۔ میں نے ایک قصیدہ بھی دیکھا جو اوس نے مصر
 اوس کو لکھ کر بھیجا تھا۔ اوس کے دیوان سے میں نے یہ شعر بھی نقل کئے تھے۔

يَا رَا حِلًّا وَ جَمِيلًا الصَّبْرُ يَنْتَبِهُ
 اہلِ مَن سَبِيلُ اِلَى التَّقِيَاكِ يَشْفِقُ
 اے جانے والے سادہ جبر کے ساتھ صبر بھی چھپے چھپاتا ہے۔ کیا ایسا اتفاق ہو سکتا ہے کہ میری
 ملاقات کی کوئی سبیل ہو جائے

اَنَا اَنْصَفُكَ جَفَوْنِي وَ هِيَ دَارِيَّةٌ وَلَا وَفِي لَكَ قَلْبِي وَ نَمُو مَحْتَرِقُ
 میرے بلکون نے رد کر دیا کہ خونِ بہاؤ گھر بھی ترے ساتھ انصاف نہ کیا اور گوگرد کی لہر میں گیا کہ بھی قسبت کا ایسا
 اوس کا ایک داد تھا جسے قطرس کہتے تھے۔ ۲۴ ربیع الاول سن۱۰۰۰ء کو شہرِ قوص
 واقع مصر (مصر) میں اوس نے وفات پائی۔ اس وقت اوس کی عمر شہر برس سے زیادہ ہو گئی۔ رماضہ سن۱۰۰۰ء
 غنی بفتح لام و سکون خاے معبودیم منسوب ہے۔ ظم بن عدی کی جانب جس کا اصل نام مالک تھا
 اور جو جدام کا بہائی تھا۔ جدام کلامِ عرب بن عدی تھا۔ ان دونوں میں باہم جھگڑا ہوا۔ عمرو نے مالک کے
 ایک نظم یعنی تہڑ مارا اس پر مالک نے ایک تہڑی سے عمر کا ماتہ قدم کیا یعنی کاٹ دیا۔ اس لئے

نامک کو نام اور عود کو عود نام کہنے لگے۔ قطر بنی بختیاف و سکون طاعے محمد و ضمیرا و سین محمد۔ اس نسبت کی نسبت میں نے ہر حدیث تحقیقات کی مگر مجھے اوس کی حقیقت کچھ نہ معلوم ہوئی صرف یہ معلوم ہوا کہ وہ مصر کا رہنے والا تھا۔ اس کے بعد بہا و الدین زکریا بن محمد کا تب شاعر نے جس کا ذکر انشا اللہ تعالیٰ آئندہ آئیگا مجھ سے بیان کیا کہ یہ نسبت اوس کے دادا قطر بنی کی جانب ہے۔ بہا و الدین اوس کا شاگرد تھا۔ اور اوس کے بعض اشعار نقل کیا کرتا تھا۔ اور جلد یک ابو المنظر آزاد کردہ تھا اتنی الدین عمر صاحب حماد کا جس کا ذکر انشا اللہ تعالیٰ آئندہ آئیگا۔ یہ جلد کاتب و انیدار اور فاضل شخص تھا۔
 ۱۲۔ شمعان (۱۲۰۰) میں بمقام قاهرہ انسی برس سے زائد عمر میں اوس نے وفات پائی۔ شمعان بھی کہتا اور حافظہ سانی وغیرہ سے روایت بھی کیا کرتا تھا۔ بہا و الدین نیز نے جو اوس کے اشعار نقل کئے تھے ان میں ایک لڑکے کی نسبت اوس کے یہ شعر ہیں جو علم منہدہ اور بختیت سیکھتا تھا۔

وَذِي سَيْفَةٍ نَزِيهٍ يُؤْبِوِيهِ مُهَنْدِسٌ اَمُوتُ بِرَفِي كُلِّ يَوْمٍ وَابْعَثُ
 ایک ذی سبب منہدی چہرہ کے ساتھ بلوہ گسبہ سے دیکھ کہین ہر روز مژدہ ہوں اور جی اٹھتا ہوں۔
 مُخَيِّطُ بِأَشْكَالِ الْمَلَأَةِ وَجُوهٍ كَأَنَّ بِرِاقِلَيْهِ سَائِلُ مَحْمُودِ
 اشکال ملاح سے اوس کا چہرہ محیط ہے۔ گویا قلیدس اوس میں باقیں کر رہا ہے
 فَمَا رَضُهُ خَطُّ اسْتَوَاهُ وَخَالُهُ بِرِاقِلَيْهِ وَالضَّمْعُ خَلُّ شَلْثِ
 اوس کا غرض خط استوا ہے۔ اوس میں کا خال ایک نقطہ ہے اور بنا گوش منشا کی شکل ہے
 یہ بیتیں ابو جعفر غلوکی مصر کی طرف بھی منسوب ہیں۔ والد علم کس کی ہیں۔

۱۱۔ دیکھو تذکرہ ۶۲ نامع الدین از کمالی نوٹ ۷

۱۲۔ علوم اوائل سے مراد جن علوم منطق فلسفہ ریاضی وغیرہ۔ جو اہل اسلام نے حکماء سے یونان کی کتابوں کے ترجموں سے لئے تھے۔

۱۳۔ ہم نے چاکر کر اوس کی بالکل دھجیان کر دیں سورہ سبا آیت ۱۸

۱۴۔ شمعان و قبل از راجی شاعر اشاعت اسلام سے چالیس سال قبل پیدا ہوا اور شمس (۱۲۰۰) میں مراد
 از شمس شواہد المعنی شمس سیوطی۔ غالباً یہ شاعر وہ ہی شخص ہے جو عبد بنی حشام کے لقب سے

مشہور ہے۔ دیکھو تذکرہ نوٹ ۷

۱۱) شیدانی نے اپنے انشال میں اس شعر کو نقل کیا ہے۔ ابن جلاعری محاورات میں
اوس شخص کو کہتے ہیں جو شہر ہو یہ محاورہ جو کلاماً المومر د اوس نے کاموں کو
نفاہر کر دیا م سے نکلا ہے۔ اور اسی واسطے اوس شخص کو بھی کہتے ہیں
جس کے سر پر عامہ نہ ہو۔

۱۲) خط استواء فرضی خط ہے۔ کہ جان آفتاب ہرگز نہ رے اور تمام دنیا میں دن رات برابر ہو جائے۔
۱۳) باج اور ۲۱ دسمبر کو ایسا ہوا کرتا ہے۔ اور اسی وقت اعتدال یعنی ہوتا ہے۔ یہاں خط
استوا سے مراد وہ سنیابی ہے جو ڈاڑھی نکلنے کے وقت ابتدا میں چہرے کے گرد نمودار ہوتی ہے۔

۱۴) غالباً یہ وہی شخص ہے جس کا نام مذکرہ ابن خزائیمین ابو بکر مسلم غسانی لکھا ہے

۶۶۔ ابو العباس احمد بن ہارون الرشید بن المہدی بن المنصور الہاشمی
معروف بارتبیتی

بندہ وصل لے تھا۔ اپنے باپ کے ہی عہد خلافت میں باوجود قدرت دنیا کو ترک کر دیا تھا۔ امورات و ذو
سے کچھ تعلق نہ رکھتا تھا۔ حالانکہ اوس کا باپ دنیا کا خلیفہ تھا۔ مگر اوسے صرف القطار و عزت
پسند آگیا تھا۔ سبستی اوسے اس لئے کہتے تھے۔ کہ یوم السبت کو اپنے ہاتھ سے کچھ کسب
کیا کرتا تھا کہ اوس ہفتہ کے باقی ایام کے لئے کچھ خرچہ لے جائے۔ اور اشتغال عبادت کے واسطے
فراغت حاصل ہو جائے۔ اسی واسطے سبستی مشہور ہو گیا تھا۔ اوس نے اپنی تمام عمر حالت
بسر کی۔ (سنہ ۱۷۰) میں اپنے باپ سے پہلے ہی وفات پائی۔ رحمد اللہ تعالیٰ۔
اوس کے حالات بہت مشہور ہیں میان تطویل کی حاجت نہیں۔ اس کا ذکر ابن الجوزی نے
شذوڑ العتوڑ اور صفوۃ العتوڑ میں کیا ہے۔ اور کتاب التواریخ (اون لوگوں کی تاریخ جو دنیا
تاریخ اور کوٹنا رکھیں ہو گئے ہیں) اور المنتظم میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔

۱۵) المنتظم ابن الجوزی کی کتاب کا نام ہے۔ جو ایک بہت بڑی تاریخ ہے۔ شذوڑ العتوڑ اور صفوۃ العتوڑ
اوس کی کتب ہیں۔ کتاب التواریخ شیخ موقوف الدین ابو محمد عبد الجبار بن متوطن قدس کی ہے۔
جو سنہ ۷۲۷ھ میں مرے۔ از جامی خلیفہ۔

۶۷۔ ابو العباس احمد بن محمد بن موسیٰ بن عطاء اللہ صہباجی اندلسی عمری
(مرید کا رہنے والا) معروف بابن العزیز کبار صالحین اور اولیائے شوق عین سے تھا۔ اوس
کے مناقب شہور ہیں۔ کتاب المحاسن وغیرہ جو ان لوگوں کے طریق کے متعلق ہیں اوس
کی تصنیف ہے۔ ہن صوفیانہ خیالات میں اوسکی نظم بھی اچھی ہوتی تھی۔ یہ اوس کے شعر ہیں
شَدِّو المِطْبَیَّ وَ قَدْ نَالُوا المَیَّی وَ المَیَّی
وَلَا تُنَمُّ بِاَلِیْمِ الشُّوقِ قَدْ بَا حَا
انہوں نے اپنی ساریوں کی زبان کسی جب کہ منی میں اپنی آرزو میں حاصل کر چکے تھے۔ اور ہر ایک نے
اوس شوق زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواہ کیا جو ان کے دل بخت اثر کر رہا تھا۔

سَارَتْ رَاکِبُکُمْ قَعْدَرِی رَوْرُجُہَا
طَیْبًا بِمَا طَابَ ذَاکَ الْوَقْدُ اشْأَا حَا
اوج کا فائدہ رہا ہے جن سے تقدیس کے خوشبوؤں کی تھک پیچائی جاتی تھی کہ خود اوس گروہ میں مقدس پاکیزہ لوگ
نَسِوْا قَمَرُ النِّبَیِّ الْمُصْطَفَی لَہُم
رُوحٌ اِذَا شَرِبُوْهُ مِنْ ذِکْرِہِ رَا حَا
خدا کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مطہر کی نسیم سے ادلی کے دل خوش ہوتے تھے جب کہ وہ آپ کے ذکر مبارک کی غلاب پڑتے
یا وَاَصْلِحْ لِنَا اَلِیُّ الْمُحْتَارِ مِنْ نَفْسِہِ
زُرْ رُحْمُ جُجُو مَا وَزُرْنَا نَحْنُ اَرْوَ اَمَا
اسے وہ لوگوں جو گزیدہ قوم غدر کی قبر مطہر کے پاس پہنچ گئے ہو وہ گو تلم نے جہانی زیارت کی ہے دیگر ہم بھی محروم
نہیں رہے۔ ہم نے روحانی زیارت کی ہے۔

اِنَّا اَتَمْنَا عَلٰی عُدْرِہِ وَعَنْ قَدْرِہِ
وَمَنْ اَقَامَ عَلٰی عُدْرِہِ کَمَنْ اَقَامَا
ہم جہان تھے وہ دن ایک غدر سے پڑ رہے۔ مقدر نے ہمیں روک لیا جو غم غدر سے رہا تھا ہے وہ ایسا ہی
بیٹے اوس نے سفر کیا۔

اوس سے اور قاضی عیاض بن موسیٰ شخص سے خط و کتابت ہو کر تھی جو نہایت ہی عمدہ ہے
طرح طرح کے علوم جانتا تھا۔ قرآن مجید کی مختلف قرائتوں کا بڑا شوق تھا۔ اس فن میں اوس نے
روایات کو جمع کیا۔ اور ان کے اسناد کی خوب چہان بین کی۔ اور دریافت کیا تھا کہ کہاں
اون کا اتفاق ہے۔ غبار اور اہل زہد اس سے الفت کرتے اور اوس کی صحبت کی تعریف
کرتے تھے۔ ایک بزرگ فاضل نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابو محمد علی بن احمد معروف بابن
حزم ظاہری اندلسی کے حق میں دو ایک بڑا حق عالم تھا (خود ابن خریف کے ہاتھ کا لکھا ہوا

ایک نقدہ دیکھا ہے جس میں اوس نے کہا ہے کہ ابن مخزم کی زبان اور تھکان میں ایک کسف الشقیی
کی تلوار دو نو برادرین۔ یہ اوس نے اس وجہ سے کہا تھا کہ اہل بدعت کے ائمہ متقدمین و متاخرین
وہ اکثر طعن کیا کرتا اور کوئی بھی اوس سے نہ بچتا تھا۔

ابن عمر یف کی تاریخ ولادت یوم یکشنبہ بعد از طلوع فجر جمادی الاولیٰ ۱۱۷ (۱۱۷۰) مسند
اور وفات شب پنجشنبہ ۱۱۷ شب ۱۱۷۰ ۱۱۷۰ کو بمقام مراکش ہوئی۔ دوسرے روز بروز
مردون ہو کر کسی شخص نے والی مراکش سے اوس کی چٹلی کہاں کی تھی جس پر اوس نے جواب
طلب کرنے کو اسے مراکش میں پکڑ لیا تھا۔ وہاں جا کر اوس کا انتقال ہو گیا۔ لوگ اوس کے
اجناسہ پر جمع ہوئے اور بعض کرامتیں اوس سے ظہور میں آئیں۔ صاحب مراکش کو اوس کے
پکڑ لیا جانے پر بڑی مذمت ہوئی جو شخص کراوس وقت مراکش کا حاکم تھا اور جس نے اسے بلوایا تھا
اوس کی نام علی بن یوسف بن تاشفین تھا جس کا ذکر اوس کے باپ کے بیان میں انشاء اللہ تعالیٰ
آئیں دیکھو گا۔

مری ناسوب سب مریہ کی جانب مریہ بقیع میم و کسر رائے عملا و تشدید یائے تختانیہ اندلس
میں ایک پراسٹھ ہے۔

(۱) داوی بنی میں کہ غنیمہ کے قریب سلمان جا کر نہا سک جج کو ختم کرتے ہیں اور یہاں اون کا حج تمام ہو جاتا
اور اگر حج سب مسلمانوں پر فرض ہے۔ مگر بعض صورتوں میں بعض مسلمان معذور قرار دیے گئے ہیں۔ اگر اون کی
میں حج کا کرنا ہوتا ہے اور غدر کے سبب سے وہ نہیں جا سکتے ہیں تو وہ حج کے ثواب ملنے کی امید رکھتے ہیں
(۲) دیکھو ذکر ۶۸ ابن الخطیبہ نوٹ ۱۔

(۳) عباسی میں بنی خاق کو ظالم بتاتے ہیں جس کی تلوار نے اسلام کی اس قدر مدد کی ہے کہ اسلام کو گویا از سر نو
زندہ کیا ہے یہی شخص ہے جس کی خدمتوں کے نتیجہ سے نبی عباس بلکہ عبد بنی ہاشم نے مدون غازیہ
اوکھا لیا۔ واقعی اس نے بہت لوگوں کو قتل کیا۔ لیکن یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر وہ انہیں قتل نہ کرتا تو کیا نتیجہ
ہوتا۔ اسلام تہ و بالا ہو جاتا۔ اس واسطے جن کو اوس نے قتل کیا وہ اسلام کے حکم سے اور حریف نبوی کو
دعا غالباً صاحب کبار کی شان میں کہہ گئے تاشی کی ہوگی۔

۶۸۔ ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن احمد بن ہشام بن الخطیبہ قمی سی

صلی نے مشاہیر اور اعیان صالحین سے تھا۔ باوجود زہد و صلاح کے علم ادب میں بھی اوس کو
فنیست حاصل تھی۔ قراءت سبعین رئیس العلماء سمجھایا تھا۔ ادب و فیروہ کی کتنی ہی کتابیں
اوس نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھیں خط اوس کی ہمت پاکیزہ و یادداشت نہایت عمدہ تھی۔ جو کتابیں
اوس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔ لوگ اوس کی تبرک اور اعتبار کی وجہ سے بڑی قدر کر کے بہن
اکٹھ بجے بروز جمعہ اجادی المذفرہ مشہور شد (۱۷۷۷ء) کو شہر فاس میں پیدا ہوا۔ پھر دیار مصر میں
جا کر قاضی اختیار کر لی۔ وہاں کے باشندے اوس کے بڑے معتقد تھے۔ انہوں نے
اوس کے صلاح و تقویٰ کو دیکھا تھا۔ اوس نے حج بھی کیا۔ اور شام کے ملک میں بھی گیا تھا۔ پھر
مصر میں اگر شہر کے باہر جامع راشد و مین وطن اختیار کر لیا کسی سے کچھ پیڑہ لیتا تھا۔ پڑہانے کی
اجرت بجز چوتھا تھا۔ ایک مرتبہ مصر میں نہایت سخت فحط پڑا جس سے اوس پر ناقون کی سخت
مصیبت نازل ہوئی مہرگان صراوس کے پاس گئے اور درخواست کی کہ اودن سے کچھ قبول کر لے۔
مگر اوس نے بالکل انکار کیا۔ آخر بے مشورہ کیا۔ اور ایک شخص زحج کا نام فضل بن یحییٰ الطویل دہلند
قامت تھا اوس کی بیٹی کی شادی جو قاہرہ میں قاضی کے پاس عدل اور شہر میں تیار تھا۔
ابن الخطیہ نے اپنی بیٹی اوس سے دیدی۔ شادی کے بعد اوس نے اپنی ساس کو بھی لی لی کے پاس
رہنے کی استدعا کی۔ ابن الخطیہ نے اجازت دیدی۔ اس سے اودن کا یہ مقصد تھا۔ کہ ابن الخطیہ
سے اودن کے خراج کا بوجھ مہر جائے۔ اس سح پر وہ اکیلا رہ گیا۔ اور کتاب کی اجرت سے بھر کرنے
انکا۔ آخر عمر میں مشہور شد (۱۷۷۷ء) میں بمقام مصر اوس نے وفات پائی قرائت شغری میں فو
ہوا۔ لوگ اوس کی قبر زیارت کرنے کو آیا کرتے ہیں۔ امین نے بھی ایک مرتبہ رات میں زیارت کی تھی
اوس وقت وہاں کثرت سے لوگ جمع تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

وہ کہا کرتا تھا۔ سعادت اسلام حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے کفن و دفن ہو گئی۔ اس سے یہ اشارہ تھا۔ کہ جناب ممدوح اکے عہد نبی اک میں اسلام کو ترقی ہوتی رہی۔ لیکن اون کے بعد اوس میں منزل اضطراب شروع ہو گیا۔ کتاب اللہ وکُل المَنفَعۃ کے بیان و حافظ الدین المصنف ابو المیثون عبد الحمید صاحب عصر میں مذکور ہے کہ ۳۳۵ھ میں تین مہینہ تک وہاں کوئی قاضی نہ تھا۔ اسی وقت امام ابو الحسن بن النخعیہ کو منتخب کیا گیا۔ مگر اوس نے یہ شرط کی کہ قوانین دولہ

(فاضلین) کے روستہ و تفضا کا حکم دیکھا (بلکہ اہل سنت کی شرع شریف کے اصول سے فتویٰ دیا کہ یہ امر ممکن نہ ہوا جس سے دوسرا شخص معتبر ہو گیا۔ والد تعالیٰ اعظم۔
خطیبہ بضم ج۔ عملہ و فتح جابے محمد و سکون و یائے تختانیہ و مہر و لم۔ فارسی البتہ فادائت
وسین محمدانوسوب بفاس۔ جو مغرب میں کثرت کے قریب ایک بڑا شہر ہے۔ اور
جہان پر عالم و فاضل بہت کثرت سے ہوئے ہن۔

۱) ابتدا میں قرآن جو کہ لکھا گیا تھا اس وقت نہ تو اس میں اعراب ہی تھے اور نہ حروف متشابہ کی صورتوں میں تمیز کا ہی کوئی قاعدہ رکھا گیا تھا۔ اس وجہ سے نہ راہ الفاظ مختلف طور سے پڑھنے جاسکتے تھے۔ پہر آیا کہ کی تفریق اور اجزاء کلام کی تفسیر کے قواعد بھی نہ تھے۔ اس لئے کلام اللہ کو کافی سمجھنے میں بڑی محنت پڑتی تھی۔ اس وجہ سے اونیز قرآن شریف کے ایک خاص طرح پر پڑھنا اور بعض احادیث کے بموجب خاص خاص جگہ پروردینے کی بنا پر قرآن کی تراجمیں مختلف ہو گئیں اور سات بائنا البطسور میں اس کی ذرا پاکین بیضاوی اور غمخسری وغیرہ بڑے بڑے مفسر اور محدث اختلاف قرا، تو کی جابجا اپنی اپنی تفسیروں وغیرہ میں حوالہ دیا کرتے اور شبہ الفاظ کو بتا دیتے ہیں۔ کہ کس قرائت میں وہ کیسے پڑھی جاتی ہیں۔ یہ سب کو تو قرآنین درست مانی جاتی ہیں۔ ان سے قرآن میں نہ تو کوئی لفظ کم یا زیادہ سمجھا جاتا ہے اور نہ غلط خیال کیا جاتا ہے۔

۲) مڈی ساسی سنہ اپنی کتاب سون عمری جاکہ ابو فراس الدین اس سجد کا حال بھی لکھا ہے

۳) دیکھو تذکرہ ۲۴ طحاوی نوٹ ۱۲۔

(۴) کتاب الدول النقطۃ تاریخ سلطنت ہائے خود مختار عجمی خلیفہ کے قول کے بموجب چار جہانگیر اور بہت کچھ کتاب ہے۔ وزیر جمال الدین ابوالحسن علی ابن ابی منصور طہار الازدی کی تصنیف ہے۔

۱۰۰۰ (۱) اس زمانہ میں مصر کے مالک فاطمیین تھے۔ اور ان کا مذہب شیعوں کا تھا۔ ابن حلیہ اس بیان سے جو اس وقت حضرت عمر کی نسبت کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت سے تھے۔

۶۹ - ابو العباس احمد بن ابی الحسن علی بن ابی العباس احمد حضرت بابن الرضائی
مرد صالح اور شافعی مذہب کا فقیہ تھا۔ اصل میں تو وہ عرب تھا۔ مگر طاعن عین ایک قریبی رہتا تھا جس کا نام اُمّ حنیئہ تھا۔ یہاں اوس کے پاس کثرت سے فقرا جمع ہو کر رہتے تھے۔

اور متوجع ہو گئے تھے۔ رفاغیہ اور بطاحیہ فقر اچھو کہلاتے ہیں وہ اوس کے نام سے مشہور ہیں۔ اوس کے اتباع کا عجیب حال تھا۔ زندہ سانپوں کو کہا جاتے۔ جلتے تنوروں میں گھس پڑتے۔ اور آگ بجھا دیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ اپنے دبطاح کے شہروں میں شہروں پر ہوتے ہیں۔ اور اور بھی اون کے ایسے ہی کام شہور ہیں۔ انہوں نے اپنے میاں بھی مقرر کر رکھے ہیں جنہیں بے شمار فقر اجمع ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ سب کا نسخہ اوٹھاتے ہیں۔ اس شخص کی اولاد نہ تھی۔ اوس کے بہائی کی اولاد تھی۔ وہ اس گرد و نواح میں اوس کی شہنشاہی اور ولایت کی آج تک وارث ہے۔ اون کے حالات بہت شہور ہیں۔ بیان کے لئے طول دینے کی کوئی حاجت نہیں۔ یہ شیخ احمد باوجود اس کے کہ عبادت میں بہت مشغول رہتا تھا۔ شعر بھی کہا کرتا تھا۔ یہ شعر بھی اوس کے ہیں

اداجن لیکنی ہام قلبی بند کر کم
انوح کمانان المام المطوق
جب رات کا اندھا ہوا جاتا ہے تو تمہاری یاد میں میرا دل تڑپنے لگتا ہے میں اسی طرح زندہ کرتا ہوں جس کو کلمہ و قریب کر کے
وفوقی قباب یظرو الہم والاسی
وختی سجا را بالاسی تہ فین
میرے اوپر اب سے جو غم درخ کا بندہ برساتا ہے۔ اور نیچے میرے سمندر میں جن سے بچ کے طوفان اڑھتے ہیں
سلوا اتم غم و کیف بات اسیر ہا
تفکات الاساری دو نہ و ہو موقوف
ام عمر سے پوچھو اوس کے قیدی (گر قنار عشق) نے رات کس طرح بسر کی۔ اوس نے اونییدی تو جو مرد و عورت گروہ بند ہوا
فلانہو مقتول ففی القتل راحۃ
ولا ہو مغمون علیہ فی سلسلۃ
نہ تو اوسے قتل ہی کیا جاتا ہے کہ جس سے آرام نہ جائے۔ اور نہ اوس پر کوئی احسان ہی کرتا ہے کہ جس کو اور کوئی
رفاعی کی تمام عمر اسی حالت میں گزری۔ آخر کار بہر ذریعہ شہید ہوا جمادی الاولیٰ ۸۸۷ (ستمبر ۱۴۸۷ء) کو اتم پیندہ میں شہر برس کی عمر سے زیادہ کا ہو کر مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

رفاعی بکسر رائے محمد و ناما و الف و عین مملو مشوب ہے ایک عرب کی طرف جس کا نام رفاع تھا۔ یہ بات میں نے اوس کے ایک ابن بیت کی لکھی ہوئی نقل کی ہے اتم پیندہ بفتح عین و بائے موحده مسور و سکون یا تختا مید و ال مفتوح بطراح بفتح بائے موحده و طائے مملو الف و یا محم تختا مید و صا مملو قیر لون کو مجموعہ کا نام ہے۔ جو واسط اور بصرہ کے وسط میں پانی کے درمیان آباد ہیں اور عراق

میں بہت مشہور ہیں

۱۱۔ امین صاحب کے وارن ایک چھپسنہ زمین ان درویشوں کے عجیب و غریب کاموں کا بہت تفصیل سے حال لکھا ہے مگر مجھے یہ کتاب نہ ملی ورنہ میں ان کی کچھ تفصیل لکھتا۔
۱۲۔ البطائح (نیشیو یا دلہلی مقام) ایک بڑا وسیع خطہ اس مقام پر واقع ہے جہاں درختوں و دریاؤں کا گہرے ہیں۔

۷۰۔ امیر العباس احمد بن طولون صاحب دیار مصر شام و غزوہ

۱۳۔ خلیفہ المعتز باللہ نے (۶۸۷ھ) یا (۱۲۸۷ء) میں مصر کا والی مقرر کیا تھا۔ پھر جس زمانہ میں الموفق ابو احمد طلائع بن المتوکل جو اپنے بھائی المعتز کے خلیفہ کا نائب اور المعتز کے نائب کا باپ تھا والی زنگ سے لڑ رہا تھا ابن طولون نے دمشق اور شام کے تمام ملک پر اور انطاکیہ اور غور پر قبضہ کر لیا۔ یہ احمد بڑا عادل جواد و شجاع متواضع سیرت کا اچھا اور صادق الفرائض بڑا دوراندیش تھا سلطنت کے کام اپنے آپ کرنا ملکوں کی آبادی میں ہر وقت لگا رہتا اور اپنی رعایا کے حال کو خود دیکھتا سمجھتا تھا۔ اہل علم کا بڑا قدروان تھا۔ اس کے دسترخوان پر ہر روز خاص و عام سب حاضر ہوتے تھے۔ ہر مہینہ میں صدقہ کے لئے ایک ہزار دینار مقرر کر رکھے تھے۔ ایک روز اس کا ایک کارپرداز آیا۔ اور پوچھا کہ اگر کوئی عورت میرے پاس آئے جس کے پاس ازاد ہوا اور (۱۴) تھیں مسولنے کی انگوٹھی بھی پھنے ہو اور مجھے سوال کرے تو کیا میں اسے بھی دیدن کرے گا جو شخص تیرے آگے ہاتھ پھیلائے سب کو دیا کر۔ مگر باوجود اس سب صفات حسنہ کے تلوار بھی بڑی جلدی کھینچتا تھا۔ تضاعی کہتا ہے کہ ابن طولون نے جو آدمی گرفتار کر کے قتل کئے یا اس کی قید میں مرے اور نہیں مرنے لگتا تھا اٹھارہ ہزار کی تعداد نکل جاتی تھی۔ اس سے قرآن مجید حفظ تھا۔

۱۵۔ آواز بھی بہت اچھی تھی۔ کوئی شخص قرآن اس کے برابر نہیں پڑھ سکتا تھا۔ اس نے ایک جامع مسجد بھی (۱۶) (۱۷) (۱۸) میں مطروقارہ کے دریاں بنائی تھی جو اس کے نام سے منسوب ہے۔ یہ بات فرغانی نے اپنی تاریخ میں زیادہ کی ہے۔ مگر تضاعی نے اپنی کتاب الخطط میں لکھا ہے کہ اس کی تعمیر (۱۹) (۲۰) میں شروع اور (۲۱) میں ختم ہوئی تھی وانداعلم۔ اور احمد بن یوسف مصنف سیرۃ ابن طولون نے لکھا ہے کہ اس پر ایک لاکھ اسی ہزار دینار خرچ ہوئے تھے۔ اس کا باپ ملک تھا۔

نوح بن اسد سامانی عامل بنجرا نے مامون کو غلاموں کے ساتھ سنہ ۲۵۲ھ میں تختہ بھینجا تھا۔ طولون
 ۲۵۲ھ (۲۵۲ھ) میں مر گیا۔ اُس کا یہ بیٹا احمد سمرقند میں ۲۳ رمضان سنہ ۲۵۲ھ (۲۵۲ھ) کو پیدا
 ہوا تھا۔ جسے بعض کہتے ہیں کہ طولون نے لیکر پال لیا تھا۔ یہ مصر میں ۲۱ یا ۲۳ رمضان سنہ ۲۵۲ھ
 (۲۵۲ھ) کو پہنچا تھا۔ بعض نے روز و شنبہ ۲۵ رمضان بھی اوس کے وہاں داخل ہونے کی تاریخ
 بیان کی ہے اسی مقام پر اوس کا انتقال شب یکشنبہ ۲۰ رزی القعدہ کو اور فرغانی کے قول کے بموجب
 ۱۰ ماہ نکونہ ۲۵ (۲۵۲ھ) کو ہوا۔ سے ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ میں نے اوس کی قبر کی زیارت کی
 ہے۔ جو ایک پورے قبرستان میں دروازہ کے قریب قلعہ کے پاس اوس راستہ پر جو قرآنہ صغریٰ
 کو جاتا ہے واس کو قنطرین واقع ہے۔ طولون انصم طائے ہمد و سکون واؤ و ضم لام و واؤ و نون کی
 نام ہے۔ سامانی بسین ہمد و الف ویم و الف و نون سامان کی طرف منسوب ہے۔ جو شاہان سامانیہ
 ماوراء النہر و خراسان کا مورث اعلیٰ تھا۔ سمرقند مفتوحین و الف ویم مفتوحہ و اسے ہمد شد و و الف
 ایک بڑا شہر ہے جسے معصوم نے ۲۵۲ھ (۲۵۲ھ) میں عراق میں بغداد سے اوپر کو با کیا تھا جو
 نے اپنی کتاب صحاح میں چھ صدیوں حرف را میں اوس کے پڑھنے کی بیان کی ہیں اور میں سے ایک
 یہ ہے۔ یہاں اوں چھ یوں کے کھنڈے کامقہ نہیں۔ ابراہیم بن المہدی کے بیان میں ہم اوپر کھنڈے
 (۱) شعور جمع شدہ کی ہے۔ شہر گھائی کو کہتے ہیں۔ جہاں سے دشمن کے ملک میں گھس آنے کا خوف ہو۔ یہاں مراد
 حدود روم سے ہے۔

(۲) ابو الحسن دس ہزار دینار بتاتا ہے۔

(۳) چادر وغیرہ ہر ایک کپڑا و بدن کو ڈالنگ لیسوے یعنی معزز لباس میں ہو۔

(۴) ابو محمد عبدالستار بن محمد الفرغانی نے طبری کا ذیل لکھا ہے۔ از حاجی خلیفہ۔

(۵) احمد بن یوسف بن الدایہ سیمہ ابن طولون کا مصنف ۳۲۳ھ (۳۲۳ھ) میں مرا ہے۔

از حاجی خلیفہ۔

(۶) ذوق الامناعہ انتہیوں کا پھسلنا بیٹ کی بیماری ہے۔ میں نے اوس کا ترجمہ اہل کیا ہے۔

(۷) کبھی کبھی اسے طیلون بھی لکھتے ہیں۔

(۸) دیکھو مذکرہ ۸۔

۱۔ ابو الحسین محمد بن ابی شجاع بُویہ بن قُتایبہ بن تمام بن کوہی بن شیرزیزل
اضغبر بن شیرکوہ بن شیرزیزل اکبر بن شیرشان بن شیرفشان بن شیرستان شاہ بن سنفری و
بن شیرزیزل بن سنا بن بھرام گور بادشاہ بن یزدگرد بن مہر مہر کرمان شاہ بن

شاپور بادشاہ بن شاپور ذی الکثاف (۱)

جس کا باقی نسب شاہان بنی ساسان میں مشہور ہے اطالت کی حاجت نہیں۔ اس ابو الحسین کا لقب
معز الدولہ تھا۔ وہ تین بھائی تھے جن کا ذکر (اپنے اپنے موقع پر) آئندہ آئے گا۔ یہ عصفالد و کیکاؤس و یلم
سے ہوا ہے چچا تھا۔ اور عاق اور اہواز کا مالک تھا۔ اسے اقطع یعنی ٹٹا کہتے تھے۔ کیونکہ اوس کا ایک
بیان ہاتھ اور دھنسنے ہاتھ کی کچھ انگلیاں کٹی ہوئی تھیں۔ اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ ابتدا کے عمر میں جب
وہ چھوٹا بچہ تھا تو اپنے بھائی عا والد و کیکاؤس تھا۔ ایک مرتبہ اپنے دونوں بھائی عا والد و کیکاؤس کے والد
کے اشارہ سے کرمان کو روانہ ہوا جب اوس کے قریب پہنچا تو وہاں کا حاکم اس کے آنے کی خبر
سن کر بغیر اسے بھڑے کرمان کو چھوڑ کر سبستان کو چل دیا۔ معز الدولہ جاتے ہی اوس پر قابض ہو گیا۔
اس علاقہ میں کرمان کے کچھ آدمی ایک جگہ قابض ہو گئے تھے۔ اور کرمان کے حاکم کو ہر سال چھراج
دیا کرتے تھے اس شخص سے کہ انھیں اوس کے پاس بساط بوسہ کے لئے آنا نہ پڑے جب
معز الدولہ وہاں پہنچا تو انھوں نے سردار کو اوس کے پاس بھیجا۔ اوس نے معز الدولہ سے انھیں
عہدہ و حاشیت کی درخواست کی کہ عادت معہودہ کے موافق وہ بھی انھیں رہنے دے۔ معز الدولہ نے
انھیں منظور کر لیا۔ اس کے بعد اوس کے وزیر نے مشورہ دیا کہ عہدہ توڑ دیا جائے۔ اور غفلت کے وقت
ان پر بخون مار کر ان کے اموال و ذخائر لوٹ لئے جائیں۔ معز الدولہ بھی اس پر راضی ہو گیا۔ اور اس
کے وقت ان کی طرف چلا۔ ایک ناہموار راستہ سے روانہ ہوا۔ دشمنوں کو اوس کی خبر بھی ہو گئی۔ وہ
اگر ایک تنگ گھاٹی میں اس کے انتظار میں بیٹھ گئے جب وہ لشکر کے ساتھ وہاں پہنچا۔ تو چاروں
طرف سے اس پر پھیل پڑے۔ تمام فوج کو قتل کر لیا۔ صرف چند آدمی بچ گئے۔ معز الدولہ سخت
فرح ہو گیا۔ بیان ہاتھ آور دھنسنے ہاتھ کی چند انگلیاں کٹ گئیں۔ سر میں بھی بڑی ضرب آئی۔ تمام بن چوچو

ہو گیا مقتولوں میں گر گیا۔ دگر زندگی بھی جان بچ گئی اس کے بعد وہ ان سے سلامت نکل آیا۔ اس کا باڑا
طول طویل قصہ ہے۔

بعد اود کو وہ اہواز کی جانب سے آیا۔ اور روز شنبہ ۲۱ جمادی الاول ۳۳۳ھ (دسمبر ۹۴۵ء) کو ایام خلافت مستغنی میں
اوس میں داخل ہو کر بلا کلفت اوس کا مالک ہو گیا۔ ابو الفرج بن الجوزی نے کتاب شذوار العقب و دین
ذکر کیا ہے۔ کہ معز الدولہ نے کورا اپنے ابتدا کے زمانہ میں سر ریڈر بیان دیکھو کیا کرتا تھا۔ پھر وہ اور اوس کے
بہائی ملک کے مالک ہو گئے۔ اور جو عورت اونکو حاصل ہوئی وہ شہور ہے معز الدولہ اپنے تینوں
بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ عراق میں اوس نے اکیس برس گزارے۔ یہیں حکومت کی۔ بروز شنبہ
۷ ربیع الاول ۳۳۳ھ (اپریل ۹۴۵ء) کو بغداد میں وفات پائی۔ اپنے ہی مکان میں مدفون ہوا۔ لیکن بھی
قریش کے قبرستان میں بغداد کے قریب اسے لے گئے۔ وہاں اوس کا مقبرہ بنا دیا۔ ۳۳۰ھ (۹۴۲ء)
میں پیدا ہوا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ جب وہ مرنے لگا تو اوس نے اپنے تمام غلام آزاد کر دئے اور کثرت سے
مال و اسباب صدقہ میں دیدیا۔ اور جو برائیاں کیں تھیں اون کی تلافی کر دی۔ ابو الحسین احمد علوی کہتا ہے کہ ایک
مرتبہ شب کو بینہ بستا اور بال کج رہا تھا۔ میں و جب کے کنارہ مشرقیہ القصب محلہ میں اپنے نظریں
تھا کہ ایک ہاتف کی آواز مجھے سنائی دی۔ جو یہ اشعار پڑھتا تھا۔

لَمَّا بَلَغْتَ أَبَا الْحُسَيْنِ مَرَّادَ نَفْسِكَ فِي الطَّلَبِ

اے ابو الحسین جب تو طلب کرتے کرتے اپنے دل کی مراد کو اچھی طرح پہنچ گیا۔

وَأَمَنْتَ مِنْ حَدِيثِ اللَّيْثَا لِي وَاجْتَبَيْتَ عَنِ التَّوْبِ

اور زمانہ کے حوادث سے امن مل گئی۔ اور اوس کے خطرات سے بچ گیا۔

مَدَّتْ إِلَيْكَ يَدُ الرَّادِ وَلَخَذْتَ مِنْ بَيْتِ الذَّهَبِ

تو میری طرف موت نے ہاتھ بھیلایا۔ مگر تو نے (اوس سے فقیر سمجھ کر) خزانہ سے سونا لیا۔ (اوس سے دیوے)

وہ کہتا ہے کہ یکایک اسی تاج معز الدولہ مر گیا جب وہ مر گیا تو اوس کی جگہ اوس کا بیٹا عز الدولہ و ابو الحسن
بختیار بادشاہ ہوا۔ جس کا ذکر انشا اللہ تعالیٰ آئندہ آئیگا۔ جو یہ بضم بائے موحدہ و فتح واو و سکون یا
تحتانیہ و بائے ساکنہ۔ فَمَا خَسِرُوا نَجْعَ فَاَوْشَدَ يَزُونَ وَالْفَ وَنَا سَ عَجِيزَ مَضْمُومَ وَسِينِ مَهْلِكِ وَرَا كَ
مَضْمُومَ وَوَاوِ كَا مَفْتَحِ تَا كَ فَو تَانِيَهَ وَسِيمِ خَفَفَ وَالْفَ وَسِيمِ

اگر تطویل کا خوف نہ ہوتا تو میں سب ناموں کو مقید و مضبوط کرتا۔ مگر میں نے جو اپنے ہاتھ سے نام لکھ کئے ہیں۔ ناقل انھیں اسی طرح نقل کر لیئے۔ وہ صحیح ہیں۔ اوس کے دونوں بھائی محمد والدہ علی اور رکن الدین کا حال بھی آتا ہے۔

(۱) تاریخ ابوالفدا میں جو اوس کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اور تاریخ نگزیدہ اور ابن خلکان کے قلمی نسخوں میں یہ نسب سترہ صورتوں سے لکھا ہوا ہے۔ جو آپس میں ایک دوسرے سے جابجا مختلف ہیں۔ کہیں تو ناموں میں ایسا تلفظ نہیں کہیں نام ہی کم بیش ہیں۔ یہاں جو نام لکھے ہوئے ہیں غالباً یہ ادوں کے مطابق نہیں جو ابن خلکان نے خود لکھے تھے۔ مگر یہ بات کوئی بڑی اور اہم نہیں ہے۔ کیونکہ اسی میں بہت بڑا اختلاف ہے کہ خاندان یونینہ حقیقت بنی ساسان کی نسل سے ہے بھی یا نہیں۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۱۹ ابن ہشیل نوٹ ۸۔ ابن خلکان کو اوس وقت یہ کب خیر ہو سکتا تھا۔ کہ اوس کی کتاب کے ناقل اسی نسب میں ایسے عجیب و غریب تبدلات کر دیں گے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۲۵۳۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۱۶۸۔

۲۷۔ ابو نصر احمد بن مروان بن دُوسک کُرْدی حُمیدی ملقب
نُصْر الدَّولہ صاحبِ مِثَا فارقین و دیارِ بکر

اوس وقت بادشاہ ہوا تھا جب کہ قلعہ صُغَلَاغ واقع دیارِ بکر میں بروزِ پنجشنبہ درجادی الاولیٰ ۴۷۰ھ ۱۰۷۸ء کو اوس کا بھائی ابوسعید منصور بن مروان قتل ہوا تھا۔ یہ ابو نصر بڑا مسعود عالی ہمت ملکہارمی کے فن سے خوب ماہر صاحبِ حزم اور محتاط تھا۔ جو عیش و عشرت اور سعادت او سے حاصل ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ ابن الأَزرَق الفارَقی (باشا دِ مِثَا فارقین) نے اپنی تاریخ (شہر مذکور) میں لکھا ہے کہ نصر الدولہ نے اپنی تمام عمر ایک شخص کے سوا اور کسی پر جبر یا نہ نہیں کیا جس کا قیدہ اوس نے لکھا ہے یہاں اوس کے دو دھڑانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ ہمیشہ عیش و عشرت میں منہمک رہتا تھا صحیح کی نماز اوس کی کبھی نقصان نہیں ہوئی۔ اوس کی تین سوساٹھ نوٹیاں تھیں۔ ہر روز ایک سے خلوت کیا کرتا تھا۔ پچھرو دوسرے سال اسی روز دوسری مرتبہ اوس کی نوبت آتی تھی۔ وہ یہ بھی کہتا ہے

کراؤں کی اوقات بھی طرح منقسم تھی۔ ہر روز ایک وقت مصالح و دولت پر توجہ کرتا کچھ وقت عیش و عشرت میں اور کچھ اپنے گھر کے لوگوں اور دوستوں کے ملنے جلنے میں گزارتا تھا۔ اس کی اولاد بھی بہت تھی جو اس کے بچے بھیجے باقی رومی شہزادے عسکروس کے پاس بہت جی ہو سکے۔ اور اس کی بیوی میں تصنیف لکھ لکھ کر اپنے دیوانوں میں ہمیشہ تک باقی چھوڑ گئے۔ اس کی خوشی نصیبی سے دو وزیر اسے اپنے ملے تھے جو دونوں خلفا کے وزیر رہ چکے تھے۔ ایک تو اون میں ابو القاسم الحسین بن علی معروف ابْنُ الغزالی تھا۔ جس کا ایک دیوان ہے جس میں نظم اور نثر دونوں طرح کے تحریرات ہیں اور نیز اور کئی تصانیف مشہور کا مصنف ہے۔ یہ پہلے خلیفہ مصر کا وزیر تھا۔ اس سے چھوڑ کر امیر ابو نصر کے پاس اگر وزیر ہو گیا تھا۔ اور وزیر اب اس کی وزارت کا کام کیا تھا اور وہ ملکہ خاندانہ ابو نصر بن جیحیہ اس کا وزیر تھا۔ ان دونوں کا انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ذکر آئے گا۔ یہ شخص اخیر عمر تک سب اب اپنی سعادت و اقبال پر برقرار رہا پھر ۵۲۰ شوال ۵۸۵ھ میں وفات پائی کہ جامع مسجد محمدیہ میں دفن ہوا۔ بعض کہتے ہیں سیدی کے قعر میں پہلے گاڑا گیا تھا پھر وہاں سے بنی مروان کی مشہور قبرستان میں لے آئے جو جامع مسجد محمدیہ کے پاس ہے۔ شہر میں ہی عمر ہوئی۔ بالآخر برس امارت کی۔ جسے بعض نے بیالیس برس بھی بتایا ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ کیا فارقین مشہور ہے اس کے ضبط کی ضرورت نہیں۔ محمدیہ بصرہ میں سکون باسکے مہلہ و فتح وال مہلہ بنائے غلہ بنایا فارین کے قریب ایک رابطہ ہے۔ سیدی کی قبر میں مہلہ و وال مہلہ و لام مشہور ہے کہ سورہ اسی قصہ میں ایک قبہ ہے جس کے تین ستون ہیں یہ عجیب لفظ ہے جس کے معنی آئندہ دسی سکے ہیں۔ اس کے بعد آگیا بیٹا نظام الدین ابو القاسم نصر پادشاہ ہوا۔

۱۲۱ ابو القاسم اپنے جغرافیہ میں بیان کرتا ہے کہ غلہ و بارکین واقع ہے عروجی دروان اور وفات منصور رحمۃ اللہ کا حال تاریخ ابو القاسم نے لکھا ہے۔

۱۲۲ دیوان الشعر والرائل کے محاورہ کے معنی یہی ہیں جو میں سنہ بیان لکھے ہیں۔

۱۲۳ رابطہ و دناک اسلام پرستوں نے مکانات یا بارکین اور سرزمین تعین۔ جن کی تعداد ہزاروں ہوا کرتی تھی اور جن میں مسافر گرفت آرام پاتے تھے۔ ان کی تعمیر و تعمیر اور صفائی وغیرہ کے اخراجات یا تو سرکار سے مقرر ہوتے تھے یا چندہ وغیرہ سے چلتے تھے۔ ایسا ہمارے زمانہ میں ہوا۔ ان کے داخلے جاندارین و وقف کردہ سیستے

تھے۔ دیکھو مذکرہ ۱۱ قاضی الطبری نوٹ ۶۔ رباط میں جو کچھ فوجی خدمت کرنا پڑی وہ ثواب کا کام سمجھا جاتا تھا۔
اس مضمون کی اگر زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو ابوالفدا کے جغرافیہ میں غلام ابن مؤقل دیکھنا چاہئے۔ انوس کہ
اس زمانہ میں ایسے زمانہ عام کے کام میں روپیہ خرچ کرنا فضول سمجھا جاتا ہے۔
۴۴ فارسی میں سدا کہ باسہ درہ کہتے ہیں۔

۳۴۔ ابوالقاسم احمد موصوف بالمستغنی بن المستنصر بن الفاطمہ بن الحاکم

بن العزیز بن المعز بن المنصور بن القائم بن المہدی مجتبیٰ علیہ السلام
کا باقی نسب قبضہ بنی کے ذکر میں جنت عین میں آئیگا۔ اور جو اختلاف اوس میں ہے۔ اوس کی کیفیت بھی
وہاں لکھی جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں اپنے باپ مستنصر کے بعد دیار مصر اور شام میں حاکم ہوا۔ مگر اوس کے
زمانہ میں اس خاندان کی حکومت میں اختلاف پڑ گیا۔ سلطنت ضعیف ہو گئی۔ شام کے اکثر شہر و جا
اوس کی دعوت منتقل ہو گئی۔ ایک طرف تو ترکوں نے اوس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ دوسری طرف
فرنگی آگے۔ خدا کو دے۔ خدا کو دے۔ فرنگی شام کے ملک میں آئے۔ اور انطاکیہ پر پادشاهی التتبع کے
دن ۴۹۸ میں طرابلس کی پھر ۱۶۔ جس ۴۹۸ میں ۲۰ رجوع شدہ کو اوس پر قابض ہو گئے۔ دوسرے
سال ۴۹۸ میں معرفۃ الشہان کو بھی لے لیا۔ اس کے بعد شعبان ۵۰۰ میں جالیس و زبے
زیادہ کے محاصرہ کے بعد بیت المقدس بھی جمعہ کی چاشت کے وقت اوس کے قبضہ میں چلا گیا۔ ایک
ہفتہ تک کثرت سے مسلمان قتل ہو رہے۔ صرف سجدہ قسطنطنیہ میں شہر خراسان سے اور پانچ سو سے زائد
کی تعداد پہنچ گئی۔ شہر کے پاس سے فرنگیوں نے نظر و طلالی و زبے لے لیا۔ اس قدر سے کہ جن کی
انتہا نہیں۔ تمام بلاد اسلام میں اس واقعہ کو نہ بڑے درجہ کا تھک پڑ گیا۔ جس کا ذکر کسی قدر افضل بن ہبیر
البحرین کے بیان میں حرف شین میں آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ افضل شامی شامی الیہ الخ کے لقب
سے موصوف تھا۔ اس نے بیت المقدس کو کمان بن ارنق سے ۲۵۔ رمضان ۴۹۸ میں جمعہ کے
دن ۵۰۰ شعبان ۴۹۸ میں لیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اوس نے ایک شخص کو اپنی طرف سے
ولایت کا والی کر دیا تھا مگر اوس میں اتنی طاقت نہ تھی کہ فرنگیوں کو روکے۔ فرنگیوں نے یہ مقام
اوس سے لے لیا۔ اگر ارنق خاندان کے ہاتھ میں ہی رہتا تو مسلمانوں کے لئے بہت اچھا تھا۔

پھر فرنگی ساحل بحر کے اکثر شہروں پر اوس کے ایام میں قابض ہو گئے۔ ماہ شوال ۱۲۹۳ھ میں انہوں نے چٹھا بھی لے لیا ۱۲۹۴ھ میں تیساریں بھی اون کے ہاتھ میں چلا گیا۔ مستعلی کو کچھ اختیار نہ تھا۔ اس (وزیر) ہی ہر ایک کام کا مالک تھا۔ اسی کے زمانہ میں اوس کا بڑا بیٹا نزار بھی سکندریہ کو بھاگ گیا۔ یہ نزار اصحاب دعوت (فرقہ اسماعیلیہ) کا جاحل علی تھا۔ جو قلعہ الموت اور نیز دیگر قلاع کے مالک تھے اس شخص کا حال بہت مشہور ہے۔ اور قلعہ طرابلس ہے۔ جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ مستعلی ۲۰ محرم ۱۲۹۹ھ (اکتوبر ۱۱۸۷ء) کو قاہرہ میں پیدا ہوا۔ اور عید غدیر خم کے روز ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ (۱۱۸۷ء) کو اوس کی بیعت ہوئی۔ مصر میں بروز شنبہ ۱۲۹۹ھ (دسمبر ۱۱۸۷ء) کو وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱) اس کے خاندان سے مراد ابن خلکان کی فاطمین سے ہے۔ مگر چونکہ اوس کے نزدیک یہ لوگ بی بی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل سے نہیں ہیں اس واسطے وہ اس نام سے انہیں نہیں پکارتا۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۱۰ ابراہیم صوفی نوٹ ۹۔

(۳) صخرہ کے معنی پتھر کے ہیں۔ جو کینہ مسجد حضرت عمر کے پاس ہے۔ جسے اوغون نے پورا لے کر کینہ کے مقام پر بنوایا تھا اور اسے صخرہ اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ اوس مقام پر بنا ہے جسے مسلمان وہ پتھر خیال کرتے ہیں کہ جو حضرت یعقوب کا اوس وقت تکیہ تھا جب کہ اوغین ایک سیر می آسمان تک لگی ہوئی نظر آتی تھی۔ (۴) ائمتہ شیوخ اہل بیت افضل اپنے باب کی طرح ابراہیم پیش کھلاتا تھا۔ از نویری۔

وہ بیت المقدس اوس زمانہ میں تاج الدولہ شمس سلجوقی کے قبضہ میں تھا۔ جسے اوس نے امیر شکمان کو دیدیا تھا۔ افضل نے افتخار الدولہ کو شمس سلجوقی کی طرف سے وہاں کا حاکم کر دیا تھا۔ اخوان نویری۔

(۵) جسے اہل یروپ کیف کہتے ہیں۔

(۶) نویری نے نزار کے حالات اس طرح لکھے ہیں۔

مستعلی کی بیعت بروز شنبہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۸ھ کو ہوئی تھی۔ اور اس کا سبب افضل ابراہیم پیش تھا۔ کیونکہ وہ ایک متغیر کے مرتبے ہی سے عت تمام قلعہ قاہرہ میں آیا۔ اور مستعلی کو تخت سلطنت پر بٹکن کر دیا۔ اور کسی شخص کو نزار عبداللہ اور اسماعیل اوس کے بھائیوں کے پاس بھیجا اور باپ کے مرنے کی اطلاع دیکر اوغین بہت جلد بلوایا۔ جب وہ آئے تو دیکھا کہ اون کا سبب چھوٹا بھائی تخت خلافت کا مالک بنا بیٹھا ہے۔ اس پر بار

خفسہ کے اونہیں تاب نہ رہی۔ افضل نے اون سے کہا آگے بڑھو اور خدا اور ہمارے خداوند متعالیٰ باللہ کے حضور میں زمین بوسی کرو۔ اور اوس کی بیعت کرو۔ کیونکہ المستنصر باللہ نے اوسے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ نزار نے اس کا جواب اس طرح دیا کہ میرے اگر ٹکڑے بھی کر ڈالے جائیں تب بھی تو میں اپنے سے چھوٹے بھائی کی اطاعت نہ کروں گا۔ میرے پاس تو میرے باپ کے خاص ہاتھ کا لکھا ہوا ایک کاغذ ہے جس میں اوس نے مجھے اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ اوسے جا کر میں ابھی لے آتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ گھر کو فوراً کاغذ لے کو گیا۔ اور سکندریہ کو چل دیا۔ افضل نے آدمی بھیجے کہ اوسے واپس لے آئیں۔ مگر کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں گیا۔ اور کیسے گیا۔ اس سے افضل کو سخت پریشانی ہوئی۔ مگر بعض اس روایت کو دوسری طرح بیان کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ برب مستنصر باللہ مقرر کیا تو نزار جو ولی عہد تھا سخت پریشان ہوا۔ اور اپنی بیعت کی تجویزین کرنے لگا۔ لیکن اسے افضل نے منظور نہ کیا۔ وہ نزار کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اوس نے امرائے سلطنت اور بڑے بڑے اعیان و اکابر کو بولایا۔ اور ایک مجلس منعقد کر کے اون سے کہا کہ نزار جوان ہو گیا ہے۔ اوس کے مزاج کی سختی کا بار اوٹھا نا بہت مشکل ہے۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ اوس کے چھوٹے بھائی ابو القاسم احمد کی بیعت کی جائے۔ اس تجویز کو سب نے بالاتفاق پسند کیا۔ فقط محمود بن مصال نے اختلاف کیا۔ جس سے نزار نے اپنا وزیر اور افضل کی نگہ ایر الجیوش بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ اس واسطے ابن مصال نے نزار کو اس کی اطلاع کی۔ لیکن افضل نے بڑی جلدی کی۔ اور احمد کو مستعلیٰ باللہ کے لقب سے فوراً خلیفہ شہور کر دیا۔ اور سخت سلطنت پر اوسے بٹھا کر خود وزیر بن گیا۔ اور امام علی بن النکھال قاضی القضاۃ اور شہود کو بلوا کر تمام اعیان سلطنت سے مستعلیٰ باللہ کی بیعت لے لی۔ اس کے بعد وہ اسمعیل اور عبد اللہ کے پاس گیا جو قلعہ کی مسجد میں مقید تھے اور کہا کہ خلیفہ متعلیٰ باللہ کی لوگوں نے بیعت کر لی ہے اور اوس نے آپ کو سلام کیا اور اپنی بیعت کرنے کے لئے آپ کو پورا اختیار دیا ہے۔ اس کا اوصخون نے جواب دیا۔ کہ جب خداوند تعالیٰ نے ہمارے مقابلے میں اسے خلافت کے لئے منتخب کر لیا ہے تو ہم بھی اوسے خلیفہ سمجھتے ہیں۔ اس واسطے اوصخون نے بیعت کر لی۔ اور شریف ثناء الملک محمد بن محمد الحسینی نے جو محکمۃ النشر کا کاتب تھا (دیکھو تذکرہ ۴۸ نوٹ ۵) تمام امرائے سلطنت کے روپر و ایک سنبڑہ کر سائی جو پہلے سے لکھی ہوئی تیار تھی۔ اس پر نزار اور عبد اللہ اوس کا بھائی دونوں محمود بن مصال کے ساتھ سکندریہ کو بھاگ گئے۔ اس مقام کا حاکم اوس وقت ناصر الدولہ افکنین ترک تھا۔ جو ایر الجیوش کے مالیک میں سے تھا۔ جس کا تذکرہ ابن خلکان نے اپنی کتاب

میں لکھا ہے جب یہ سارا قصد انہوں نے جا کر اوس سے کہا اور اُس سے وزارت دینے کا وعدہ
 کیا تو اوس نے نزار سے بیعت کر لی اور اوس شہر کے تمام لوگوں نے اوسے خلیفہ تسلیم کر لیا نزار نے
 پھر اپنا لقب مصطفیٰ لدین اللہ رکھا اوس کے بعد محمد بن مسلمین فضل نے فوج لی اور نزار اقلین
 اور ابن مصلال پر چڑھ کر گیا یہ لوگ بھی سکندریہ میں اوسکے مقابلہ کو نکلے بڑی سخت لڑائی کے بعد فضل
 کو شکست ہوئی افضل مصر کو لوٹ آیا۔ نزار نے کچھ بدوی عربوں کی مدد سے مصر کے شمالی اقطاع میں تباہ
 و تاراج کرنا شروع کیا اور تمام ویرانہ بنا دیا اس واسطے فضل پھر سکندریہ کو گیا اور ذی القعدہ کے مہینہ
 تک اوسے محاصرہ کئے پڑا رہا جن وقت کی شکست ہو رہی تھی اوس وقت ابن مصلال نے ایک خواب
 دیکھا اور غیر ملک والے منہم سے دوسرے دن صبح کو خواب کی تعبیر پوچھی اوس نے کہا کہ میں نے خواب میں
 دیکھا ہے کہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور فضل زین پر میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے اس پر اوس
 ابہنی نے کہا کہ جو شخص زین پر چل رہا ہے زین اوس کے قبضہ میں جائیگی یہ سنتے ہی ابن مصلال نے اپنا سب
 مال و متاع جمع کیا اور موضع لک کو جو برقر کے قریب تھا بھاگ گیا اوسکے بھاگتے ہی نزار اور اقلین کی قوت
 گھٹنا شروع ہو گئی اور آخر کار یہاں تک مجبور ہوئے کہ انہیں فضل سے اپنی جانوں کی امن مانگنا پڑی جب
 اوس نے جان کی امان کا وعدہ کر لیا تو انہوں نے سکندریہ کے دروازے کھول ڈالے چنانچہ وہ اندر
 گیا اور نزار اور اقلین کو پکڑ کر منہر کو بھیج دیا اسکے بعد نزار کو پھر کسی نے نہ دیکھا کہ وہ کہاں گیا کہتے
 ہیں کہ فضل نے اوسے دو دیواروں کے درمیان چنوا دیا تھا اوسی جگہ مر گیا نزار ۱۰ ربیع الاول ۳۳۰
 کو پیدا ہوا تھا رہا اقلین سوادسکی نسبت بعد میں مشہور کر دیا تھا کہ اوسے قتل کر دیا گیا۔ ابن
 المصالح کو فضل نے ایک خط بھیج کر اپنے پاس مصر میں بلا لیا اور جب وہ آیا تو بڑی غلط و نواضع سے اوسے کہا
 ماخوذ و توبیخی اس بیان کو میر خوند کے خلاصہ سے مقابلہ کرنا چاہیے جو مشرعی ساسی نے اپنی
 کتاب یا دگار سفاکان میں دیا ہے ابن خلکان کہتا ہے کہ نزار ہی اسماعیلیوں کا مورث اعلیٰ ہے
 اسی کو میر خوند نے بھی تسلیم کیا ہے جو کتاب کناذان اسماعلیہ کا ایک سردار حسن بن محمد بن بزرگ اسمیہ
 نزار بن المستنصر کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ مشرعی ساسی کی دو کتابوں میں اسماعیلیوں کا بیان
 ہے اور بہت اچھی طرح لکھا گیا جو اوسین ہر ایک قسم کے معلومات پر بہت رواں کی اور کتابوں کی تعریف کیا گیا انہوں
 (۸) خم اوٹینی زین کو کہتے ہیں جہاں کچھ پانی جمع ہوا ہے مگر یہاں نہ ایک مقام کا نام ہے جو مرین شرفین کے

درمیانِ حجّہ سے تین میل پر واقع ہے وہاں ایک تالاب ہے جسے غدیرِ خم کہتے ہیں مسلمانوں میں شیعوں فرقہ کے لوگ غدیرِ خم کی عید مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت علی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے واپسی کے وقت جب اس مقام پر پہنچے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا تھا۔

۷۴۔ ابوالعباس احمد بن ابی سیف الدین ابی الحسن علی بن احمد بن ابی الینجا بن عبد اللہ بن ابی ٹھکیل بن تترز زبان الککاری معروف بہ ابن المشطوب

عبداللہ بن کے لقب سے مشہور تھا مشطوب (داغدار) اسکے باپ کا لقب تھا اسکے چہرے پر خیم کا ایک داغ تھا یہ ابن المشطوب بڑا امیر کریم اور بادشاہوں کے روبرو بہت ہی بڑا ذی حرمت بلکہ بادشاہوں میں ہی معذور و ہونا اور تمام مخلوق میں عالی ہمت کثیر الجود و واسع الکرم شجاع و دلیر عالی حوصلہ مشہور تھا بادشاہ اس سے خوف کھاتے تھے اس کے وقائع مشہور ہیں جن میں اس نے بادشاہوں پر فوج کیا تھا۔ یہاں اونکے ذکر کی کچھ حاجت نہیں دولتِ صلاحیہ کے امر سے تھا کیونکہ جب اس کا باپ جسکی جاگیر نابلس کا ملک تھا امر تو سلطان صلاح الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک ثلث اسکی جاگیر میں سے بیت المقدس کے لئے مخصوص کر دیا باقی اسکی بیٹے عبداللہ بن مذکور کو جاگیر میں دیدیا تھا اس کا دادا ابوالہیجا رعمادیہ کا اور نیز خند و گیلخلاق ہکاریہ کا مالک تھا۔ یہ ایک مدت تک اسیدِ ح ایوب جاہ و حرمت پر برتر رہا مگر دنیا ط کے سال وہ واقع ہوا جو مشہور ہے اسکی تفصیل میں نے ملک کاٹل کے ذکر میں بیان کی ہے اس واقعہ کے بعد ابن المشطوب دیار مصر سے نکل گیا اور آخر کو اسکا یہ حال ہوا کہ قلعہ کے قلعین جو موص و سنجار کے درمیان واقع ہے ربیع الاول کے مہینہ میں محصور کیا گیا اس کا قصہ مشہور ہے محاصرہ کی حالت میں امیر بدر الدین لولوا تائبک صاحبِ مصل نے اسکی سرکشتی شروع کی اور اسے مکر چکر کر کے اس کے وعدہ و کیر اطاعت کرنے پر آمادہ کر لیا اور اپنے وعدہ کے استحکام کیلئے حلف بھی اٹھایا جس سے ابن مشطوب موصول کو چلا گیا کچھ تھوڑا ہی وہاں قیام کیا تھا کہ مصل نے اسے گرفتار کر لیا یہ واقعہ ۷۸۸ھ کا ہے پھر اسے ملک اشرف مظفر الدین ابن الملک العادل کو پا سن بھیجا اسکی گرفتاری کا

مقصود تھا کہ ملک اشرف کو راضی کر لے کیونکہ اس وقت اخیر مرتبہ ابن المشطوب نے ملک اشرف کے
 ہی مقابلہ میں غرضج کیا تھا۔ ملک اشرف نے اوسے قلعہ حتران میں قید کر دیا۔ اور نہایت ہی تنگ بکڑا۔
 آہنی وزنی ٹریڈیاں پیروں میں اور چوبی ہتھکڑیاں ہاتھوں میں ڈلوادیں۔ کہتے ہیں وہاں اوسے ایسی بری
 طرح رکھا گیا تھا کہ سرور و ازلی کے بالوں اور کپڑوں میں جنوں میں تک کثرت سے پڑ گئی تھیں۔ میں اس
 زمانہ میں چوتھا یہ حالات اسی وقت سنا کرتا تھا۔ ایک شخص کی زبانی میں نے سنا ہے کہ اوس کے کسی
 خادم نے ملک اشرف کو یہ دو بیت اوس کی خلاصی کے واسطے لکھا کچھ بھی تھیں۔

يَا مَنْ يَدُّوْا وَسَعْدِيْهِ دَا سَرَفَاكَ مَا اَمَنْتَ مِنَ الْمَلُوْكِ بَلْ اَنْتَ مَلِكٌ

اے وہ شخص کہ جس کے انبال کے ساتھ آسمان ہیشہ گردش کرتا ہے تو ملک نہیں بلکہ ملک ہے۔

مَمْلُوْكُكَ ابْنُ الْمَشْطُوْبِ فِي السَّجْنِ هَلَاكَ اَطْلُقْ فَإِنَّ الْأَمْرَ لِلَّهِ وَلَاكَ

ایہ ملک ابن المشطوب قید خانہ میں مرا ہے اوسے چھوڑ دے۔ یہ امر کہ اللہ کے اوتیر کے کسی کے اعتبار میں نہیں ہے
 مگر ابن المشطوب اسی حالت قید میں باہر بیچ الاخر ۶۱۹ھ (۱۲۲۳ء) میں مر گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد رحمت
 ابن المشطوب نے شہر راس عین کے دروازہ پر اوس کے لئے ایک قبہ بنایا۔ اور حتران سے وہاں لا کر
 دفن کر دیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ میں نے بھی اوس کی قبر دیکھی ہے۔ جب وہ قید خانہ میں تھا تو ایک ادیب نے
 یہ دو بیت اوسے لکھا کچھ بھی تھیں۔

يَا اَحْمَدُ مَا زِلْتَ عِمَادَ الدِّيْنِ يَا اشْبَعُ مَنْ اَمْسَكَ رُمْحَا بَيْمَيْنِ

اے احمد جو ہمیشہ دین کے لئے ستون رہا ہے۔ اور اے اشبع جو ہر ہاتھوں نے نیزہ دست راست میں کھڑا ہے۔

لَا تَأْسَ اِنْ حَصَلَتْ فِي سِجْنِهِمْ هَا يُؤْسَفُ اَقَامَ فِي السَّجْنِ دَيْنَيْنِ

کچھ بچ و حزن نہ کر کہ تو ان کے قید خانہ میں پڑا ہے۔ حضرت یوسف کو دیکھو۔ وہ تو برسوں قید میں رہے تھے۔
 یہ مضمون بختری کے قول سے لیا ہوا ہے جو ان آیات میں مذکور ہے۔

اَمَّا فِي رَسُولِ اللّٰهِ يُؤْسَفُ اَلْاَمَلُ لِمَثَلِكَ مَحْبُوْسًا عَلٰی الظُّلْمِ وَالْاَمَلُ

تجہ سعادتی کو جو ظلم و بہتان سے قید میں گرفتار ہے کیا حضرت یوسف کو جو اللہ کے رسول تھے دیکھ کر کافی تسلی نہیں ہو سکتی

اَقَامَ جَمِيْلُ الصَّبْرِ فِي السَّجْنِ بَرْهَةً قَالَ بِدِ الصَّبْرِ الْجَمِيْلُ اِلَى الْمَلِكِ

وہ قید خانہ میں ایک دن رنگ اچھے مہر سے پڑے رہے۔ آخر اسی مہر جیل نے انہیں بادشاہی تک پہنچا دیا۔

امیر عباد الدین قیاسؒ (۱۱۶۵ھ) میں پیدا ہوا۔ میں نے قاضی فاضل کے ایک رسالہ میں دیکھا ہے کہ امیر سیف الدین ابوالحسن علی بن احمد ہکاری معروف بالشطوب نے ملک ناصر صلاح الدین کو ایک غرضی کے ذریعہ سے اطلاع دی تھی کہ عباد الدین ابوالعباس احمد پیدا ہوا ہے اور اس کی ایک اور عورت حاملہ ہے۔ قاضی فاضل نے (بادشاہ کی طرف سے) اس کے جواب میں لکھا۔ امیر کی تحریر بارے پاس پہنچی جس میں وہ بچوں کی خبر درج تھی۔ جن میں سے ایک تو بہت فیتق ایندھی اگر اور گیا ہے۔ اور دوسرا استعین ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی قسمت میں سلامتی کا حکم لکھے۔ ہم کو اس ستارہ سے خوشی ہوئی جو پردہ سے باہر نکل آیا۔ اور اس مصل کی خوشی کی امید ہے۔ جو ابھی کلینڈون میں باقی ہے۔

اب رہا اس کتاب سیف الدین الشطوب سواد سے اور بہار الدین فراقوش کو جس کا ذکر اسندہ انشا اللہ تعالیٰ آگیا۔ سلطان صلاح الدین نے فلکیوں کے خوف سے عکا میں مقرر کر دیا تھا۔ یہاں اس کی حفاظت پر مقرر تھا۔ کہ فلکیوں نے اس کا محاصرہ کیا۔ اور اس پر قبضہ کر لیا۔ جب یہ سیف الدین وہاں سے چھوڑا بروہنچٹ بنہ کہ جو دی الاخرہ ۱۱۷۵ھ کو سلطان صلاح الدین کے پاس قدس میں پہنچا۔ ابن شداد اپنی تاریخ میں کہتا ہے کہ یکایک سلطان صلاح الدین کے پاس یہاں اس وقت پہنچا۔ کہ اس کا بھائی ملک عادل اس کے پاس موجود تھا۔ بادشاہ اٹھا اور بنگلیہ ہوا۔ اور دیکھ کر نہایت ہی خوش ہوا۔ پھر غلیہ میں لیجا کر بڑی دیر تک گفتگو کرتا رہا۔ مگر سیف الدین (بہت جلد) بروہنچٹ بنہ ۲۶ شوال ۵۸۸ھ (۱۱۹۲ھ) کو تائبس میں مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ تو عمار کا تب اصنافی نے اپنی کتاب البزق الشامی میں لکھا ہے مگر بہار الدین بن شداد اپنی کتاب سیرۃ صلاح الدین میں کہتا ہے کہ سیف الدین بروہنچٹ بنہ ۲۳ شوال سنہ مذکور کو قدس شریف میں مارا۔ اور مسجد اقصیٰ میں اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی گئی۔ اس کے بعد اسے اپنے ہی مکان کے صحن میں دفن کر دیا گیا۔ امار کے دولت صلاحیہ میں کوئی شخص اس کا مثل نہ تھا۔ اور نہ منزلت و علو مرتبہ میں اس کا ہم پایہ تھا۔ اسے امیر کبیر کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ یہ لفظ اس کا نام سا ہو گیا تھا۔ کوئی دوسرا شخص اس معنی میں اس کا شریک ہی نہ تھا۔ میں نے قاضی فاضل کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ امیر سیف الدین شطوب امیر کبیر اگر اوی وفات کی خبر آئی جو بروہنچٹ بنہ ۲۳ شوال سنہ مذکور کو قدس میں پہنچی تھی۔ وفات کے روز اس کی خواہجہ نالیں وغیرہ کے محاصل سے مقرر تھی تین لاکھ دینار تھے۔ تید فرنگ سے چھوٹنے کے بعد اس کی دنگلی کے پورے سودن عجیب نہ

گزرنے پائے تھے کہ پیغام اجل آپہنچا خدا تعالیٰ پاک ہوا و زندہ کبھی مرنے والا نہیں وہی لوگوں کی بنیاد جسمانی کو توڑ ڈالتا ہے دیوانِ حاسہ کی ایک بیٹ کے مطابق ہے جو ب ذیل ہے۔

فَمَا كَانَ قَيْسُ هَلْكَهُ هَلْكَ وَاحِدٍ وَلَكِنَّهُ بَيَانُ قَوْمٍ تَهْدَمَا
یہ بیت عبدة بن الطیب نے اوس مرثیہ میں لکھی ہے جو اوس نے قیس بن عاصم التیمیسی کی موت پر لکھا ہے یہ قیس بادیہ سے نبی صلعم کے پاس بنی تیمم کے وفد کے ساتھ سہ ماہ میں آیا اور مسلمان ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کے حق بن فرمایا تھا کہ یہ اہل البرکات سے ہے۔ یہ شخص علم اور اپنی قوم کی سیادت میں بڑا مشہور اور عامل تھا۔ عربی دانوں کے نزدیک اس شعر کے اعراب میں کچھ بحث ہے جس کے بیان کا بیان موقع نہیں ہے ابو تمام طائی نے (حاسکے) باب مرثیہ میں یہ بیت دواور ابیات کے ساتھ لکھی ہے وہ یہ ہیں۔

عَلَيْكَ سَلَامُ اللَّهِ قَيْسُ بْنُ عَاصِمٍ وَمَرْحَمَتُهُ مَا شَاءَ أَنْ يَذَرَحَهَا
اے قیس بن عاصم تجھے برا اللہ تعالیٰ کا سلام ہو اور رحمت جو اس وقت تک کہ وہ اپنے بندوں پر رحمت کرتا ہے تجھ پر من غادر نہ غرض الودعی اذ انرا رعن شخط بلادك سلمنا
یہ سلام اس کی طرف سے ہے جسے مصائب نے اپنا نشانہ بنایا ہے اور اس کی وطن سے ہے کہ جب وہ دور سے تیرے شہر کو آتا ہے تو سلام کرتا ہے۔

فَمَا كَانَ قَيْسُ هَلْكَهُ هَلْكَ وَاحِدٍ وَلَكِنَّهُ بَيَانُ قَوْمٍ تَهْدَمَا
قیس ایسا شخص نہیں کہ اس کی ہلاکت ایک شخص کی ہلاکت ہو بلکہ وہ ایک قوم کی بنیاد ہے جو منہدم ہو گئی ہے۔ یہ قیس اون لوگوں میں سے اول شخص ہے جو زمانہ جاہلیت میں خسر بننے کی غیرت سے لڑکیوں کو زندہ درگور کیا کرتے تھے۔ اسی کو دیکھ کر لوگوں نے یہ رسم اختیار کی تھی جسے اسلام نے رد کر دیا۔

امیر بدر الدین لولوند کو بروز جمعہ ۳ شعبان ۷۵۴ھ (جولائی ۱۵۵۴ء) کو قلعہ مصلحین مرا اور وہیں ایک قبرستان میں مدفون ہوا اس وقت اس کی عمر انسی سال کی تھی رحمہ اللہ تعالیٰ
(۱) شام کا ملک اس زمانہ میں بہت سے چھوٹے چھوٹے سرداروں کے قبضہ میں تھا جن میں

ہر ایک قریب قریب خود مختار تھا۔

(۲) ابن المشطوب کی زندگی کے بڑے بڑے واقعات دیکھنا ہوں تو موسیٰ وہمیک کی کتاب دیکھنا پڑے۔

(۳) ترکوں کی ایک قوم ہے یہ لوگ اس وقت موصول کے شمال مشرقی ملک پر قابض تھے۔

(۴) اس سے مراد سلطان عثمانی ہے جس میں فرنگیوں نے دیساٹ پر حملہ کیا تھا۔

(۵) ابن المشطوب چاہتا تھا کہ ملک کامل کو مغرور کر کے اس کے بھائی ملک قاض کو مسخرہ سلطان

مقرر کرے۔

(۶) اس قلعہ کا نام تم لے بغیر تل اعفر اور التل الاعفر بھی کہتے ہیں موصول اور سنجار کے درمیان ایک ویران

پہاڑی واقع ہے وہاں ایک خرب پانی کا چشمہ بھی ہے۔ ماخوذ از مرصد الاتباع

(۷) تاریخ کامل ابن اثیر کا تیسرا دیکھنا چاہیے۔

(۸) گم خوشہ خرا کے غلات کو کہتے ہیں جس کے معنی ہیں نئے کھلی کے لئے ہیں۔

(۹) ابن المشطوب اور اسکی سپاہ جو عساکر کی حفاظت پر مامور تھی اور جن نے فرنگیوں کا خوب

مقابلہ کیا مگر آخر کار چرچر نے انہیں قید کر لیا اور کل نوح کو قتل کر ڈالا۔ صرف پندرہ سو

بامید فدیہ رکھ چھوڑے۔

(۱۰) ابن شداد کی تاریخ کا ترجمہ جس کا حوالہ ابن نلکان نے بیان دیا ہے شلٹن نے لیٹن مین آل عربی

متن کے ساتھ چھاپا ہے۔

(۱۱) دیکھو تاریخ ابن شداد۔

(۱۲) لفظی ترجمہ اسکی روٹی۔ محاورہ میں اس لفظ کے معنی تنخواہ کے ہیں اور اس میں کہ میطہ کا شک نہیں

(۱۳) ایوبی دینار کی قیمت ابھل کے حساب سے ایک پونڈ انگریزی کے برابر ہوگی جسکے پندرہ روپیہ چھوڑ دیئے

(۱۴) دیکھو دیوان حماسہ

(۱۵) لفظی ترجمہ ہے اونٹ کے بالوں والے لوگوں کا سردار۔ بدوی عرب اس وقت تک اپنے خیمہ ایک

قسم کے سیباہ پٹے کے بناتے ہیں جو اونٹ کے بالوں سے بنایا جاتا ہے۔

(۱۶) تبریزی نے اپنی شرح حماسہ میں اسکی نسبت خوب بحث کی ہے۔ بحث یہ ہے کہ لفظ ھلک کے

کاف کو کیا اعراب ہونا چاہیے۔ اسے منصوب پڑا جائے یا مرفوع۔

۷۵۔ ابو العباس حمد بن عبد اللہ بن شعیب بن محمد بن جابر بن قحطان اللہی

ملقب صلاح الدین

اربل کے ایک بڑے خاندان سے تھا۔ اور ملک معظم مظفر الدین بن زین الدین صاحب اربل کا صاحب تھا۔ مظفر الدین اس سے کچھ آندو ہو گیا اور اس سے ایک مدت تک قید کر دیا تھا جب وہاں سے خلاصی پائی تو بلا دشام کے ارادہ سے سنہ ۱۲۶۶ء میں ملک القاہر بہار الدین ایوب بن الملک العادل کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ملک مغیث بن الملک العادل کی خدمت میں رہنے لگا۔ اس سے وہ اربل سے ہی جانتا تھا۔ اس کے پاس وہ بہت اچھی طرح سے رہا جب مغیث مر گیا۔ تو صلاح الدین دیا رہ کر چلا گیا۔ اور ملک کامل کی خدمت کرنے لگا۔ اس سے ملک کامل کی نظرون میں اس کی قدر بڑھی اور اس درجہ پر پہنچ گیا۔ کہ وہاں اس کے برابر کوئی بھی نہ رہا۔ خلوت میں بھی اوس کا شیر تدبیر ہو گیا۔ ملک کامل نے اسے امیر کر دیا۔ یہ صلاح الدین صاحب فضیلت تائید اور قسم قسم کے علوم میں اچھی دست نگاہ رکھتا تھا۔ میں نے سنا ہے کہ اسے امام غزالی کا رسالہ جو فقہین ہے اور اخلاص کے نام سے مشہور ہے حفظ یاد تھا۔ نظم بھی اچھی کہتا تھا۔ دو بیت بھی اوس کی بہت خوب ہوتی تھیں۔ بادشاہوں کے یہاں اسی سے اوس کی رسائی ہوتی تھی۔ پھر ملک کامل بھی اس سے بگڑ گیا۔ اور محمد شمس الدین جب کہ وہ فرمایوں کے مقابلہ میں منصورہ میں بڑا ہوا تھا اس سے بگڑ کر قید کر دیا۔ اور قلعہ قاہرہ کو بھیجا یا یہاں وہ نہایت سخت قید میں رہے آخر سنہ ۱۲۸۲ء تک مجبوس رہا۔ پھر صلاح الدین نے دو بیتیں لکھیں اور ایک گویے کو یاد کرا دیا۔ اوس نے ملک کامل کو سنایا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور پوچھا کس کی ہیں۔ معنی نے کہا صلاح الدین کی ہیں۔ اس پر ملک کامل نے اسے چھوڑ کا حکم دیدیا۔ وہ دو بیت یہ ہیں۔

مَا أَمَرَ تَجَنِّدَكَ عَلَى الصَّبِّ خَفِي أَفْنَيْتَ سَرَّ مَائِي بِالْأَسْفِ وَالْأَسْفِ

عاشق پر جو سیرِ غلم و زیادتِ ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔ تو نے میری عمر کا زمانہ رنج و افسوس میں سب فنا کر دیا۔

مَاذَا غَضَبَ بِقَدْرٍ ذُنُوبِي وَلَقَدْ بِالْغَتِّ وَمَا أَرَدْتُ إِلَّا أَنْ أَكْفِي

جو غصہ ہے وہ میرے گناہ کے برابر نہیں۔ بلکہ اوس میں تو نے سبانتہ کیا ہے جس سے میری بربادی کے سوا اور کوئی

تیرا ارادہ نہیں۔

بعض کہتے ہیں وہ دو بیت جس سے اوسے خلاصی مل تھی یہ ہیں۔

إِصْنَعْ مَا شِئْتَ أَنْتَ الْمَحْبُوبُ مَا لِي ذَنْبٌ بَلَى كَمَا قُلْتَ ذُنُوبُ

کر جو تو چاہتا ہے۔ تو تو پیارا ہے۔ یہ گناہ تو کچھ نہیں۔ مگر چونکہ تو کہتا ہے تو بت گناہ ہیں۔

هَلْ تَسْمَحُ بِالْوَصَالِ فِي كَيْلَتِنَا تَجْلُو صَدَّ الْقُلُوبَ وَتَغْفُو الْوُجُوهَ

کیا ایسی مہربانی بھی تو نہ کرے گا کہ ایک اتہم تم مل کر رہیں جس سے میرے دل کے رنگ کھینچ ہو تو تمہارے دل پر تیرے بڑے

غرض جب وہ قید سے نکلا تو بادشاہ کے پاس اوس کا وہی مرتبہ ہو گیا جو پہلے تھا بلکہ اوس سے بھی

بڑھ کر اوس کی عزت ہو گئی۔ ملک کامل اپنے ایک بھائی سے ناراض ہو گیا تھا جس کا نام ملک فائز

سابق الدین ابراہیم بن الملک العادل تھا۔ وہ صلاح الدین کے پاس آیا۔ اور چاہا کہ اوس کے بھائی

ملک کامل سے صفائی کرادے۔ صلاح الدین نے ملک کامل کو یہ شعر لکھ کر بھیجے۔

مِنْ شَرِّ صَاحِبٍ مَضْرُوبٍ أَنْ يَكُونَ كَمَا قَدْ كَانَ يُوسُفُ فِي الْحُسْنَى لِاخْوَتِهِ

صاحب مضر کیلئے مضر ہے کہ ایسا ہو۔ جسے حضرت یوسف بھیلائی کے ساتھ اپنے بھائیوں سے پیش آئے تھے۔

أَسْوَأُ أَفْئَاكُ بِالْصُّوَرِ الْعَفْوِ وَافْتَرَا فَبَرَّهْمُ وَكَوَلَا هُمْ بِرَحْمَتِهِ

اوصخون نے بھائی کی۔ مگر اون کے مقابلہ میں اوصخون نے عفو کے ساتھ سلوک کیا اور جب وہ محتاج ہوئے

تو اوصخون نے اون پر عنایت کی اور محبت و دوستی کر کر رہے۔

جب امیر (فریدرک ثانی) صاحب صفینہ ۶۲۰ھ (۱۲۱۹ء) میں ساحل شام پر آیا۔ تو ملک کامل نے

صلاح الدین کو الہچی کر کے اوس کے پاس بھیجا۔ جب صلح کی شرطیں طے ہو گئیں اور امیر نے قسم بھی

کھائی۔ تو صلاح الدین نے ملک کامل کو یہ شعر لکھ کر بھیجے۔

نَزَّحِمُ الرَّعِيْمَ إِلَّا نَبْرًا نَبْرًا سَلِمَ يَدُ فَمَلْنَا عَلَى أَقْدَالِهِ

بادشاہ امیر نے افرار کیا ہے کہ وہ صلح سے راضی ہے۔ اور ہمارے ساتھ ہمیشہ اپنے اقرار پر رہے گا۔

شَرَبَ الْيَمِينَ فَإِنْ تَعَرَّضَ نَاكَ شَأْ فَلَئِمَّا كَلَمْتُ لَدَاكَ لَحْمٌ شَمَالِهِ

اوس نے (دھنا ہاتھ یا) قسم کھائی ہے کہ اگر وہ اقرار کو توڑ دے تو اپنے بائیں ہاتھ کا گوشت ہی کھا کے۔

اوس کے یہ شعر بھی ہیں۔

وَإِذَا رَأَيْتَ بَيْنَكَ فَأَعْلَمْنَا أَنَّهُمْ قَطَعُوا إِلَيْكَ مَسَافَةَ الْأَجَالِ

جب تو اپنی اولاد کو دیکھے تو جان لے کہ اونہوں نے موت کا راستہ میری طرف بنا دیا ہے۔

وَصَلَّ النَّبِيُّ إِلَى مَحَلِّ الْبَيْتِ سَجْدَةً كَمَا بَاءَ لَكَ الْحَالِ

اولاد جب اپنے باپوں کی جگہ پہنچتے ہیں۔ تو اوس کے باپ سفر کا سامان تیار کرتے ہیں۔

میرے ایک دوست نے یہ شعر بھی مجھے سنا ہے اور کہا تھا کہ اوس کے یہ ہیں۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيهِ مَا لَمْ يَكُنْ مِنْ قَوْلٍ فَكُنْ مِنْهُ عَلَى الْحَدِّ

قیامت کے دن ہر طرح کا خوف ہوگا۔ جیسا کہ تو نے سنا ہے۔ چاہئے کہ اوس سے بچتا رہو۔

يَكْفِيكَ مِنْ هَوْلٍ أَنْ لَسْتَ بَلَدٌ إِلَّا إِذَا ذُقْتَ طَعْمَ الْمَوْتِ فِي السَّفَرِ

یہی جاننا تجھے کافی ہے کہ اوس کی ہول کو تو خیال میں بھی نہیں لاسکتا۔ بجز اسکے کہ موت کا مزہ تو سفر دینی میں کھاتے ہیں۔

شرف الدین بن عتین الشاعر شقی نے ایک خط و شوق سے دیار مصر کو صلاح الدین کے پاس بھیجا تھا

میرے ساتھ غنیف الدین ابوالحسن علی بن عدلان شخوی مترجم و مصلی نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ خط

خاص ابن عتین کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ اور اوس میں اس سے وصیت کی تھی۔ شروع میں اوس

کے یہ شعر تھے۔

أَبْنَاكَ مَا لَقِيتُ مِنَ الْكَلَالِ فَقَدْ قَصَصْتُ لَوَاجِهُمَا جَنَاحِي

زبان نے جو میرے ساتھ ملوک کیا ہے وہ تجھ پر من ظاہر کئے دیتا ہوں۔ اوس کے مصائب نے میرے بازو کا

وَكَيْفَ يُفِيقُ مَنْ عَنَّتِ الزَّمَانُ مَرِيضٌ مَا يَرَى وَجْهَ الصَّلَاحِ

کیسے اچھا ہو سکتا ہے وہ مریض کہ جسے مصائب نے ستایا ہو۔ جب تک کہ وہ صلاح الدین کا مہذب دیکھے۔

صلاح الدین مذکور کا ایک دیوان تو شعر من کا ہے اور ایک دیوان و وصیت کا۔ اخیر و مرتب اس کی

عزت و حرمت ملک کامل اور اوراموک کے سامنے قائم رہی۔ جب ملک کامل نے بلا دروم

کا قصد کیا۔ تو یہ بھی اوس کے ساتھ چلا۔ راستہ میں سونڈیا کے قریب بیمار ہو گیا اور جب بیماری کو شدت

ہو گئی تو لشکر سے ر ہائی طرف اسے لے گئے۔ مگر ۲۵ رذی الحجہ ۷۱۳ھ (ستمبر ۱۳۱۲ء) کو شہر میں

داخل ہونے سے پیشتر ہی مر گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بروز شنبہ ۲۰ ذوالحجہ کو اوس کا انتقال ہوا تھا۔ اوس وقت قبرستان باب حتران میں رہا سے باہر اوسے دفن کیا تھا۔ پھر اوس کے بیٹے نے اوسے دیار مصر میں لاکر قوافل صغریٰ کے قبرستان میں آخر شعبان ۷۸۳ء میں دفن کیا ہے۔ اوس زمانہ میں من قاهرہ میں موجود تھا۔ اندازہ سے اوس کی عمر مرنے کے وقت کوئی ساٹھ برس کی ہو۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ پھر اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ اوس کی ولادت کی تاریخ ماہ ربیع الاول ۷۸۳ء (اکتوبر ۱۷۷۳ء) ہے۔ اور اربل اوس کی پیدائش کا مقام ہے۔ اربل بکسر حمزہ و سکون رائے مہملہ و بائے موحده و لام اربل کی طرف منسوب ہے جو موصل کے مشرق کی طرف ایک بڑا شہر ہے۔

(۱) حاجب کا عہدہ ایسا تھا۔ جیسا آجکل انگریزی طرز مملکت میں جمیہ لین یا پالیٹ سکرٹری کا جسے اسلامی حکومت میں کبھی کبھی خاندان بھی کہا کرتے تھے۔

(۲) دیکھو تاریخ ذوال سلطنت روتہ الکبریٰ مصنفہ گین۔ اور نیز موسیٰ زناد کی تخیض التواریح العربیہ فی الحروب الصلیبہ زبان فرانسیسی میں جو بہت ہی معتبر و مفید تاریخ ہے۔

(۳) ایک بادشاہ کا اس طرح تم کھانا مصلحت وقت کے لحاظ سے ہو سکتا ہے جسے انگریزی زبان میں بالری کہتے ہیں۔ اوجس کامراف عربی فارسی اور دو زبان میں نہیں ہے۔ ان الفاظ کو دیکھ کر انگریزی مترجم کہتا ہے۔ کہ ایسا حماقت آمیز مضمون صرف اصل عربی میں سن سکنے کے قابل ہے۔ کیونکہ اگر ترجمہ کریں تو سیدھا مطلب ادا کرنا پڑے گا۔ اور عربی عبارت ثمنون کا سا طرز اور ذومننن الفاظ کی رعایت حاتی صیگی دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں کسب الیمین کے محاورہ کا یہ مطلب ہے کہ اوس نے مجبوراً قلم کھائی ہے۔ (۴) یعنی اوس کا پیدائش نامیری موت کی نشانی ہے۔ انسانوں کے پاس سچ اور موت دونوں آتے ہیں۔ لیکن سچ پہلے آجاتے ہیں۔ اور موت پیچھے آتی ہے۔

(۵) سونڈا دیرائے اڈر وٹس کے دہلیپرو واقع ہے۔

۷۶۔ ابو نصر احمد بن عبد بن محمد بن عبد اللہ بن علی بن محمود بن حبیبہ اللہ بن الہ

الاصفہانی ملقب بن عبد اللہ بن علی بن محمود بن حبیبہ اللہ بن الہ

علامہ کاتب اصفہانی کا چچا تھا جس کا ذکر انشا اللہ تعالیٰ آئندہ آسکیگا۔ یہ عزیز الدین ایک رئیس کا لقب تھا

اور دولت سلجوقیہ میں مناصب علیہ پر ممتاز اور مقدم تھا۔ ذوی الحاجات اوس کے پاس آتے
شعر اوس کی مدح لکھتے اور یہ اچھے انعام و اکرام دیتا تھا۔ ابو محمد الحسن بن احمد بن حکیم بغدادی
مشہور شاعر ایک قصیدہ میں اوس کی نسبت کہتا ہے۔

أَمِينُوا بِنَاخَتِ الْعِرَاقِ بِكَامَلِهِ لِكُنْتَالْ مِنْ مَالِ الْعَزِيزِ ضَاعَهُ

چلو چلو اپنے اونٹوں کی نخیل عراق کی طرف پھیر دین۔ تاکہ عزیز کی دولت سے تول تول کر بہین انعام
و اکرام ہاتھ آئیں۔

قاضی ابوبکر احمد بن محمد الارجانی نے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس کی مدح لکھی ہے۔ اور ابیات
بانیہ جو اوس کے بیان میں آچکی ہیں ایک لنبہ قصیدہ میں اوس نے اسی عزیز الدین کی تہلیل
میں لکھے ہیں۔ اس کا مجتہد عاماد کا تب بھی اس پر بہت فخر کیا کرتا تھا۔ اپنی تالیفات میں اکثر اس کا
ذکر کیا ہے۔ یہ اپنے اخیر عہد میں سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ بن آلپ ارسلان سلجوقی کے خزانہ کا
متمولی تھا اور سلطان محمود کو اوس کے چچا سلطان بن بخر بن ملک شاہ کے بیٹی منسوب تھی۔ جب وہ
مرگئی تو اوس کے چچا نے وہ جہیز مطالب کیا جو دہن کو دیا گیا تھا۔ اور جس میں انواع و اقسام کے تخت
ہدایا اور ایسے عجائب و غرائب چیزیں تھیں کہ جو بادشاہوں کے خزانوں میں نہیں مل سکتی تھیں۔
محمود نے ان سے انکار کیا۔ اور عزیز الدین کی جانب سے اوسے خوف پیدا ہوا کہ یہ گواہی دیکھا
کیونکہ خزانہ دار ہونے کی وجہ سے اوسے حال معلوم تھا اور یہ مال و اسباب اوسے کے ہر راہ بھیجا
گیا تھا۔ محمود نے اسے پکڑ کر قلعہ تکریت میں بھجیدیا۔ اوس وقت وہ قلعہ اوسے کے قید خانہ میں
تھا۔ یہاں کچھ مدت قید رکھنے کے بعد اوائل ۵۲۵ھ (۱۱۳۱ء) میں اوسے قتل کر ڈالا۔ رحمہ
اللہ تعالیٰ۔

عاماد کا تب اوس کے بھتیجے نے اپنی کتاب شریہ میں ذکر کیا ہے۔ کہ اوس کا مولد اصفہان ہے
۵۲۵ھ (۱۱۳۱ء) میں پیدا ہوا تھا۔ اور تکریت میں ۵۲۵ھ (۱۱۳۱ء) میں اوسے قتل کیا گیا۔
اوس کی گرفتاری بعد اومیں ہوئی تھی عاماد کا تب نے یہ بھی کہا ہے کہ جب وہ قتل کیا گیا ہے تو
اوس وقت امیر خجہ الدین ایوب سلطان صلاح الدین کا باب اور اوس کا بھائی اسد الدین شیر
کوہ دونوں قلعہ تکریت کے قتل تھے۔ انھوں نے اوس کی حفاظت کرنا چاہی تھی۔ مگر اوس کی

حاجت لئے کچھ نفع نہ بخشا۔

۱) بفتح حمزہ وضعم و سکون با عجمی لفظ ہے جس کی عربی میں عقیاب کے معنی ہیں۔ اصفہان کی تشریح اوپر ہو چکی ہے۔ یہاں اعادہ کی حاجت نہیں۔

(۱) زین الدین اور اوس کے بیٹے مظفر الدین کوک بزمی والیان اور بل کے عہد میں مستوفی بہت بڑا عہدہ تھا جسے سکریٹری اسٹیٹ کہنا چاہئے۔ وزیر اعظم کے بعد اوس سے بڑا اور کوئی درجہ نہ تھا۔

(۲) اس سے اور ایک اور فقرہ سے جو ابن خلکان نے تحریر می کے تذکرہ میں لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کابینہ پانچویں صدی ہجری کے اخیر میں زندہ تھا۔ عماد الدین اصفہانی نے خریدہ میں اوس کے کچھ اشعار بطور نمونہ کے نقل کئے ہیں۔ مگر اس کے حالات مطلق نہیں بیان کئے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۶۲ جامع الدین آرا جانی۔ اس قصیدہ کا پہلا مصرع یہ ہے۔ مَلَجُبَتْ اَفَاقُ الْبِلَادِ مُنْكَوفاً۔

(۴) ملک شام کے بڑے بڑے شہر دوا بہ دجلہ و فرات اور ان کے قرب و جوار کے ملک اوس زمانہ میں بہت سے جاگیرداروں کے قبضہ میں تھے۔ جو قریب قریب خود مختار اور حکومت کرتے تھے۔ اور قریب قریب ہمیشہ ہی آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے رہتے تھے۔ اس واسطے تکریب اور اور بہت سے مقام کج ایک کے قبضہ میں ہوتے تو کل دوسرے کے ہاتھ میں چلے جاتے تھے۔ ملک ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔ (۵) دیکھو تذکرہ ۳۲

أَرْثُقُ بْنُ كَسْبٍ

۷۷۔

ملوک اَرْثُقیہ کا جد امجد ترکمان قوم سے اور خلوان جبل (عراق فارس) کا حاکم تھا۔ پھر خلیفہ الدولہ ابو محمد بن بہمن کو چھوڑ کر سلطان محمد بن ملک شاہ کے خوف سے ملک سے یا ۷۸۸ء میں شام کو چلا گیا۔ اور تاج الدولہ تثنیٰ جو قی کی طرف سے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آتا ہے قدس برقا فیض ہو گیا تھا جب اَرْثُقُ بن اوس تاج بن مر گیا جسے ہم آئندہ بیان کریں گے تو اوس کے دو لون بیٹے شگمان اور ایل غازی باپ کی جگہ والی ہوئے۔ ان پر فضل شاہنشاہ امیر الجیوش نے جس کا ذکر آئندہ آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ مصر سے فوج لیکر چڑھائی کی۔ اور شوال ۷۹۴ء (۱۳۹۱ء) میں مقام

چھین لیا۔ یہ دونوں بھائی علاقہ جزیرہ فراتیہ کو چلے گئے۔ اور دیا بکر پر قبضہ کر لیا۔ قلعة مار دین کا آجکل جو بالک ہے وہ اسی کی نسل سے ہے۔ اس کے بیٹے نجم الدین ابل غازی نے سلطنت میں شہر مار دین پر قبضہ کیا تھا۔ اسی سلطان محمد نے پہلے بغداد میں اپنا شہنشاہ مقرر کیا تھا۔ اور کنگا بن ازلتق خاق کے عارضہ سے فزات کے یاغراتہ کے راستہ میں طرابلس اور قدس کے درمیان ۷۹۹ھ (۱۳۹۷ء) میں مراختار ازلتق فہم و فراست میں اعلیٰ درجہ کا اور بڑا اولوالعزم صاحب اقبال اور کام میں بڑی جدوجہد کرنے والا تھا۔ ۸۰۷ھ (۱۴۰۴ء) میں اوس کا انتقال ہوا۔ اسے جمد اللہ تعالیٰ نے ازلتق بضم ہمزہ و سکون اسے پہلے و ضم تائے فوقانیہ وقاف۔ اکسب بفتح ہمزہ و سکون کا وفتح سین پہلے و بائے کوحدہ۔ جسے بعض نے اکسک بکاف بجا کے بے کے بھی بتلایا ہے۔ واللہ اعلم

(۱) ابن خلکان میں سلطان محمد بن ملک شاہ لکھا ہے۔ مگر ملک شاہ صحیح ہے۔ یہ واقعہ ملک شاہ کے زمانہ کا ہے۔ (۲) ۸۱۷ھ یا ۸۱۸ھ کی بجائے ۸۱۷ھ یا ۸۱۸ھ ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ واقعہ تاریخ کامل ابن اثیر کے رو سے ۸۱۷ھ میں ہوا ہے۔ ۸۱۷ھ میں فخر الدولہ سلار سلطان ملک شاہ جس کی ماتمی میں ازلتق بن اکسک تھا۔ شرف الدولہ ٹیلم بن قورش کی تنبیہ کو گیا اور اردین جا کر اوس کو محصور کر لیا۔ لیکن شرف الدولہ اس شہر سے بھاگ گیا۔ اوس نے ازلتق کو رشوت دی تھی جس سے اوس نے شرف الدولہ کو نکل جانے دیا۔ اس سے ازلتق نے جان لیا کہ ملک شاہ اوسے بیکار کر دے گا۔ وہ شام کو اوس کے خوف سے چل دیا۔

(۳) بعض لوگوں نے اسے شمس بنون پڑا ہے۔ مگر ابن خلکان نے اس کا صحیح تلفظ شمس بتا دیا ہے۔ (۴) شمسہ آجکل کے رواج کے مطابق انگریزی حکومت میں ریڈیٹ ایجنٹ کو کہنا چاہئے۔ یہ فارسی محاورہ کے مطابق ہے۔ شمس کی عہدہ ریڈیٹ کو کہتے تھے جس زمانہ میں خاندان سلجوقیہ کا آفتاب بوجہ پر تھا۔ تو خلفائے عباسی کی حکومت جاتی رہی تھی۔ اون کو اگر کو حکومت حاصل تھی تو مذہبی حیثیت سے تھی۔ خاص بغداد میں بھی یہاں براہ راست وہ حاکم تھے اور صلیبی حکومت کی مرضی پر چلنا پڑتا تھا۔ سلاطین سلجوقی خود تو صاف یا ہمدان میں رہتی تھی۔ مگر بغداد میں اپنی طرف سے شمس رکھتی تھی۔ تاکہ خلفا اپنی دارالسلطنت میں بھی سلجوقیوں کی مرضی کے خلاف کچھ نہ کر سکیں۔

جب مغل سلجوقیوں کو ہٹا کر یہاں غالب ہوئے۔ اور فارس عراق اور شام پر قبضہ کر لیا۔ تو انہوں نے بھی ان ملکوں کے کسی شہر میں اپنی فوج حفاظت کے لئے نہ رکھی۔ اس قدر فوج ادن کے پاس نہ تھی۔ کہ ہر ایک شام

کی وہ حفاظت کر سکتے۔ بڑے بڑے مقامات پر صرف وہ اپنے شمعہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور تمام رعایا اور امراء کے ملک سے اون کی حفاظت کا عہد لے لیتے تھے۔

(۵) ابن اثیر نے لکھا ہے کہ شہنشاہ دمشق کو بڑی تیزی سے جارہا تھا۔ تاکہ فرنگیوں سے جا کر اوس کی حفاظت کرے کہ راستہ میں قریبین کے پاس اوس کا انتقال ہو گیا۔ اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ ابن خلکان میں جو لفظ قرات یا غزاة لکھا ہوا ہے اس سے غزاة پڑھیں تو معنی بہت صاف ہو جاتے ہیں۔ اور یہ مطلب ہو گا۔ کہ جب وہ طرابلس سے قدس کو غزاة کے واسطے جارہا تھا تو راستہ میں اوس کا انتقال ہو گیا۔ واقعہ معلوم کیا صحیح ہے۔

۷۸۔ ابوالحارث ارسلان بن عبداللہ الباسینی ترکی

بغداد کے ترکوں کا مقدم اور سردار تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ بہاء الدولہ بن محمد الدولہ بن بویہ کا غلام تھا۔ واقعہ معلوم۔ اس نے امام قائم بامر اللہ کے خلاف بغداد میں خروج کیا تھا۔ جس نے اسے تمام ترکوں کا مقدم بنایا۔ اور کل معاملات اوس کے سپرد کر دیے تھے۔ عراق اور خوزستان کے تمام منابر پر اوس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ جس سے اوس کی عظمت و شان بڑھ گئی اور ملک وڑنے لگے تھے۔ پھر امام قائم کے مقابلہ میں اٹھا بغداد سے اوسے کمال باہر کر دیا۔ اور کشتہ جہد می (خلیفہ فاطمی) صاحب مصر کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ امام قائم مجبوراً امیر عرب محمد بن ابوالحارث مبارش بن محمد العقیلی صاحب الحیدرہ و عمان کے پاس چلا گیا۔ اس امیر نے اوسے پناہ دی۔ اور ایک سال تک اوس کے تمام بائجنجاک کا کنیل رہا۔ پھر طغرل بیگ سلجوقی آیا۔ اور باسیریہ مذکور سے لڑ کر اوسے مار ڈالا۔ قائم یہ شکست بغداد کو لوٹ آیا۔ کہتے ہیں کہ جس تاریخ پچھلے سال قائم بغداد سے نکلا تھا اسی تاریخ ایک سال کے بعد پھر وہاں داخل ہوا تھا۔ یہ ایک عجیب اتفاق کی بات ہے۔ اور بڑا شہور واقعہ ہے۔ سلطان طغرل بیگ سلجوقی کے لشکر نے بغداد میں باسیریہ کی کوہر و خشت بنیدہ از ذی الحجہ اور ابن العظیمی (اسی تاریخ میں) کہتا ہے۔ بروز شنبہ از ذی الحجہ ۵۸۶ (جنوری ۱۱۹۱ء) کو قتل کیا۔ اور شہر میں سرگوشیاں مچا کر باب النہلی کے سامنے اوس کا دھڑ لٹکادیا تھا۔ باسیریہ بفتح بائے موحده وسین مہلہ والف وسین مہلہ مکسورہ دیا کے تحتانیہ در

مہملہ منسوب ہے فارس کے ایک شہر کی طرف جسے فارس والے بسا اور عرب والے فنا کہتے ہیں۔ اور عرب میں اوس کی نسبت فسوسی ہوتی ہے۔ شیخ ابوعلیٰ فارس نسیمی صاحب الایضاح جسے فسوسی بھی کہتے ہیں اسی جگہ کارہنے والا تھا۔ اہل فارس جب بسا کی طرف نسبت کرتے ہیں تو اصل کے خلاف بسا سیری بولتے ہیں۔ یہ ایک شاذ نسبت ہے۔ ارسلان مذکور کا آقا بسا کا رہنے والا تھا اسی سے اوس کے ملوک بھی اوس کے ساتھ منسوب ہو گئے۔ اور بسا سیری کہلاتے لگے تھے۔ یہ سہمعی کا بیان ہے جو اوس نے ادیب ابو العباس احمد بن علی بن بابہ قنابسی سے نقل کیا ہے۔ یہ لفظ اپنی اصل سے بڑا دیا گیا ہے۔ امیر مہارش بن الجحلیٰ صفر ۴۹۹ھ و اکتوبر ۱۱۰۵ھ میں مرا ہے۔ جو کشتی برس سے تیار کر گیا تھا۔ اوس کا نسب اس طرح ہے مہارش بن الجحلیٰ بن جلیث بن قبان بن شغب بن المقلد بن جعفر بن عمرو بن المہنا۔ باقی نسب اوس کا المقلد بن المہنا کے بیان میں آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱، متعصم سے اول غلیفہ تھا جس نے ترکون کو اپنی خدمت میں ملازم رکھا تھا۔ اوس وقت ادون کی قعدا و جابر نرٹھی اور دوسری فوج سے ادون کا لباس اور اختیار بہتر تھے۔ ان کا لباس ریشمی اور زلفیت کا تھا۔ ماخوذ از کتاب مریج المذہب للامام سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۲، خطبہ جمعہ کے دن مسجد کا امام ہمیشہ پڑھا کرتا ہے۔ جو امام ابوحنیفہ کے نزدیک شرط اور فرض ہے خطبہ شرع میں اوس کلام کو کہتے ہیں کہ جس میں ذکر پروردگار عالم اور شہادتین اور درود اور نصیحت کا بیان ہو۔ اس میں سلاطین وقت کے واسطے و عالمائے کا بھی دستور ہو گیا ہے۔ اور بادشاہ وقت کا خطبہ میں نام لینا اور کہ جلالا بادشاہ کے خاص حقوق قرار دیدے گئے ہیں۔ جس کا نام خطبہ میں لیا جائے اور جس کے نام کا سکہ چلا جائے وہ جائز اور حقدار حاکم سمجھا جاتا ہے۔

۳، خلفائے عباسیہ کی اتحیٰ میں امرائے عرب اسی طرح تھے جیسے ملوک غسان بادشاہان روم کے تحت تھے۔ یا ملوک جیرہ شاہان ایران کے مطیع تھے۔ یہ لوگ قبائل عرب پر حکومت کرتے تھے۔

۴، یہم دونوں شہر ہمدان و فرات و دجلہ کے ملک میں واقع ہیں۔

۵، ابو عبد اللہ محمد بن علی العظیمی تاریخ حلب کا مصنف ہے اور حلب کا ہی رہنے والا ہے۔

۴ ابو احرث آرسلان شاہ بن عزالدین مسعود بن قطب الدین مودود بن
 عماد الدین زنگی بن آق سنقر صاحب موصل معروف تباک

ملک عادل نور الدین کے لقب سے ملقب تھا۔ اس کے اہل بیت سے کتنے ہی لوگوں کا ذکر آیا ہے
 اپنے مقام پر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آجیگا۔ نور الدین مذکورہ اپنے باپ کی وفات کے بعد جس کی تاریخ اس
 کے بارے میں بیان نہیں لکھی جاییگی موصل کا حاکم ہوا۔ یہ اچھا عاقل بادشاہ تھا امور مملکت کو خود
 جانتا تھا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اس کے خاندان میں اس کے سوا کوئی
 کوئی اور شافعی نہ تھا۔ شافعیوں کے واسطے موصل میں اس نے ایک مدرسہ بھی ایسا خوبصورت
 بنایا تھا کہ بہت ہی کم کہیں دیکھنے میں آیا ہوگا۔ ملک عادل شب کشندہ ۲۹ رجب ۶۸۷ (جنوری
 ۱۲۸۸ء) کو (جب کہ وہ ۶۷) دریا کے دجلہ میں (سیر کر رہا تھا) ایک شکار ڈو ونگی، مین موصل سے
 باہر اتھار شکار اوسی قسم کی ایک کشتی ہے جسے مصر والے خراند کہتے ہیں۔ اس کی موت کو
 اوس وقت تک چھپائے رکھا جب تک کہ اس سے دارالسلطنت موصل میں نہ لے آئے۔ وہاں
 الاکر اسے، مدرسہ مذکور کے اندر اوس کے مقبرہ میں دفن کر دیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اس نے دو بیٹے
 ملک قاہر عز الدین مسعود اور ملک منصور عماد الدین زنگی چھوڑے تھے جن کا ذکر ارون کے دارالخوار
 مسعود بن مودود بن زنگی کے بیان میں ہم نے لکھا ہے۔ وہاں دیکھنا چاہئے۔ اس کے بعد
 بیٹا ناصر مملکت کا مالک ہوا جس کا ذکر بھی اوسی مقام پر ناظرین کو ملیگا۔ یہ امیر بدر الدین ابوالفضل
 لؤلؤ کا استاد تھا جس نے آخر رمضان ۶۸۷ (جولائی ۱۲۸۸ء) میں موصل پر غلبہ حاصل کر کے
 کر لیا تھا یہ پہلے ہی سے وہاں کا نائب تھا۔ پھر خود مختار بن گیا۔ اسی کا ذکر عماد الدین بن المشطو
 کے بیان میں آچکا ہے۔

(۱) انا بک فارسی ولفظون انا اور بک سے مرکب ہے۔ انا بک اور بک سردار کو کہتے ہیں۔ انا بک کا اطلاق
 اوستا، وزیر اعظم اور کبھی کبھی خود بادشاہ پر بھی آیا ہے۔

۲۔ عز الدین مسعود ۶۸۷ (۱۲۸۸ء) میں مرے۔ دیکھو تذکرہ ۶۹۲

- (۳) اس کا تمام خاندان غالباً حنفی تھا۔ نور الدین محمود اوس کے دادا کا باپ یقیناً حنفی تھا۔ لیکن حنفی سے شافعی یا شافعی سے حنفی ہونا کوئی اہم واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ اہل سنت میں چاہے جس امام کی تقلید کرے یا بالکل تقلید ہی نہ کرے کوئی اوس کو کافر نہیں کہہ سکتا۔ وہ بختہ مسلمان سمجھا جاتا ہے۔ ابن خلکان جو بختہ شافعی ہے وہ اسے بڑی بات سمجھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ اکثر شافعی فقہاء کے تذکرات زیادہ لکھتا ہے۔
- (۴) موصول کے قریب دیا گئے وجہ کو انشط (دیا) کہتے ہیں اور شط اس معنی میں کثرت سے مستعمل ہے۔
- (۵) اس لفظ کا تلفظ تاریخ یا نفی سے اسی طرح لیا گیا ہے۔ وہ شط میں اس سے فقہاء لکھتا ہے۔
- (۶) حرّافہ کے معنی ایک کشتی یا روٹنگی کے ہیں۔
- (۷) دیکھو تذکرہ ۷۴۔

ابو بکر ازہر بن سعد السدسانی

۸۰

قبیلہ بالہ کا مولیٰ اور مصرہ کار حصے والا تھا۔ حدیث حمید الطویل^(۱) سے روایت کرتا تھا۔ اور اوس سے اہل عراق نے روایت کی ہے۔ ابو جعفر منصور کے خلیفہ ہونے سے قبل اوس کے ساتھ ساتھ رہا کرتا تھا۔ جب منصور خلیفہ ہو گیا۔ تو ازہر اوس کے پاس تنہا کے لئے آیا۔ مگر منصور نے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔ اس لئے وہ موقع کا منتظر رہا۔ اور جب اوس کے دربار عام کا دن ہوا تو وہاں پہنچا۔ اور خلیفہ کو جاکر سلام کیا۔ منصور نے پوچھا تو کیوں آیا ہے۔ کہا۔ امارت کی مبارکباد دینے آیا ہوں۔ منصور نے کہا اوس سے ہزار دینار دیدو۔ اور کہ دو مبارکبادی کا حق آپ نے ادا کر دیا۔ پھر کبھی نہ آنا۔ ازہر چلا گیا۔ مگر پھر سال آئندہ میں موجود ہوا۔ پھر منصور نے اوس سے ملاقات نہ کی۔ ازہر بھی پہلے کی طرح ایک مجمع عام میں پھر اوس کے پاس نہ حاضر ہوا۔ اور سلام کیا۔ منصور نے پوچھا کیوں اب کس لئے آیا ہے۔ کہا میں نے سنا تھا کہ آپ بیمار ہو گئے ہیں۔ عیادت کے لئے آیا ہوں۔ منصور نے کہا اوس سے ہزار دینار دیدو۔ اور کہ دو مبارکبادی کا حق ادا کر دیا۔ پھر میرے پاس نہ آنا میں بہت ہی کم بیمار ہوتا ہوں۔ ازہر چلا گیا۔ مگر دوسرے سال پھر جادھو کا۔ اور دربار عام میں سامنے پہنچ گیا۔ منصور نے پوچھا کہ اب کیوں آئے۔ کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کو ایک دعا ستباب آتی ہے۔ میں اسے آپ سے سیکھنے آیا ہوں۔ کہا اوس میں کچھ اثر نہیں رہا۔ میں ہر سال

نبی مُنْقِذِ قَلْعِ شِيزَر کے مالکوں اور اون کے علما اور دلاور و نرین تھا۔ اوس کے مختلف شعبوں میں اس کی کتنی ہی کتابیں ہیں۔ ابوالبرکات بن المستوفی نے تاریخ اربل میں اوس کا ذکر تعریف کے ساتھ کیا۔ اور اون منتخب لوگوں میں شمار کیا جواہر اربل میں آئے تھے۔ اور اوس کے کچھ اشعار بھی لکھے ہیں۔ علما کا تب نے بھی خریدہ میں ذکر کیا اور تعریف کے بعد کہا ہے کہ وہ دمشق میں (نہیں) بلکہ بغداد میں رہتا تھا۔ پھر وہاں سے اوس کا ول اوٹھ گیا۔ جیسے کسی کریم النفس کا اپنے گھر سے اوٹھ جانا ہے۔ مصر کو چلا گیا۔ وہاں صلاح بن رزیک کے عہد تک امیر ابن بسر کی سب لوگ اوس کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ پھر شام کو چلا آیا۔ اور دمشق میں رہنے لگا۔ رفتہ رفتہ زمانہ کے انقلابات نے اوس سے حسن کیفیت میں پہنچا دیا۔ اس کے بعد جب رشیدین (سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ و شوق کا مالک ہوا۔ اوس نے اپنے پاس بولا لیا۔ اس وقت اسامہ کی عمر انہی سے تجاوز کر گئی تھی۔ عمو کے سوا اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب وہ مصر میں آیا ہے تو ظافر بن النماظ کا زمانہ تھا۔ اور وزیر اوس وقت عادل بن سلار تھا۔ اوس نے اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ مگر اس نے کچھ ایسا کام کیا کہ وہ مارا گیا جیسا کہ اوس کے بیان میں مذکور ہے۔ اس بیان کے لکھنے کے بعد مجھے ایک کتاب ملی جو اوس نے اپنے ہاتھ سے رشید بن اثیر کو لکھ کر دی تھی کہ وہ اسے کتاب النجنان میں شامل کرے۔ اوس پر لکھا تھا کہ یہ کتاب مصر میں ۱۲۸۵ھ میں لکھی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوس (ظافر بن النماظ) کے زمانہ میں مصر کو گیا تھا۔ اور وہاں عادل بن السلار کے زمانہ قتل تک مقیم رہا تھا۔ کیونکہ اس میں کسی کو شک نہیں ہے کہ وہ اوس کے قتل کے وقت وہاں موجود تھا۔ اس کا ایک دیوان بھی ہے جو لوگوں کے پاس دو جلدوں میں لکھا ہوا ملتا ہے میں نے خاص اوس کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اور یہ شعر نقل کئے ہیں۔

لَا تَنْتَعِزْ جَلْدًا عَلٰی هٰذَا نِصْمٍ فَقَوْلُكَ تَضَعُفٌ مِنْ صُدُوقٍ دَائِرٍ

اون کی جدائی سے اکراہ و بے پروائی کو نہ مانگے یعنی متنفر نہ ہو جا کیونکہ ہمیشہ کے رکے رہنے سے تیرے قوا ضعیف ہو جائیں گے۔

وَاعْلَمُوا بِأَنَّكَ إِنْ حَجَبْتَ إِلَيْهِمْ طَوْعًا وَالْأَعْدَتْ عَوْدَةً سَلَامٍ

یہہ جان لے کہ اگر تو نے خوشی سے اون کی طرف رجوع کیا تو بہتر ہے۔ ورنہ اپنی مرضی کے خلاف رجوع کرنا پڑے گا

یہ شعر بھی مین نے اسی سے نقل کئے ہیں جو اسنے ابن طلیب مصری کے حق میں جس کا مکان
جل گیا تھا لکھے تھے۔

أَنْظُرْ إِلَى الْإِيَّامِ كَيْفَ تَسُوقُنَا قَسْرًا إِلَى الْإِقْرَارِ بِأَلَا قَدَاسِ

زمانہ کو دیکھو کہ مین تقدیر کے اقرار پر کس طرح مجبور کر رہا ہے۔

مَا أَوْقَدَ ابْنُ طَلَيْبٍ قَطْبَ دَارِي نَارًا وَكَانَ حَرًّا أَجْمَعًا بِاللَّسَارِ

ابن طلیب نے کبھی اپنے گھر میں آگ نہ جلائی کہ کسی کی ہانی کرے، مگر دیکھو اس کا گھر آگ سے ہی تباہ ہو گیا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ وجیہ بن مقررہ مصری کتب فروش پر گذرنا تھا جس کا مصر میں ایک نہایت اچھا مکان

تھا اور آگ لگ کر جل گیا تھا۔ رش الماک ابو الحسن علی بن مفرج معروف ابن النعم نے جو اصل میں عزہ

النعمان کا رہنے والا تھا مگر مصر میں اقامت اختیار کر لی اور وہیں مرا تھا اس کی نسبت یہ شعر کہ مین

أَقُولُ وَقَدْ عَايَنْتُ دَارَ ابْنِ صَبُوحٍ وَلِلنَّارِ فِيهَا مَارِجٌ يَكْتَضِمُهُ

جب مین نے ابن صبورہ کے مکان کو دیکھا۔ جس میں آگ کے شعلے بڑی تیزی سے اڑ رہے تھے تو کہا۔

كَذَلِكَ أَكُلَ مَالِ أَصْلَةٍ مِنْ مَهْأَوْشٍ فَعَمَّا قَلِيلٍ فِي نَفْثِ بَدْرٍ يَغْدِمُهُ

یہی حال اس مال کا ہوا کرتا ہے جو اصل میں ناجائز طور سے وصول ہوا ہو کہ بہت ہی جلد ہمارے کام کو روانہ ہوتا

وَمَا هُوَ إِلَّا كَافِرٍ طَالُ عُمُرُهُ كَجَاءِ نَهْمًا اسْتَبْطَاعَتْهُ جَهَنَّمُ

وہ ایک کافر کا زمانہ بہت دراز ہو گئی۔ اور جہنم میں پہنچنے کو دیر ہو گئی تھی اسلئے وہ دنیا کی ہی آگ۔ اس پر پتھر

دوسری بہت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مِنْ أَصَابَ مَالَ مِمَّا وَشٍ أَذْهَبَهُ اللَّهُ فِي

نَفْسِهِ سے ماخوذ ہے۔ ہواوش کے معنی حرام اور نہاں کے معنی ہمارے کام کے ہیں۔ وجیہ مذکور کا نام

ابو الفتح ناصر بن ابی الحسن علی بن خلف النصارى معروف ابن صبورہ۔ یہ مصر میں کتابوں کا دال تھا۔ اور اس کا

کا کا خوب چلتا تھا۔ اپنے مکان کے دروازہ پر بیٹھا کرتا۔ بڑے بڑے رؤسا و فضلاء کی سفار و چہار شنبہ

کو اس کے یہاں آتے۔ یہ فروخت کی کتابیں اور خرید دیکھتا تھا۔ بازار کے آخر وقت تک اس کے

پاس بڑا جمع رہتا تھا۔ جب سلفی مر گیا تو اس کی کتابیں خریدنے کے لئے وہ سکندریہ کو بھی گیا تھا۔

۱۶ بیع الآخر (۱۲۸۷ھ) میں اس کا انتقال مصر میں ہوا ہے۔ قوافل میں مدنون ہے۔

رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ابن مسعود کا ایک قطعہ ہے جس میں وہ اپنے ضعف کا حال بیان کرتا ہے۔
 فَاعْجَبُ لضعفِ يَدَيَّ عَنِ حِمَايَاكَ مِنْ بَعْدِ خَطْمِ الْقَنَافِ لَيْتَهُ الْأَسَدُ
 تعجب کیجئے میرا ہتھ قلم اٹھانے سے بھی کم زور ہو گیا ہے۔ حالانکہ وہ پہلے شیر کے سینہ میں نزل کو چور چور کرتا تھا
 میں نے اوس کے دیوان سے یہ بیتیں بھی نقل کی ہیں جو اوس نے اپنے باپ مرثد کو اوردی
 میثون کے جواب میں لکھی تھیں۔

وَمَا أَشْكُو تَكُونُ أَهْلٌ وَدِي
 وَلَوْ أَجَدْتُ شَيْئًا مِمَّا كُوتُ
 میں اپنے اہل و عیال کی تلون مزاجی کی شکایت نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر شکایت سے کچھ فائدہ دیکھتا تو شکایت کرتا۔
 مَلَكْتُ عَتَا بَعْضُكُمْ وَيَكْسُتُ مِنْهُمْ
 فَمَا أَرْجُوهُمْ فِيمَنْ رَجَوْتُ
 میں اوس کے عتاب و خطاب سے تنگ آگیا اور بالوس ہو گیا ہوں۔ مجھے اوس کے اوس لوگوں میں ہونے کی
 امید نہیں جن سے میں امید کر سکتا ہوں۔

إِذَا أَدَمَّتْ قَوَارِصُهُمْ قَوَادِي
 كَظَمْتُ عَلَى أَذَاهُمْ وَالظُّلُمَاتِ
 جب اوس کے طعنہ میرے دل میں جا گئے تو میں نے اپنے عقد کو فرو کیا اور ان کی اذیتوں کو تہہ کر ڈالا۔
 وَرَحَّتْ عَلَيْهِمْ طَلْقُ الْحَيَا
 كَانِي مَا سَمِعْتُ وَكَارَأَيْتُ
 اور صننا منہ بنا کر اوس کے سامنے پہونچا گو با اوس کی باتوں کو نہ تو میں نے سنا ہی تھا اور نہ دیکھا ہی تھا۔

يَدَايَ وَلَا أَمْرٌ وَلَا نَفِيَتْ
 اَوْضَعْنَ لِي مَجْرَدًا مِمَّا جَنَّتْهَا
 اور میں نے مجھ پر اوس گناہوں کی تہمت لگائی ہے جو میرے ہاتھوں نے کبھی نہیں کئے اور میں نے حکم دیا نہ
 وَلَا وَاللَّهِ مَا أَصْبَحْتُ بِعَدَلٍ
 كَمَا قَدْ أَظْهَرُوهُ وَلَا كُنْتُ
 اور قسم خدا کی دل میں غدر کا راز دہ کیا یا اوس بات کی نیت کی جو مجھ پر وہ علانیہ جوڑتے ہیں۔
 وَيَوْمَ الْحَشْرِ مَوْعِدًا وَتَبَدُّوْ
 صَحِيْفَتُهُ مَا جَنَدُوْهُ وَمَا جَنَّتْ

حشر کے دن ہم اور وہ ملین گئے۔ وہاں نارا اعلیٰ ظاہر کر دیا کہ کیا اوصخون نے جڑ کیا ہے اور کیا کیا ہیں
 دو بیتیں اوس کی اور میں جو اسی رسوئی اور وزن میں اوس نے ایک خط کے شروع میں اپنے
 ایک رشتہ دار کو لکھ کر بھیجی تھیں۔ وہ نہایت درجہ کی اچھی ہیں۔
 نَسَاكَ أَلَمْ يَفْرَقِ النَّاسُ قَبْلِي
 وَرَفَعَ بِالنَّوَى حَيٍّ وَمَيِّتٍ

مجھ سے پہلے بھی لوگوں نے جدائی کے الم کی شکایتیں کی ہیں۔ اور زندون اور مردوں نے جدائی کے مصداق تھا۔
وَأَمَّا مِثْلُ مَا ضَمَمْتُ ضَلُوعِي فَإِنِّي مَأْسِيَعْتُ وَلَا رَأْيْتُ

مگر جو رنج و غم میرے سینہ کے اندر ہے وہ تو میں نے نہ کبھی سنا اور نہ دیکھا۔

بات پر بات کہی جاتی ہے۔ ادیب ابو الحسن نجی^(۹) بن عبد العظیم معروف جزائری نے اپنی بیعتیں
مجھے سنائی تھیں۔ جو اوس نے کسی مصرعے ادیب کی نسبت لکھی تھیں وہ ایک بڑا بور ہاتھ تھا
اور خارش کے سبب سے اوس نے اپنے بدن پر گندک ملی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ جب یہ حال میں
نے سنا تو یہ بیتیں لکھ کر اوس کو بھیجیں۔

أَيُّهَا السَّيِّدُ الْأَدِيبُ ادْعَاءُ مَنِ مُحِبِّ خَالٍ مِنَ التَّنَكُّبِ

اے سید ادیب کسی دوست کی بات جو طعنہ سے خالی ہوا دے سن۔

أَنْتَ كَتَبْتَ وَقَدْ قَرُبْتُ مِنَ النَّارِ مِرْكَائِكَ أَذْهَنْتَ بِالْكِبَرِ نَبْتَ
تو تو بڑا شیخ ہے اور اس لئے آتش (دفع) سے بہت قریب ہو گیا ہے پھر تو نے اپنی بدن پر گندک کیوں ملی
میں نے امیر ابو المظفر اسامہ بن منقذ مذکور کے یہ شعر خود اوس کے ہاتھ کے لکھے ہوئے دیکھے
ہیں۔ جو اوس نے اپنی وارثہ اوکھڑنے کے وقت کہے تھے۔ اوس کا بیان ہے کہ یہ شعر اوس وقت
کہے تھے جب وہ غلاط کے پاس پہنچا تھا۔ یہ ایک نہایت عجیب و غریب مضمون ہے۔ اور
اس لائق ہے کہ وائنٹون کی پہلی ہو جائے۔

وَصَاحِبُ لَا أَمَلٍ إِلَّا الدَّهْرُ ضَيِّعُهُ كَيْشْفِي النِّفْعِي وَكَيْسَعِي مُحْتَمِدِ
میرا ایک رفیق صحبت تھا جس کی صحبت سے کبھی رنج و ملال نہیں ہوا۔ وہ میرے نفع کے لئے سختی کرتا تھا
اور بڑی ہی محنت و سعی کرتا تھا۔

لَمْ أَلْقَ مِنْهُ مُدَّ تَصَالِحًا خَيْرَ بِنَا لِنَا طَرِي إِفْتَرَقْنَا مُدَّةً قَلِيلًا بَدَلًا
جب تک ہم اور وہ ساتھ ساتھ رہے کبھی میں نے اس سے نہ دیکھا۔ لیکن جب وہ میری آنکھوں کے
سامنے آیا تو ہم اور وہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔

علاؤ الدین کہتا ہے کہ مجھے اوس کے ملنے کی ہمیشہ آرزو رہا کرتی تھی۔ اور وہ یہی دور سے اوس
کی سخاوت کے مینہ کو دیکھا کرتا تھا۔ آخر کا جب میں صفر ۷۸۷ میں اوس سے ملا۔ تو اوس کی

پیدائش کی تاریخ پوچھی۔ کہا روز یکشنبہ ۲۴ جمادی الآخرہ ۵۸۵ھ (جولائی ۱۹۵۸ء) ہے۔ میرے نزدیک وہ قلعہ شیراز میں پیدا ہوا تھا۔ اور دمشق میں دوشنبہ کی رات ۳۳ رمضان ۵۸۵ھ (نومبر ۵۸۵ء) کو انتقال کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ دوسرے روز جبل قاسیون کے مشرق میں دفن ہوا۔ میں اوس کے مقبرہ میں گیا ہوں۔ جو دریائے یزید کے شمالی جانب بنا ہے۔ قرآن کی تجلیات وہاں پڑھ کر اوس کو بخشی ہیں۔

اوس کا باپ ابو اسامہ مرنش ۵۳۱ھ (۱۱۳۶ء) میں مرا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ شیراز بفتح شین مثلثہ و سکون یا کے تحتانیہ و زائے معجمہ مفتوحہ و رائے مہملہ حاک کے پاس (جسے اہل یورپ اپنی قیما کہتے ہیں) ایک تلحہ ہے جو منقذ خاندان کے نام سے مشہور ہے جس کا ذکر حرف عین میں اوس کے دادا علی بن مقلد کے بیان میں آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) یہ نام اگرچہ کئی نسخوں میں منقذ بابل مہملہ لکھا ہوا ہے۔ مگر بذال معجمہ ہے۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۲۵۸

(۳) یہاں میں نے آیا میر کے ضمیر کا مرجع ظافر کو مانا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مصر میں اس وزیر کے تقرر سے پیشتر گیا تھا۔ کیونکہ اوس کا تقرر ۵۸۵ھ یا ۵۸۶ھ میں ہوا ہے۔

(۴) دلال الکتاب کے معنی میں نے کتب فروش کے لئے ہیں۔ مگر اصل معنی اوس کے کتاب بیوانے والے کے ہیں جو دوسرے لوگوں کی کتاب میں خریداروں کے ہاتھ فروخت کر کے۔

(۵) ترجمہ اگر کوئی شخص حرام ناجائز طور سے دولت جمع کرے تو خدا اسے ہلاکت کی طرف بھیج دیتا ہے۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۲۴ ابو جعفر طحاوی کا نوٹ ۱۲۔

(۷) رومی شعر کے قافیہ کا اخیر حرف جو اوس نظم کے اخیر میں سب جگہ آوے۔

(۸) غالباً مصنف نے یہ واقعہ اپنی کتاب کے حاشیہ پر اوس مقام پر لکھا ہوگا۔ جہاں ابن صدرہ کے مکان کے جل جانے کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ناقل نے غلطی سے یہاں نقل کر دیا ہے۔ یہ اسی مقام پر زیادہ چپان ہوتا ہے۔

(۹) ہزار اوس زمانہ کے جسے نامی گرامی شعرا میں تھا۔ ابن خلکان اوس پر نہایت مہربانی کرتا تھا۔ ۶۱۷ھ

(۱۰) میں پیدا ہوا۔ اور ۶۹۹ھ (۱۳۰۸ء) میں انتقال کیا۔ ماہ نووازل میں ابن خلکان مصنف الصغریٰ

جزائر کے سینے ہیں۔ اور ابن کا قصاص۔

(۱۰) یہ غالباً اوس وقت کا ذکر ہے جب صلاح الدین نے سلطنت میں اوس پر تاخت کی تھی۔

(۱۱) دیکھو مذکرہ ۲۵۶۔

۷۲۔ ابو یعقوب اسحاق معروف ابن رائہویہ

مر و شاہجہان کا سہنے والا اور خُطْبہ کی نسل میں تھا جس کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ ابو یعقوب اسحاق بن ابی الحسن ابراہیم بن مُخلد بن ابراہیم بن عبد اللہ بن مطر بن عبید اللہ بن غالب بن عبد الوہاب بن عبید اللہ بن عطیہ بن مُرقہ بن کعب بن بہام بن اسد بن مُرقہ بن عمرو بن خُطْبہ بن مالک بن زید مَنَافَہ بن تہیم بن مُرقہ ابن رائہویہ۔ حدیث فقہ میں جیسا عالم تھا اوسی طرح زہد و عین بھی جیسا کہ عصرِ اسلام سے تھا۔ دارِ خطبہ نے اس کا اون لوگوں میں ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور بیہقی نے اوس شافعی کے اصحاب میں بتایا ہے۔ اس اور امام شافعی سے جواز بیع مکانات مکہ کے مسئلہ میں بڑی بحث ہوئی تھی۔ جسے شیخ فخر الدین اری نے اپنی کتاب مناقب الامام الشافعی رضی اللہ عنہ میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ جب لوگوں نے اس کے فضل و کمال کو بکھلایا۔ تو اس کی کتابوں کو لکھنے لگے۔ اور مصر میں اوسکی تصنیفات کو (بڑی احتیاط سے) مخلوق نے جمع کیا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسحاق ہمارے نزدیک اسلام کے ائمہ سے ہے۔ اور اوس سے بڑھ کر آج تک کسی فقیہ نے پل پر سے عبور نہیں کیا۔ اسحاق کہتا تھا مجھے ستر ہزار حدیثیں حفظ یاد ہیں۔ اور ایک لاکھ حدیثیں میرے ذہن میں ہیں۔ میں نے کبھی کوئی چیز نہیں سنی جسے حفظ نہ کر لیا ہو۔ اور نہ کبھی کوئی شے ایسی حفظ کی کہ بھول گیا ہوں۔ اوس کی مُؤکد مشہور ہے۔ وہ حجاز عراق میں شام کو گیا تھا اور سفیان بن عیینہ اور اوس کے طبقہ کے لوگوں سے حدیث کا علم حاصل کیا تھا۔ اور اوس سے بخاری مسلم ترمذی (سے ائمہ دین) نے حدیث کا علم حاصل کیا۔ اس کی ولادت ۱۶۲ھ میں ۲۷۷ھ یا ۲۷۸ھ میں بتاتے ہیں۔ اخیر عمر میں نیشاپور میں رہنے لگا تھا۔ یہیں پرہ اشعбан بروز پنجشنبہ ایک شنبہ یا شنبہ ۲۳۲ھ (جنوری ۸۵۳ھ) یا ۲۳۴ھ یا ۲۳۵ھ کو انتقال ہوا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

راہویہ برائے مہملہ والفت و ہا سے ہوز و واو مفتوحہ و یا کے تحتانیہ و ہا کے ہوز اوس کے باپ ابراہیم کا لقب ہے۔ کیونکہ وہ مکہ کے راستہ میں پیدا ہوا تھا۔ فارسی میں راستہ کو راہ کہتے ہیں۔ اور ویر کے معنی پایا ہوا۔ گویا وہ راستہ کا پایا ہوا تھا۔ اس بعض نے راہویہ بضم ہا کے ہوز و سکون و او و فتح یا کے تحتانیہ بھی بتایا ہے۔ اسحاق کہتا تھا کہ مجھ سے عبداللہ بن طاہر امیر خراسان نے پوچھا کہ ابن راہویہ تجھے کیوں کہتے ہیں اور اس کے کیا معنی ہیں اور یہ تجھے برا لگتا ہے یا اچھا۔ میں نے کہا اے امیر میرا باپ راستہ میں پیدا ہوا تھا۔ رو کے باشندوں نے اس لئے میرے باپ کا نام راہویہ رکھ دیا۔ میرا باپ تو اس سے برا مانتا تھا۔ مگر میں تو کچھ برا نہیں سمجھتا۔ مغلہ بفتح المیم و سکون خا کے معجمہ و فتح لام و وال مغلہ مغلہ بفتح ہا کے مہملہ و سکون نوں و فتح ظا کے معجمہ و لام خطلہ بن مالک کی طرف منسوب ہے جو تمیم کا ایک بطن ہے۔

۱) ابراہیم الکلبی کی مُنْقَطِطُ الْأَنْجُرِ کی جو فقہ کی ایک مشہور کتاب ہے باب البیع میں ہے۔ مکہ کے حرم کی زمین کی فروخت جائز نہیں ہے۔ اس موقع پر شراح نے یہ الفاظ زیادہ کر دے ہیں۔ اگر کوئی خاص ضرورت اگر واقع ہوئی ہو۔ جیسے کوئی مکان بنانے کے لئے ان کا منتقل کرنا کچھ برا نہیں۔ اون کا حال اسی طرح ہے جیسے اون بکاتا کہے جو وقف کی زمین پر ہوتے ہیں۔ اسی طرح قطب الدین نے بھی اپنی تاریخ مکہ میں اس مسئلہ کو لکھا ہے۔

۲) غالباً بیان اوس بل کی طرف اشارہ ہے جو کتبہ اور بغداد میں تھا۔

۳) اَذْكَرُ وَمِائِدَةُ الْفَحْدِیْثِ کی جگہ بھی نے اپنے طبقات الفاضلین لکھا ہے۔ آخری مکان مِائِدَةُ الْفَحْدِیْثِ کے آتی اَنْظُرُوا لِنَحْصَا۔ یعنی مجھے ایک لاکھ حدیث کی کتابوں میں ہجرت یاد ہے گو یا میں اونھیں آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

۴) منہا احادیث کا وہ مجموعہ ہے جس میں ہر ایک حدیث کی اسناد دی گئی ہو۔ ابتدا سے لیکر ہر ایک حدیث کے راوی کا نام بالاتصال اوس شخص تک موجود ہو جس نے اونھیں جمع کیا ہے۔

۸۳ ابو عمر و اسحاق بن مرار الشیبانی سنجوی لغوی

ابو عمرو الکوفی کا باشندہ مگر بغداد میں آکر سکونت اختیار کر لی تھی نبی شیبان کا مولیٰ تھا۔ اون کے جو امین عربی زبان کی تکمیل کے واسطے رہا کرتا تھا۔ اسی سے او سے شیبانی کہنے لگے تھے یہ اپنے

فنون لغت اور شعر میں ائمہ مشاہیر سے تھا۔ اوس نے حدیث میں بہت کثرت سے سیکھی اور دوسروں کو سکھائی تھیں۔ لوگ اوس کو ثقہ جانتے اور نہایت اعتبار کرتے تھے۔ خاص خاص لوگوں میں وہ اہل علم اور راویوں کے زمرہ میں مشہور ہے مگر اہل علم کے عام لوگوں میں اوس کی قدر اس لئے گھٹی ہوئی ہے کہ وہ نبیذ پینے میں مشہور تھا۔ امام احمد بن حنبل ابو عبد اللہ القاسم بن سلام یعقوب بن الشکیت صاحب اصلاح المنطق وغیرہ اکابر علمائے اوس سے علم حاصل کیا تھا صاحب اصلاح المنطق کہتا ہے وہ ایک سواٹھارہ برس کا ہو کر مرا۔ اور مرتے دم تک اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا وہ کبھی کبھی مجھ سے کتاب مستعار لیا کرتا تھا۔ میں اوس وقت بچہ تھا اور اوس سے پڑھا کرتا اور اوس کی کتابوں سے نقل لیا کرتا تھا۔ ابن کمال کہتا ہے اسحاق بن مرار اسی روز مرا ہے جس روز ابو العتاهیہ اور ابراہیم بن محمد بن علی بغداد میں ۲۱۷ھ (۸۳۲ء) میں مرے ہیں۔ مگر اور وہ نے بیان کیا ہے کہ وہ ۲۲۰ھ (۸۳۵ء) میں مرا تھا۔ اس وقت اوس کی عمر ایک سو اٹھ سال کی تھی یہی صحیح ہے۔ جہہ اللہ تعالیٰ۔ اوس کی تصانیف بہت ہیں۔ اور میں سے بعض یہ ہیں کتاب الخیل (دھوڑوں کے بیان میں) کتاب اللغات جو کتاب الجوزم اور کتاب الخروٹ کے نام سے مشہور ہے۔ کتاب النوادر (جس میں عجیب وغریب قصہ کہانیاں ہیں اور) جس کے تین نسخہ ہیں کتاب غریب الحدیث (جس میں اوس الفاظ کی تشریح ہے جو احادیث میں مشکل معلوم ہوتے ہیں) کتاب النکاح (جس میں مہال کی کھڑکی کا بیان ہے) کتاب الإبل (اونٹوں کے بیان میں) کتاب تخلق الانسان (انسان کی خلقت کے بیان میں) اوس نے (شعراے جاہلیت کے) دیوان منقول سے پڑھے تھے۔ تحصیل علوم میں نژاد عجیب وغریب قصص اور حفظ الفاظ غریبہ اور آرائیہ عرب کی طرف بڑا میلان تھا۔ اوس کا بیٹا عمر کو کہتا ہے جب میرے باپ نے اشعار عرب کو جمع کیا اور انھیں ترتیب دیا ہے تو اون میں سے سے اوپر قبیلوں کے شعر تھے۔ جب وہ ایک قبیلہ کے اشعار جمع کر کے لوگوں میں مشہور کر دیا تو ایک کتاب میں انھیں لکھ لیا کرتا اور کوفہ کی مسجد میں رکھ دیتا تھا۔ اس طرح پڑا اوس نے انہی سے اوپر اپنے قلم سے کتابیں لکھی تھیں۔

مرزا کبیر میر دورائے مہل جن کے در بیان الف ہے۔ کتبانی کا اوپر بیان کر چکے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ یوم الشعنائین ۲۱۷ھ کو مرا ہے واللہ اعلم۔

(۱) مراد اطلاع اور مشترک میں کسی مقام لکھتے ہیں جن کا نام یاد ہے۔ لیکن مادہ الکوثر اور میں نہیں ہے۔
مراد کے معنی ہیں کہیڑ۔ غالباً یہ مقام کوئی قریب قریب دیران پورا ناگاؤن کوثر کے پاس ہوگا۔

(۲) مولیٰ کے بہت معنی ہیں اور میں سے اوس شخص کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔ جو کسی کے بھراور پڑوس میں جا کر رہے یہاں یہی معنی ملا ہیں۔

(۳) ابو بکر احمد بن کامل نے حدیث محمد بن جریر الطبری مشہور مخرج سے پڑھی تھی۔ اس نے بھی ایک تاریخ لکھی ہے جس میں اور تاضیوں کا بیان درج کیا ہے۔ جو شاعر بھی تھے۔ اور قاضی بھی ۳۵۵ھ (۹۶۷ء) میں وفات پائی ہے۔

(۴) ابوالمکثانین وہ اتوار ہے۔ جو ایسٹرنڈے سے پہلے آتا ہے۔ عیسائی لوگوں کے یہاں اوس روز ایک تہوار ہوا کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس روز شہر یروشلم میں لوٹ کر آئے تھے۔ ۳۲۰ء کی پہلی جمادی ۲۴۲ھ اپریل ۸۵۶ء کی تھی۔

۸۴۔ ابو محمد اسحاق بن ابراہیم بن مامان بن بہن بن مشک

بنی تمیم کا مولیٰ ازہجانی الاصل ابن ندیم نوصلی کے نام سے مشہور تھا۔ اوس کے باپ کا اوزیر اوس کی نسبت اور نب کا وکراور (تذکرہ ۹ میں) آچکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ یہ خلفا کے ندیوں میں تھا۔ ظرافت اوس کی بہت مشہور ہے۔ اوس کی بذلتی اور غنا و سرور ایسی تھی کہ زمانہ میں فرو تھا۔ لغت کا عالم اشعار کا پرکھنے والا شعر کے حالات سے واقف تاریخ دان میں کامل تھا۔
مُصعب بن عبد اللہ بن عبد اللہ الزبیری بن بکاء وغیرہ حایث میں اوس سے روایت کرتے ہیں۔
حدیث فقہ اور علم کلام میں اوس سے ید طولیٰ حاصل تھا۔ محمد بن عطیہ الطوسی شاعر کہتا ہے میں سحبی بن کثم کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ اسی میں اسحاق بن ابراہیم الموصلی آیا۔ اور اہل کلام سے بحث کرنے لگا۔ جس میں سب نے اوس کے دلائل کی داد دی۔ پھر اوس نے فقہ میں گفتگو کی۔ اوس میں بھی اچھی تقریر کی۔ اور قیاس اور حجت میں گفتگو کرتا رہا۔ پھر شعر اور لغت کا ذکر شروع ہوا۔ اوس میں تو وہ سب پر ہی فائق رہا۔ جب یہ سب کیجہ ہو چکا تو وہ قاضی سحبی کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہنے لگا خدا آپ کو عزت عطا فرمائے جن باتوں میں میں نے بحث کی۔ اور جو حکایتیں میں نے بیان کیں۔

کوئی نقص اور طعن کی جگہ ہے۔ کہا نہیں۔ ابن الندیم نے کہا تو بچہ کیا وجہ ہے کہ میں ان سب علوم میں ایسا مسمیٰ کمال رکھنے پر صیا کہ اچھے لائق لوگوں کو حاصل ہے صرف فن واحد یعنی نقطہ غنائن ہی مشہور ہوں اور لوگ مجھے اور کسی صفت سے موصوف نہ کریں۔ عطوی کہتا ہے کہ قاضی بخجی نے میری طرف دیکھا۔ اور کہا کہ اس کا جواب آپ ہی دینگے۔ عطوی اہل الجدل سوار اور مناظرہ پر بڑا قادر تھا۔ قاضی بخجی سے کہا ہاں اَعَزَّ اللہُ الْقَاضِی اس کا جواب تو میں ہی دوں گا۔ پھر اسحاق سے مخاطب ہو کر کہا۔ ابو محمد کیا آپ غویمین فرما اور خفش کی طرح ہیں۔ کہا نہیں۔ کہا تو کیا آپ لغت اور معرفت شعر و سخن میں ضمیمی اور ابو عبیدہ کے مثل ہیں۔ کہا نہیں۔ کہا تو علم کلام میں ابو الہند ذیل النکاح اور نظام لمخی کے مانند ہیں۔ کہا نہیں۔ پھر قاضی بخجی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا تو کیا فقہ میں اس کی بڑائی میں۔ کہا نہیں۔ پوچھا تو کیا آپ شعر گوئی میں ابو العتاسیہ اور ابو نواس کے برابر ہیں۔ کہا نہیں۔ کہا تو ایسے جو آپ جس فن کو منتخب کر لیا ہی ہو وہ ہوتا ہے تھا۔ کیونکہ اس میں آپ کا کوئی نظیر نہیں ہے۔ لیکن دوسرے فنوں میں جو لوگ اپنے اپنے فنوں کے اہل کمال گذرے ہیں آپہ اون سے کم ہیں۔ اس سے ابن الندیم صنف بڑا اور اوطح کر چل دیا۔ قاضی بخجی نے عطوی سے کہا آپ نے محبت کا حق تو پورا پورا ادا کر دیا۔ مگر بچہ بھی اسحاق پر اس میں کسی قدر ظلم ہوا ہے حقیقت میں وہ اون لوگوں میں ہے جس کا نام میں نظیر بہت ہی کم ہے۔ میرے استاد عماد الدین ابو المجدی اسمعیل بن باطیش مؤصلی نے اپنی کتاب التثبیر والفصل میں ذکر کیا ہے کہ اسحاق بن ابراہیم مؤصلی بڑا فصیح البیان نادر و فی بائین بیان کرنے والا اور بڑا ظریف و فاضل تھا۔ حدیث میں اوس نے سفیان ثعلبیین مالک بن انس ہاشم بن بشیر ابو معاویۃ الضمری کے بیان سے لکھیں اور ادب اصمعی اور ابو عبیدہ سے حاصل کیا تھا مگر علم غناء و سرود میں وہ بہت بڑہ گیا۔ اسی سے اوس کا میلان سب سے بڑہ کر اسی طرف ہو گیا۔ اور اسی صفت میں اوس کی شہرت ہو گئی غلفا دے عباسیہ اوس کی تعظیم کرتے اور اپنے پاس کہتے تھے اور امون تو یہ کہہ رہا تھا کہ اگر اسحاق کا نام غناء کی صفت کے ساتھ لوگوں کی زبان پر جاری نہ ہو جاتا تو میں اوسے قاضی نہ کرتا۔ یہ منصب اوسے ہر طرح سزاوار ہے۔ عفت و صداقت دیانت و امانت میں وہ اون قضاۃ سے بہتر ہے جنہیں ہم جانتے ہیں۔ مگر وہ غنائین مشہور ہو گیا ہے۔ اور اوس کے تمام علوم کو گو کہ وہ اوس کے سب علوم سے سچ ہے نہ کہ وہ دیا ہے۔ غناء کے فن میں اس کا نظیر نہ تھا

نظم بھی اچھی کہتا تھا۔ ایک دیوان بھی ہے۔ یہ اسی کے شعر ہیں جو اوس نے ہارون الرشید کو لکھے تھے۔
 كَمَا مَرَّ بِالْبُخْلِ قُلْتُ لَهَا أَفْصَىٰ فَلَيْسَ إِلَيَّ مَا تَأْمُرُنِي سَبِيلُ
 جب بی بی نے بخل کے لئے کہا تو میں نے کہا بس اپنی صلاح رہنے دیجئے کو کہتی ہو یہ وہ نہیں سکتا۔
 أَسَرَى النَّاسَ خُلْدَانُ الْجَوَادِ وَلَا أَمْرُ بَخِيلٍ لَدُنِي الْعَالَمِينَ حَلِيلُ
 میں دیکھتا ہوں لوگ جو دو کرم والے کے دوست ہوتے ہیں بخیل کا دوست میں عالم میں کسی کو بھی نہیں دیکھتا۔
 وَإِنِّي سَرَّائْتُ لِبُخْلٍ يَنْسُرُنِي بِأَهْلِهِ فَأَلْزَمْتُ نَفْسِي أَنْ يَقَالَ بَخِيلُ
 میں دیکھتا ہوں بخل سے بخل والا بدنام ہوتا ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ کوئی مجھے بخیل کہے۔
 عَطَايَ حَطَاءُ الْمُكْثَرِينَ تَكُونُ مَا دَمَائِي كَمَا قَدْ فَعَلْتَنِي قَلِيلُ
 نکرمل وراپنی عزت بنا لے کی وجہ سے میری بخشش اس قدر ہوتی ہے کہ جیسے دولت مندوں کی۔ حالانکہ تو جتنی
 ہے کہ میری آمدنی قلیل ہے۔

وَكَيْفَ أَخَافُ الْفَقْرَ وَأُحْرِمَ الْغِنَىٰ وَرَأَيْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ حَمِيلُ
 تاہم مجھے فقر کا خوف کیوں ہونا چاہئے۔ اور دولت سے محروم میں کیوں رہ سکتا ہوں۔ امیر المومنین کی
 نظر تو (میری طرف) بہت اچھی ہے۔

اسحاق بہت لکھا کرتا تھا۔ ثعلب کہتا ہے کہ میں نے اسحاق موصلی کے ہاتھ کی لکھے ہوئے ہزار
 جُز سے اوپر دیکھے ہیں۔ یہ سب عربی لغت کے تھے جو اوس نے عرب کے بدوؤں سے سنے
 تھے۔ میں نے اوس کے پاس جس قدر لغت کی کتابیں دیکھیں اوس سے زیادہ کسی کے پاس
 نہ دیکھیں۔ اس کے بعد اون کی کثرت ابن الاثری کے پاس تھی۔ اسحاق جو حکایتیں بیا کی کرتا
 تھا اون میں سے ایک حکایت یہ ہے۔ وہ کہتا تھا۔ میرا ایک ہسیا تھا۔ جس کی کنیت ابو حفص
 مشہور تھی۔ اور لوطی کے لقب سے بدنام تھا۔ اوس کا کوئی پڑوسی سیار ہوا۔ ابو حفص اوس کی حیاء
 کو گیا۔ پوچھا تو کیا ہے مجھے پہچانتا ہے یا نہیں۔ مرلیض نے ضعیف آواز سے کہا۔ ہاں تو ابو حفص
 لوطی ہے۔ کہا تو ملاقات کی حد سے تجاوز کر گیا۔ خدا مجھے برے زاد ٹھاکے (۱۰) دخیلفہ معتصم کہا
 کرتا تھا۔ کہ اسحاق بن ابراہیم نے مجھے گانا کبھی ایسا نہ سنا یا کہ مجھے میرے ملک کے زادہ ہو جانے
 کا خیال نہ پیدا ہوا ہو۔ اس کے اخبار و حالات بہت کثرت سے ہیں۔ اخیر عمر میں اپنی موت سے

دو سال پہلے اذما ہو گیا تھا۔ ۱۵۸ھ (۶۷۷ء) میں پیدا ہوا تھا جس میں کہ امام شافعی رحمہ اللہ
عسہ کی ولادت ہوئی تھی لہذا نچا اپنے موقع پر اودن کا بیان بھی آیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ وفات وکی
رمضان ۲۳۵ھ (اپریل ۸۵۰ء) میں اہمال سے ہوئی تھی۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ شوال ۲۳۶ھ
میں مرے۔ مگر پہلی روایت بہت مشہور ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ بروز پنجشنبہ بعد نماز ظہر ۵
ذی الحجہ ۲۳۵ھ کو اوس نے انتقال کیا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اوس کے بعض دوستوں نے
اوس کا مرقہ اس طرح لکھا ہے۔

أَصْبَحَ الْهَوَىٰ نَحْتِ عَفْرِ التَّرَابِ نَا وَيَا بَنِي مُحَلَّةِ الْأَحْبَابِ

وہ کھیل کود تواب زمین کی خاک کے نیچے چلا گیا جو پہلے ہمارے دنیا سے سدا رہے ہوئے احباب کے
عملہ میں رہا کرتا تھا۔

إِذْ مَضَى الْمَوْصِلِيُّ وَانْفَرَجَ الْأَنْسُ وَحَمَتِ مَشَاهِدُ الْأَطْرَابِ

کیونکہ موصلی گزر گیا محبت کو حاشیہ قطع ہو گیا خوشی کی غلین مٹ گئیں۔

بَكَتِ الْمَلْصِيَّاتُ حُرْنَ نَاعِلِيَةٍ وَكَبَاةُ الْمَقْصُولِ وَصَفْوُ الشَّرَابِ

سرور کے آلات حزن و ملال سے اوس پر روتے ہیں۔ عشق و محبت اور شراب خالص (اوس کی یاد
میں) گرہ و بکا کرتے ہیں۔

وَبَكَتِ أَلَةُ الْمَجَالِسِ حَتَّى رَحِمَ الْعُودُ عَابَةَ الْمَضْرِبِ

مجالس عشرت کے آلہ ایسے روئے کہ عود کو مضرب کی حالت دیکھ کر رحم آ گیا۔

کہتے ہیں کہ یہ مرقہ اوس کے باب ابراہیم کی موت پر لکھا گیا تھا۔ مگر اول روایت صحیح ہے۔

(۱) ابو عبد اللہ شُعْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُصْعَبٍ بْنِ ثَابِتٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ الْأَسَدِيِّ الزُّبَيْرِيِّ

از نسل حضرت عبد اللہ بن الزبیر، عم زبیر بن بککارت قبیلہ قریش کا بڑا نساہ تھا۔ سواے اوس کے حافظ

حدیث فقہیہ مورع بھی تھا۔ ان لیا قنون اور نسبی شرفتون کی وجہ سے لوگ اوس کی بہت بڑی عزت

کرتے تھے۔ اوس میں اگر کوئی نقص تھا تو یہی تھا کہ حضرت علی کو وہ اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ مدینہ میں ۱۵۷ھ

(۶۷۳ء) میں پیدا ہوا۔ اور ۲۳۵ھ (۸۵۰ء) میں مر گیا (دیکھو ابن اثیر اور یافعی ۲۳۶ھ)۔

(۲) ابو عبد الرحمن محمد بن عبد الرحمن بن عقیلہ قبیلہ لکیش بن بکر بن عبد شمس کا مامولی تھا۔ عباسیوں کے زمانہ

شعر گوئی اور کاتب کے منصب سے نام پیدا کیا۔ بصرہ میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی تھی۔ قاضی ابن ابی دواد (تذکرہ ۳۱) اس کامری تھا جس کے مرنے پر اس نے مرنے لکھے تھے (از غانی)۔
(۳) دیکھو تذکرہ ۳۱ نوٹ ۱۴۔

(۴) اندر تعالیٰ قاضی کو اجمند و قوی کرے۔ ان دعائیہ الفاظ سے قاضیوں کو اس زمانہ میں اسی طرح خطاب کیا جاتا تھا جیسے آج کل انگریزی زبان میں عدالتوں میں جج اور ڈسٹنٹ یا ڈسٹنٹ کلرک وغیرہ قاضی الفاظ سے مخاطب کرتے ہیں۔

(۵) ابواسحاق ابراہیم بن سکیار (نہ بشار نہ کسار) بن ہانی بصرہ کا رہنے والا ابوالکمال کی ہیں کا بیٹا بہت بڑا مشہور و مشکل اور کتنی ہی کتابوں کا مصنف اور اسی قسم کے مضامین کا شاعر بھی تھا اور اسے نظام (موتی پر دلنے والا) بھی کہتے تھے۔ یا تو اس وجہ سے کہ وہ موتی پر دیا کرتا اور بصرہ کے بازار میں بچا کرتا تھا۔ یا اس سبب سے کہ سلسلہ کلام میں مضامین ابدار کو نظم کرتا تھا۔ ابتداء کے جوانی میں اس پر بعض لوگوں کو کٹھنوسی (یا محوسسی) مذہب رکھنے کا شبہ ہوا تھا (جو یزدان ابراہیم من کو مانتے ہیں۔ اور شیعہ کہلاتے ہیں) پھر اخیر عمر میں حکماء یونان کے مذہب کا معتقد مشہور ہو گیا تھا۔ مذہبی معاملات میں اس کے خیالات کچھ ایسے مختصر و نازک مشہور ہو گئے تھے کہ دیندار مسلمان اسے کافر سمجھنے لگے تھے۔ معتزلیوں کا ایک فرقہ اسی نظام ہانی کے نام سے نظام کہلاتا ہے اور اس زمانہ کے بہت عالم کہتے تھے کہ یہ نظام پیغمبروں کی نبوت کا قائل نہیں ہے۔ بلکہ علانیہ طور پر جو اس تلمیح کرنے والی رائے کو وہ نہیں بیان کرتا تو اس کی وجہ مروت و تلوار کا خوف ہے۔ اکثر معتزلی بھی اسے کافر کہتے تھے۔ اور اس کے چال چلن کی خرابی کے ثبوت میں اسے شراب غار بتاتے تھے۔ (۲۳)۔ (۲۴) میں اس کا انتقال ہوا (از عیون التواریخ) مصنف ابن شاکر و شہرستانی نے خطوط مغریزی و تاریخ بغداد مصنف خطیب (یہاں یہ بھی خیال کر نیکی قابل ہے کہ ابن خلکان نے نظام غنچی کا نام لیا ہے جس سے خیال ہوتا ہے کہ یہ نظام کوئی اور شخص ہو گا جس کا یہاں ذکر کر رہے ہیں مگر جب کہ ابن خلکان نے خود ایک مقام پر لکھا ہے۔ ابواسحاق ابراہیم بن سکیار ملقب بـنظام مشہور و مشکل تو سب شبہ رفع ہو جاتا ہے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی شخص ہے۔ غالباً اس کا خاندان غنچی ہو گا۔ اور یہ بصرہ میں پیدا ہوا ہو گا جس سے اسے دونوں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ شہرستانی نے کتاب الملک و الملک و النخل میں نظام کے عقائد کے اصول کا بیان لکھا ہے اسے دیکھنا چاہئے

ابو الہادیٰ کا بیان اس کتاب میں آئندہ آئیگا۔

(۶) ابو الجہا سمیع بن حبیب بن سعید بن باطیش ملقب عماد الدین مؤرخ ملک کا رہنے والا اور اس مقام کا نشانہ
میں سب سے بڑا عالم تھا۔ (محرر ۵۷۵ھ) (۱۱۸۵ء) میں پیدا ہوا تھا۔ جوانی کے ایام میں شام کے ملک میں
سفر کو چلا گیا تھا۔ کہ حدیث اور فقہ میں بڑے بڑے نامی گرامی عالموں سے جو بذا و دمشق اور حلب میں
پڑھائے تھے کمال حاصل کرے۔ چنانچہ بہت بڑا عالم اور مفتی ہو گیا۔ اور بہت کتابیں تصنیف کیں جن میں
سے بڑی بڑی کتابیں یہ ہیں۔ طبقات یعنی نقباء شافعیہ کی فہرست۔ مشتملہ التنبہ (یا مزیل الارتياب)
عن مشتملہ الانتساب (المعنی جو القہرب ابو اسحاق الشیاذی کی شرح ہے۔ کہتے ہیں کہ اس اختیار کتاب
میں اوس نے بہت جگہ غلطیاں کی ہیں۔ حلب میں ۵۷۵ھ (۱۱۸۵ء) میں انہی سال کی عمر میں وفات پائی۔
(طبقات الشافعیین طبقات الفقہاء بنیات الطالب) یہ ابن خلدکان کے استادوں میں بھی تھا۔

(۷) علامہ ابو الفدا اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ کہ کتاب التہذیب والفصل یا الفصل جغرافیہ کے بیان میں ہے۔ اور
اسی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابو الجہا کی ایک کتاب مزیل الارتياب عن مشتملہ الانتساب ہے (دیکھو نوٹ
۶) غالباً یہ اوس کی کتاب مشتملہ النسب کا دوسرا نام ہوگا۔ ان دونوں کتابوں میں غالباً محمد شین کے انساب
و اؤطان کا ذکر ہے۔

(۸) ابو معاویہ شمیم بن ابی خازم بن شمیم الواسطی جس کے آبا و اجداد بلخ کے رہنے والے تھے۔ قریباً مسلمان
مولا تھا۔ اوس نے حدیث بڑے نامی گرامی استادوں سے پڑھی اور بہت بڑا محدث تھا۔ ابن ابی اویس
اس علم میں بہت بڑی عزت تھی۔ اوسے بنی ہزار حدیثیں یاد تھیں (۵۷۵ھ) میں وفات پائی
انامی برس کی عمر ہوئی (از طبقات المحدثین)

(۹) ابو معاویہ محمد بن خازم القزیر (ناہیا) جو تہذیب و تہذیب کا جو شمیم بن ابی خازم کی ایک شاخ سے مولیٰ تھا کو بن
۱۱۸۵ھ (۱۱۸۵ء) میں پیدا ہوا۔ ہشام بن خازم اور الاعمش کا شاگرد تھا۔ ۱۱۹۵ھ (۱۱۹۵ء) میں مر گیا۔
(طبقات المحدثین) غالباً یہ اسی شمیم کا نسبت تھا جس کا ابھی اوپر کے نوٹ میں ذکر ہوا ہے۔

(۱۰) ابن ابی جوطینہ ہے وہ لفظ ابو جعفر میں معلوم ہوتا ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آیا جعفر کیڑے
کے ڈول کو کہتے ہیں جس سے کنوان پاک کیا کرتے ہیں۔ اس میں کچا سیار مزہ ہوگا جس سے وہ لوطی کے
لقب کا مستحق سمجھا جانا چاہیے تھا۔

۱۱ مجالس عشرت کے آلات سے ملائکہ خوشبوئیں آلات غنا اور شراب وغیرہ ہیں۔

۸۵ ابو یعقوب اسحاق بن جئین بن اسحاق عبادی

مشہور طبیب علم طب میں کیا اے عمر تھا۔ اور فن ترجمہ معرفت لغت اور فصاحت بیان میں اپنے باپ کے ہی برابر تھا۔ یہ حکمت کی کتابوں کا یونانی زبان سے عربی زبان میں اسی طرح ترجمہ کیا کرتا تھا۔ جیسا اوس کا باپ کرتا تھا۔ مگر اس کے ترجمہ میں فن طب کی کتابوں کے ترجمہ سے علوم حکمت کی کتابوں کے ترجمہ جو ارسطو وغیرہ حکما کی تصنیف سے ہیں بہت زیادہ ہیں۔ یہ انھیں غلفا اور روسا کی خدمت میں رہتا تھا جن کی خدمت میں اوس کا باپ رہتا تھا۔ پھر سب کو چھوڑ چھاڑتا تھا کہ بن عبد اللہ امام معتضد بانیہ کے وزیر کے پاس چلا آیا۔ اور اوس کے مخصوص معین میں ایسا داخل ہو گیا کہ وزیر مذکور نے اس کو اپنا محرر مقرر کر لیا۔ جوابت کسی سے نہ کہتا وہ اس سے کہتا تھا۔ ابن ابطلان نے کتاب دعوۃ الأطباء لکھا ہے کہ (وزیر سے اور اس سے دل لگی کی باتیں بھی کر تے تھے) ایک مرتبہ وزیر مذکور نے سنا کہ اسحاق نے سہل لیا ہے۔ تو دل لگی کے طور پر اوسے یہ بتدین لکھ کر بھیجیں۔

ابن ابی کثیر اُمسینت وَمَا كَانَ مِنَ الْحَالِ

بتا کے کہ رات میں کیا کیفیت گذری۔ مزاج کا حال کس طرح رہا۔

وَكَمْ سَارَتْ بِكَ السَّاقَةُ لِحَا الْمَنَازِلِ الْخَالِي

اور اونٹنی تجھے خالی مکان (بیت الخلاء) کی طرف کتنی مرتبہ لے گئی۔

اس کے جواب میں اسحاق نے لکھا۔

بَحْرِ مَبِثَّ مَسْرُوسٍ سَخِي الْبَالِ وَالْحَالِ

رات خیریت اور سرت سے گذری اور میرا دل اور جسم دونوں اچھے رہے۔

فَاَمَّا السَّيْرُ وَالنَّاقَةُ وَالْمَرْتَبُ الْخَالِي

رہی سیر اور اونٹنی اور خالی مرتبہ (محل)

فَاَجِبْ لَكَ اَشْبَانِيهِ يَا غَايَةَ اَمَالِي

سوا۔ سے آپ کے اجلال فراموشی امیدوں کی غایت بالکل بھلا دیا۔

یہی کہانی میں نے کتاب الکلیات میں بھی لکھی دیکھی تھی۔ اوس میں لکھا تھا کہ پہلے بیتین
اول شخص نے لکھی تھیں اون کے جواب میں دوسرے شخص نے بیتین لکھیں۔

كُتِبَتِ الْيَاثُ وَالنُّعْلَانُ مَا أَتَى أَقْلَهُمَا مِنَ الْمَشْكِيِّ الْعَنِيفِ

میں تجھے یہ لکھ کر اس لئے بھیجتا ہوں کہ (اپنے) جو تون کو سخت چلنے کی مشقت سے بجاؤں
فَإِنْ سُرِمْتَ الْجَوَابَ إِلَى فَا لَكْتُبْ عَلَى الْعَوْنِ يُوَصِّلُ فِي الْكَلْبِ

اگر تو مجھے جواب لکھنا چاہے تو اوس کے عنوان پر لکھ دینا کہ بیت الخلاء میں پھونپنے

اوس نے اور اوس کے باپ نے علم طب میں بہت مفید مفید کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اوس
کے باپ کا بھی ذکر آئندہ آتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسے اخیر عمر میں فالج نے مار لیا تھا۔ الخ
۲۹۸ھ درمہز ۶۹۹ھ یا ۲۹۹ھ میں اوس نے وفات پائی ہے۔

عباد بنی کبر عین ہلمہ وبائے موحده والف ووال ہلمہ عبا وحیرہ کی طرف منسوب ہے۔ یہ متفرق
قبائل کے کہتے ہی بطون تھے۔ جو حیرہ میں رہتے اور مذہب کے نصرانی تھے۔ ان میں
عدی بن زید العباد بنی مشہور شاعر وغیرہ بہت لوگ نامی گرامی ہوئے ہیں۔ ثعلبی اپنی تفسیر میں
سورۃ المؤمنین میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے تحت میں فَقَالُوا أَأَتُوكُمْ لِتُؤْتُوا مِثْلًا
مِثْلَنَا قُلْ فَوقَ مِثْلِكُمْ لَنَا عَايِدُونَ۔ (اور انھوں نے کہا کیا ہم اون دو آدمیوں (موسیٰ
اور ہارون) پر ایمان لائیں جو ہمارے مثل ہیں اور اون کی قوم ہماری عابد و خدمت گار ہے)
کہتا ہے اے مُطِيعُونَ مُتَدَلِّلُونَ دینی مطیع اور متذل ہیں، عرب اون لوگوں کو جو
کسی بادشاہ کے ماتحت ہوں عابدون بولتے ہیں۔ اسی واسطے (عرب کی قوم کے) حیرہ والوں کو
عباد کہنے لگے تھے۔ کیونکہ وہ لوگ ملوک عجم کے مطیع و منقاد تھے۔ حیرہ بکسر حاء ہلمہ و سکون یاء
تحتانیہ و فتح و ہاء ہلمہ وہاں ہوز قدیم زمانہ میں ایک شہر تھا۔ بنی منذر اور جو لوگ عرب عمرو بن
عدی اللخمی کی طرح پہلے ہوئے ہیں اوس کے آلک تھے۔ یہ عمرو بنی منذر اور اون کی اولاد کا جد

اعلیٰ تھا۔ عمرو سے پہلے یہاں کا بادشاہ اوس کا مامون جَزِيَّةُ الْاَبْرِشِ اَزْدِي زَبَا والا تھا۔ شہر حیرہ
تو خراب ہو گیا۔ اور اوس کے پاس ہی شہر کوفہ اسلام کے زمانہ میں آباد ہو گیا تھا۔ اسی سال (۲۹۸ھ)
میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیکر آباد کر لیا تھا

۱) یہاں ضمیر غالب سے مراد ہی سمجھ میں نہ آیا معلوم ہوتا ہے۔ اصل میں باپ اور بیٹے کی جگہ ضمیر میں ہی اشمال کی گئی ہیں تاکہ میں کا پتہ ہو۔

۲) جب تک وسط و افلاطون وغیرہ حکماء نے یونان کی کتابوں کے غریب میں ترجمہ نہیں ہوئے تھے۔ تو ان کی کتابیں زراہیہ معمول میں جا پڑی تھیں۔ اگر اوس وقت ان کے ترجمہ عربی میں نہ ہو جاسکتے تو ان زبان میں انہیں کوئی جانتا بھی نہ تھا۔

۳) اس قاسم بن عقیل اللہ وزیر کا حال ابن خلکان نے ابن الرومی کے تذکرہ میں لکھا ہے۔ تذکرہ ص ۳۶ دیکھنا چاہئے۔

۴) ممتاز بن الحسن بن محمد بن مہذب۔ باہن بطلان بندہ کا ایک مشہور نصرانی طبیب تھا۔ ان کا کیمین وہ ہے جس نے ۱۰۵۰ء میں ایک خانقاہ میں مراعات تاج الحکما میں اوس کا ذکر کیا ہے۔ و نحوہ اہل طب میں غالباً اوس امور کا ذکر ہو گا جو طبیبوں کے لئے ضرور ہیں۔

۵) ابن اشعار میں وزیر کا جو مقصود ہے وہ صادق ظاہر ہے۔ کچھ تشریح کی ضرورت نہیں۔ لیکن الفاظ منزل خالی میں اوس کا ایک ٹھکانہ آئینہ نظر میں دو شاعرانہ خیال بنا کر کیا ہے چنانچہ اسے عرب میں بہت مروج تھا اکثر قصائد کے شرف میں لکھا جاتا ہے کہ شاعر بہت دور سے سفر کر کے آیا۔ اور اپنی مشوقہ کے قیام گاہ پر پہنچا۔ دیکھا تو وہ شاعر نام بالکل خالی اور زبان پر لا۔ ہے۔

۶) ہر سالہ تہذیب و ترقی کے اشارات۔ کہ بیان میں ہو گا۔

۷) اسحاق کی تفسیر فلسفہ۔ کہ جو محلی کتابیں یہ ہیں کتاب الفطرات۔ کتاب الخصال۔ کتاب التاج۔ کتاب الارباب۔ کتاب

۸) دیکھو تذکرہ ص ۱۹۰۔

۹) زبان عام سے پہنچنا۔ مگر یہاں اوس سے وہ عیسائیوں کا ایک فرقہ مراد ہے جسے نسطوری کہتے تھے۔

۱۰) عدی بن زید اللہ است اسلام سے پہلے گذرا ہے۔ کتاب الافغانی میں اس کا ذکر بہت دیا ہے۔ اور اشیا تک جوئل ۵۰ وغیرہ میں اوس کا ترجمہ چھپا ہے۔

۱۱) دیکھو تذکرہ ص ۳۰۔

۱۲) بنی شہر کہو دست چہرہ بخدیقہ اور زکبا کا بیان ہمارے ترجمہ تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول میں دیکھو۔

میں خوب لڑائی ہوئی تھی۔ ابن حدودہ شکست کھا کر بھاگ گیا (ادابن اثیر) اسی لشکر میں محمد بن عبد اللہ بن محمد ہو گا۔
دس پہلی سفارت غالباً ۳۱۱ھ (۹۱۱ء) میں ہوئی ہوگی۔ جب کہ سلطان خجراور اس کے بھتیجے سلطان محمد بن
نا اتفاق تھی۔ دوسری سفارت اوس وقت ہوئی ہوگی جب کہ سلطان مسعود بغداد کا حاکم تھا۔ اور اوس کا بھائی
طغرل ہمان بن تھا۔

۳۴، بعض نسخوں میں اُنکے کی جگہ عربی بن حاکم آیا ہے۔ اوس کا ترجمہ اس طرح ہو گا کہ جب اوس کے حال کاقت
قریب آیا۔ حال صوفیوں کی اصطلاح میں اوس حالت کو کہا کرتے ہیں جو ان کو کسی کسی وقت جوش میں آجاتی ہے
اور یہ صورت ان کو کوبت کثرت سے عبادت و مراقبہ اور درود و وظائف کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ جب وقت
یہ حالت اون پر طاری ہوتی ہے تو اون کے نزدیک اون کی روح خدا میں مل جاتی ہے۔

۵۵، پوری آیت اس طرح ہے۔ **وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ
الْعَذَابُ بَغْتَةً وَ أَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ أَنْ تَقُولَ نَفْسُ يَا حَسْرَةَ عَلَى مَا فَعَلْتُ فِي حَنْبِ اللَّهِ
وَإِنْ كُنْتُ مِنَ السَّاحِرِينَ** داؤد تبار سے پروردگار کی طرف سے جو اچھی اچھی نصیحت کی، تاہم تم پر نازل
ہوئی ہیں اون پر چلو دگر اس سے پہلے کہ یکایک تم پر عذاب آنا نازل ہو اور تم کو اوس کی خبر بھی نہ ہو کہ میں ایسا نہ کہ
آخر کار تم میں سے کوئی کہنے لگے۔ اے افسوس میری اوس کوتاہی پر جو میں نے پاس خدا محفوظ رکھنے میں کی
اور میں تو ان پر ہنستا ہی رہا، (سورۃ الزمر آیت ۱۵ تا ۲۵)۔

۵۷۔ ابو الفتح سعد بن ابی الفضائل محمود بن خلف بن احمد بن محمد العجلی صفہائی لقب مُتَخَبُّ الدِّین

شافعی فقیہ اور واعظ تھا۔ اور اون فقہاء اور فضلاء سے تھا جو علم و زہد میں موصوف تھے۔ عبادت و تہجد اور
زہد و قناعت میں مشہور تھا۔ اپنے ہاتھ کے مکتوبہ مال کے سوا کچھ نہ کہا تا تھا۔ کتابیں لکھتا اور اوصاف کو
فروخت کر کے اپنی قوت بسر کرتا تھا۔ اُمّ ابراہیم فاطمہ خاتون بنت عبد اللہ حافظہ ابوالقاسم اسماعیل
بن محمد بن الفضل ابوالوفا غازی بن احمد الحسن الجلیلی ابوالفضل عبد الرحیم بن احمد بن محمد بن عبد
ابوالمظہر القاسم بن الفضل بن عبد الواحد ضعیفہ لابی وغیرہم سے حدیث اپنے ہی شہر میں بڑھی تھی۔ اور جب
بغداد میں آیا تو ابو الفتح محمد بن عبد الباقی بن سلمان معروف باین البغوی وغیرہ سے ۵۵۳ھ (۱۱۵۷ء)

مین اور پڑھی۔ اور ابو القاسم زہر بن کمال الشامی والوالفتح بن عقیل بن الفضل الاحشیدی البالمبارک عبدالعزیز بن محمد الارزوی وغیرہم سے اجازت حاصل کی۔ پہراپنے وطن کو لوٹ کر آیا۔ اور اصطافا اور تعلیم سے تفرج و مہارت حاصل کر کے بڑی شہرت پائی۔ بہت کتابیں اوس کی تصنیف کی ہوئی ہیں۔ چنانچہ امام غزالی کی کتاب الوسیطہ اور کتاب التوحید کی مشکلات کی شرح اوس نے لکھی ہے۔ اور دونوں کتابوں کے مواضع مشککہ پر خوب بحث کی ہے اور دوسری مہبوط کتابوں سے مضامین اخذ کر کے اوس میں نقل کئے ہیں۔ کتاب تہذیب التہذیب لابن سعد المثلوی بھی اسی کی ہے۔ اصنفان میں اس کے فتوے پر پورا پورا اعتماد تھا۔ بیع الاول بایسبع الآخراۃ۱۱۳۵ھ یا ۱۱۳۶ھ (۱۱۳۷ھ) میں صنفان میں پیدا ہوا۔ اور اسی جگہ شب جمادی ثانی ۵۲۸ھ صفر ۵۲۹ھ کو انتقال کیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

عجلی مکر بن محمد بن جیم و لام منسوب ہے عجلی بن نجیم کی طرف سے یقیناً الفرس کا ایک بہت بڑا اور مشہور قبیلہ ہے۔ نجیم نسیم لام منجیم و یاسے تحتانی و نیم۔ اور اوس کا پورا نام نجیم بن شعب بن علی بن مکر بن وائل ہے۔ ابو عبیدہ کہتا ہے عجلی بن نجیم عرب کے مقامین شمار کیا جاتا تھا۔ اوس کا ایک نہایت اچھا گھوڑا تھا۔ کسی نے اوس سے کہا۔ اچھے گھوڑوں کے نام یہاں کرتے ہیں تیرے گھوڑے کا کیا نام ہے کہا میں نے تو اوس کا ابھی تک کچھ نام نہیں رکھا۔ ہے کہا تو تواب رکھ۔ اس نے جا کر گھوڑے کی ایک آنکھ چھوڑ ڈالی۔ اور کہا میں نے اوس کا نام غور (کانا) رکھا یا کسی عرب شاعر نے عجلی کی نسبت کیا ہے۔

مَرَّتْنِي بِنُوحٍ جَلِيلٍ إِذْ أَرَانِيهِمْ
وَهَلْ أَحَدٌ فِي النَّاسِ أَحْمَقُ مِنْ عَجَلٍ
بنی عجل نے میرے اوپر ایک عیب لگایا جو خود اوس کے باپ میں ہی تھا کیا کہیں لوگوں میں کوئی شخص عجلی سے بھی زیادہ احمق ہے۔

أَكْثَرُ أَبْنَاءِهِمْ عَارِضِينَ جَوَادٍ
فَسَارَتْ بِهَا الْمَثَالُ فِي النَّاسِ بِالْعَجَلِ
کیا ان کے باپ نے اپنے اچھے گھوڑے کی آنکھ نہیں نکال ڈالی۔ اور اس طرح پر لوگوں میں جہالت کے سبب ضرب المثل ہو گیا۔

(۱) جو زندان شہر صنفان کے قریب ایک بڑا گاؤں ہے۔ جہاں کے باشندہ اپنے کانوں کو نوزدان کہتے ہیں۔
ماخوذ از مرصع۔

(۲) ابو القاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل اپنے عہد کا بہت بڑا محدث تھا ۳۵۷ھ (۹۶۵ء) میں بمقام مہفلان پیدا ہوا۔ اور ۴۲۵ھ (۱۰۳۵ء) میں مرا۔ اوس کے تصانیف میں سے ہے تفسیر القرآن۔ شرح صحیح البخاری و شرح صحیح مسلم بغداد کے لوگ کہتے تھے کہ احمد بن حنبل کے بعد ایسا لائق اور عالم کوئی شخص بغداد میں نہ پایا۔
 (۳) زابر الشحامی ۳۵۷ھ (۹۶۵ء) میں پیدا ہوا اور ۴۲۵ھ (۱۰۳۵ء) میں مرا۔ ماخوذ از تاریخ کامل ابن الاثیر
 (۴) ابی ایک تعجب کی بات ہے کہ اس اسماعیل بن الفضل اور عبدالعزیز بن محمد وغیرہ محدثین کا طبقات المحدثین میں مطلق ذکر نہیں لیکن یہاں جو ضروری حالات ہیں یعنی اُن کا زمانہ اور جہان دہ رہتے تھے وہ سب ذکر کی گئی ہیں۔
 (۵) ابو سعد شتوبی نے جو تہ لکھا تھا اوس کا تہ اس نے لکھا ہے۔
 (۶) ابو عبیدہ کا تذکرہ ابن خلکان نے لکھا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۶۰۶۔
 (۷) اب بھی عربوں میں ایسے نام ہوتے ہیں جن سے جہانی عیوب کا اظہار ہوتا ہے۔

۸۸۔ قاضی سعد ابو المکارم سعد بن الخطیر ابی سعید مَحْتَب بن میناب نگر تائی بن ابی قداسہ بن ابی شیح مَمَاتی۔

مصر کا رہنے والا کاتب شاعر اور دیار مصر کے سرکاری وادین کا ناظر تھا۔ اور بڑا صاحب فضیلت اور کٹنی ہی کتابوں کا مصنف بھی تھا سلطان صلاح الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت کو نظم کیا تھا۔ اور ایسے ہی کتاب گنجلک و منہ کو بھی نظم کا لباس پہنایا تھا۔ اس کا ایک دیوان بھی ہے۔ میں نے خود اوس کے بیٹے کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اس کے چند قطعات نقل کئے ہیں۔ اُن میں سے ایک قطعہ یہ ہے۔

تَعَايُنِي وَانْهَضِي عَنِّي اَمِيرِ سَبِيلِ النَّاسِ اَنْ يَنْصُوكَ عَنِّي
 تو مجھ پر غصہ کرتا ہے اور گون کے طور پر بعض ایسے کاموں سے منع کرتا ہے کہ تجھے وہ اُن سے منع کیا کرتا
 اَلْقَدَرُ اَنْ تَكُوْنَ عَنِّي عَيْنِي وَحَقِّكَ مَا عَلَيَّ اَضْرَ مِنْهَا
 تو کیا سمجھتا ہے کہ اس سے تو میری آنکھوں کی طرح (میرے لئے مفید) ہو جائے۔ گھٹیرے حق کی قسم ہے
 کہ یہ نہ آتا کہ میں میرے لئے جتنے غصہ میں آتا اور کوئی نہیں (انھیں نے مجھ کو حق کی جھڑپ میں بھیجا یا۔)

اسی نے ایک مونے آدمی کے حق میں یہ شعر کہے تھے جسے اوس نے دمشق میں دیکھا تھا۔

حَكِي تَصْرِيْنِ مَا فِي الْاَكْسَرِ ضَمِنَ كُجْهِمَا اَبَدًا

وہ دو دزدیوں کے مشابہ ہے کہ کوئی شخص دنیا میں جن کے مشابہ کہیں نہ ہوگا

حَكِي فِي خَلْقِهِ تَوَسُّأً وَفِي اخْلَاقِهِ بَدَدًا

بیدائش میں تو وہ تو زندی کے مشابہ ہے اور اخلاق میں پروندہ کی

نمائندگی نے پیغمبروں ان دونوں میں ایک شاعر کے اس قول سے لیا ہے۔

ضَا هِيَ ابْنُ بَشَرٍ اِنْ مَدِيَتْ حُلُقِي فَكَلَّهَا يَوْمَ الْفُجَارِ قَرِيْبًا

ابن بشر ان شیر حلق کے مشابہ ہے۔ فخر کے دن وہ دونوں کے دونوں فرید ہو جائیں گے۔

الْفَاظُ بَدَدًا اَوْ صَوْنًا خَلْقِهِ تَوَسُّأً وَنَقْصُ الْعَقْلِ مِنْ يَزِيْدًا

اوس کے الفاظ ایسے گندہ ہیں جیسے پروندہ کی اور اوس کی جہانی صورت ایسی (مست) ہے جیسے

تورندی۔ اور اوس پر عقل کی کوتاہی اور زیادہ ہے۔

یہ اوس کے شعر ہیں جو ایک طویل قصیدہ میں لکھے ہیں۔

لِيَزَايِدَ فِي اللَّيْلِ اَيَّ سَحَرٍ عَلَي الصَّنِيفِ اِنْ الْبَطَا اَيَّ تَلْعَبُ

رات کے وقت اوس کی آگ کی روشنی کو دیکھ کر شاعر کو اوس کے ساتھ اوس جہان کو دکھائی دیتی ہے

جو پیچھے رہ گیا ہو۔

وَمَا حَصَرَ مِنْ يَعْشُو اِلَى صَوْنٍ نَارِ اِذَا هُوَ لَمْ يَنْزِلْ بِاِلِ الْمَمْلَكِ

جو شخص اوس کی آگ کی روشنی کو دیکھ کر شاعر کو اوس کے یہاں آئے تو اسے کوئی شکایت کا موقع

نہ ہوگا۔ بشرطیکہ وہ آل مملکت کے یہاں جہان نہ رہ چکا ہو۔

یہ بھی اسی نے ایک نوجوان سخی کے بارہ میں لکھی ہیں۔

وَاَهْمِيَتْ اَحَدًا لِي نَحْوُهُ تَعْجَبًا يَعْزِبُ عَنْ ظَرْفِهِ

ایک پتلی کمرے کی چال ڈھال نے جو اوس کے ظرف اور عالی دماغی کو ظاہر کرتے ہی مجھے تعجب میں ڈال دیا۔

عَلَامَتُهُ التَّائِيْنَةُ فِي لَفْظِهِ وَاَخْرَجَتْ الْعِلْمَ فِي طَرَفِهِ

اوس کے الفاظ میں (جو نرم و نازک آواز نکلتی ہے وہ) تائین کی علامت ہے۔ اور اوس کی آنکھ میں جو

حلت ہین دینچی نگاہ سے بیارون کی طرح دیکھتا ہے)

اس کی تین بیٹیاں بھی بن نزار سنجی کے بیان میں ہین جس کا بیان حرفت شکرہ ۸۰ میں لکھا اسکی نظم میں بہت اچھے مضامین ہوتے ہین عموماً اصفہانی نے کتاب خریدہ میں اس کا ذکر کیا۔ اور چند مقاطع بھی نقل کئے ہین۔ پھر اس کے بعد اس کے باپ خطیر کا ذکر بھی کیا۔ اور اس کے بھی بہت شعر نقل کئے ہین۔ اون میں سے یہ شعر بھی ہین جن میں شاعر اخفا کئے راز کے لئے نہایت مبالغہ کرتا ہے۔

وَ اَلْهَمَّ لِلَّهِ حَتَّىٰ مَنَ اِعَادَتِهِ اِلَى الْمَسْرِ بِه مِنْ غَيْرِ نَشِيَانِ
میں راز کو اس قدر مخفی رکھتا ہوں۔ کہ جس نے مجھ کو کہا اس کے روبرو بھی اعادہ نہیں کرتا۔ اور اس کو کبھی بھولتا یا نہیں
فَذَاكَ اَنْ لِّسَانِي لَيْسَ لِيَعْلَمُهُ سَمْعِي لَيْسَ الَّذِي قَدْ كَانَ نَاجَانِي
یہ اس طرح پر ہے کہ میرا کان میری زبان سے بھی دور نہیں کہتا جو کسی نے مجھ سے چھپ کر کہا ہو۔
کاتب کہتا ہے میں اس سے قاصر ہوں ملا تھا۔ اس وقت وہ ملک ناصر کے لشکر کا متولی دینے و فتر کا افسر تھا۔ اور وہ اور اس کے سب آدمی نصرانی تھے۔ مگر صلاح الدین کی ابتداء کے سلطنت ہی میں یہ مسلمان ہو گئے۔ مہذب الدین بن النعمی (زہین نعمی) نے اشعر بن ممان کی حمد میں یہ شعر لکھے ہین۔

وَحَدِيثُ الْاِسْلَامِ وَالْاِحْدَيْثِ بِاسْمِ الشَّعْرِ عَنْ صُحْبِ حَبِيبِ
یہ نو مسلم بالکل بے باتوں والا یعنی ضعیف الاعتقاد ہے۔ اور حق سے دل کی جفاکشی کو دکھاتا ہے۔
لَوْ سَأَلْتِي بَعْضَ شُعْرَاءِ سَبِيحَتِي
اگر مجھ سے اس کی نظم کو دیکھتا تو علامت ثانیث میں اس سے زیادہ کہہ دیتا (یعنی اس کا کلام زنا نہ ہے)
حافظ ابو الخطاب بن رجبیہؒ نے کلبی جو ذمی الکسبین کے لقب سے مشہور ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ
جب شہر اہل میں گیا۔ اور وہاں کے سلطان ملک معظم مظفر الدین بن زین الدین رحمہ اللہ تعالیٰ
کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد کی نسبت اہتمام دیکھا جس کا حال اس کتاب کے حرف
کاف میں اس کے نام کے تحت میں مذکور ہو گا تو ایک کتاب تصنیف کی اور اس کا نام
الکشف فی مدح السراج النیر رکھا۔ اور کتاب کے آخر میں ایک طویل قصیدہ بھی لکھا بخاطر الدین

کی مدح میں تھا۔ اور جس کا اول یہ ہے۔

لَوْلَا الْوُشَاةُ وَهُمْ أَعْدَائُنَا مَا وَهَمُوا

اگر جاسوس و قیب نہ ہوتے جو ہمارے دشمن ہیں تو درہلے دوست ہم کچھ برائی کا وہم نہ کرتے۔
یہ کتاب اور قصیدہ سلطان کو سنایا گیا۔ پھر ہمارے روبرو اس کے بعد شعبان ۶۲۲ھ و ۱۲۲۹ھ
میں یہ کتاب مظفر الدین کو سنائی گئی (مجھے یاد ہے کہ) یہ قصیدہ بھی اوس میں تھا۔ پھر کچھ دنوں
میں یہ قصیدہ یعنی ایک مجموعہ دیکھا جو اسد بن کماٹی کی طرف منسوب تھا میں نے دل میں کہا کہ یہ شاید کتاب
کی غلطی ہے اس کے بعد جب میں اسد کا دیوان دیکھا تو اوس میں یہ قصیدہ پورا پورا موجود تھا۔ جو اس نے
سلطان ملک الملک کی مدح میں لکھا تھا۔ حمد اللہ تعالیٰ۔ اس سیر نگار قوی ہوا کہ یہ اسد کا ہوگا پھر میں نے
دیکھا کہ ابوالبرکات بن المستوفی نے ابن وحید کے ذکر میں تاریخ اربل میں اس قصیدہ کا ذکر کیا ہے۔
کہ میں نے اوس سے اوس کے اس قول کے معنی پوچھے تھے۔

نَفَذِيهِ مِنْ عَطَا جَمَا دَلِي كَفَّةُ الْحَرَمِ

ہم خدا میں اوس بخشش کے سبب سے جس کے ہاتھ جادوی اور محرم ہیں۔

تو اوس نے کچھ ٹھیک جواب نہ دیا۔ آخر میں نے کہا۔ شاید ایک شاعر کے اس قول کی
طرح اس کا بھی مطلب ہوگا۔

يُسَمِّي بِأَسْمَاءِ الشُّهُورِ كَفَّةُ جَمَادَى وَمَا صَمِتَ عَلَيْهَا أَحَدٌ

مہینوں کے نام سے اسے موسوم کرتے ہیں۔ چنانچہ اوس کا ہاتھ جادوی ہے اور جو کچھ اوس کے اندر
ہے وہ محرم ہے۔

ابن المستوفی کہتا ہے کہ ابن وحید اس پر پھنس پڑا۔ اور کہا ہاں یہی میرا مطلب ہے۔ جب مجھے
یہ حال معلوم ہوا۔ تو میں نے اپنے اس خیال کو ترجیح دی کہ یہ قصیدہ اسی اسد کا ہے۔ کیونکہ
اگر ابوالخطاب کا ہوتا تو جواب میں وہ توقف نہ کرتا۔ علاوہ بریں یہ قصیدہ ۶۲۲ھ میں صاحب
اربل کو سنایا گیا تھا۔ اور اسد کا اسی زمانہ انتقال ہوا ہے چنانچہ اوس کا بیان آئندہ آئیگا
اس وقت وہ حلب میں مقیم تھا۔ اسے دولت عاویہ اسے کوئی تعلق نہ تھا یہ ہمارا قیاس ہے
درحقیقت خدا جانے ان دونوں میں یہ قصیدہ کس کا ہے۔ اسد کو وزیر صفی الدین ابن بکر

سے اپنی جان کا خوف ہو گیا تھا اور میر سے چھپ کر بھاگ کر حلب کو چلا گیا تھا کہ سلطان ملک الشاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچا لی چنانچہ وہ اپنے اخیر وقت تک وہیں ٹھہرا رہا۔ اور اسی حکم کے تحت سلخ جادوی والا ولی بنی شدہ روز بروز اٹھارہ مین یکشنبہ کو انتقال ہو گیا۔ بائیس برس کی عمر ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک مقبرہ میں مدفون ہوا۔ جو مقام کے نام سے مشہور ہے اور راستہ کے کنارہ شیخ علی ہروسی کے مقبرہ کے قریب واقع ہے اور کا باب خلیفہ رمضان ۵۶۶ھ (۱۱۷۱ء) میں بروز چار شنبہ ملا ہے۔

یہ کتاب جس میں مسکون یا سکتانی و فون والف۔ ممانی بفتح میم و میم ثانی مستودہ والف و تانے فون تانی و یا سکتانی ابو یلیح کا لقب ہے جو نصرانی تھا۔ ممانی او سے اس لئے کہتے تھے کہ مصر میں ایک مرتبہ قحط عظیم پڑا یہ مخلوق کو خصوصاً مسلمانوں کے بچوں کو صدمہ دیتا اور کھانا کھانا کرنا تھا۔ اس سے اون کا قاعدہ سا ہو گیا تھا کہ جب وہ اسے دیکھتے تو پکارتے "ممانی" پھر وہ اسی مشہور ہو گیا۔ وجہ مجھ سے شیخ حافظ ذکی الدین ابو محمد عبد العظیم شندری نے بیان کی ہے نفع اللہ پھر اس کے بعد اس نے خلیفہ کا ایک مرتبہ بنایا۔ اور کہا غالباً یہ دونوں بیتین ابو طاهر بن شندری کی ہو گئی۔ وہ یہ ہیں۔

طَوَيْتُ سَمَاءَ الْمَكْرَمَا تِ وَصَوَّيْتُ شَمْسُ الْمَكْرَمَا

انعام واکرام کا آسمان تہ ہو گیا۔ اور مدح کے آفتاب پر اندھیرا چھا گیا۔

مَنْ ذَا الْقَوْلِ اَنْ اُسْرَجَتْ بَعْدَ مَوْتِ اَبِي الْمَسْلُحِ

ابو یلیح کے مرنے کے بعد بھلا میں کس سے کسی قسم کی امید و خواہش رکھوں۔

پھر بیتین نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ یہ بیتین اویسی کی تھیں۔ اور اس نے ابو یلیح کی اصحبی بہت مدح لکھی ہے۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۱۰ نوٹ ۷۔

(۲) میرے خیال میں ان تخلیق اشعار کہ یہی معنی معلوم ہوتے ہیں جو میں نے لکھے ہیں۔ شاعر کی غرض غالباً یہ ہے کہ وہ محبوب کے من و دخی سے ہوشیار رہنے اور احتیاط کرنے کو کہتا ہے۔ اور اسی کے ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ میری آنکھیں ابی فی الحقیقت میرے قاتل دشمن ہیں۔ کیونکہ انہیں کے دل میں سے محبوب کی

شان و انداز احسن و جلال کا خیال میرے دل میں جاگزیں ہوتا ہے۔

(۳۵) دیکھو نوٹ ۵

(۳۴) چلتی غمگنہ یاد اُدے دمشق کو کہتے ہیں یا اوس کے قریب کے ایک گاؤن کا نام ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ چلتی دمشق کا ہی نام ہے اور بعض کے نزدیک وہ ایک عورت کی صورت ہے جس کے منہ پانی نکلتا ہے اور جو دمشق کے قریب ایک گاؤن میں بنی ہوئی ہے، ماخوذ از مراد۔

(۳۵) یا یون کہو کہ اوس کی عقل کا نقص بڑھتا جاتا ہے۔ اس کے ترجمہ میں میں نے فرض کر لیا ہے کہ بڑو تو راہ پر بندین کی جو دمشق کے قریب بہتی ہیں کوئی خاص صفتیں مشہور ہیں جن کے نسبت شاعر اشارہ کرتا ہے۔ مگر ممکن ہے اوس نے ان الفاظ کے نحوئی معنی ہی مراد لئے ہوں۔ بڑو کے معنی ہیں ٹھنڈا اور شور کے معنی ہیں بل اور بڑو کے معنی ہیں زیادہ ہوتا ہے۔

(۳۶) دیکھو نوٹ ۴۴ نوٹ ۵

(۳۷) بنی مہلب سب کے سب سخاوت و جود میں مشہور تھے۔ اور ہمارے میں اوس کی مثال دی جاتی ہے۔ ان اشعار کے اصلی معنی تو یہی ہیں جو ہم نے لکھے ہیں مگر جو لوگ کعبی صرف و نحو سے خوب واقف ہیں وہ خیال کریں گے کہ شاعر نے اپنے خیالات ایسے الفاظ میں بیان کئے ہیں کہ جو بخوشی کے نزدیک خاص محاورات میں داخل ہیں۔

(۳۸) صلاح الدین کے عہد میں مسلمانوں اور نصاریوں سے لڑائی تھی۔ اس واسطے مسلمانوں کے لشکر میں زین لئی نوکر زور دے سکتے تھے۔ غالباً اسی وجہ سے انھیں سلمان ہونا پڑا ہوگا۔

(۳۹) یہ جو تمنا کی بڑی سخت چیز ہے اور اوس پر بڑا حملہ ہے اس واسطے انگریزی مترجم اوس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ان اشعار کا مطلب ہی ایسا پیچیدہ ہے کہ اوس کا تعین ہی دشوار ہے۔ پہلے مصرع کے معنی قطعی یہ ہیں ایک نیا اسلام والا اور اسی حدیث غیر فقہ ہے یا اسلام کی حدیث اہی حدیث ہے۔ لیکن میرے نزدیک دوسرے معنی کسی مسلمان کے مومن سے نہیں نکل سکتے۔

(۴۰) دیکھو نوٹ ۴۰۔

(۴۱) مظفر الدین کا اصلی نام کوک بودی ہے دیکھو نوٹ ۵۲۰۔

(۴۲) جب اہل عرب عربی اشعار کو خود ہی نہ سمجھ سکیں تو ہم ہندوستانیوں سے اگر ترجمہ لیتے ہیں تو کہہ

تجب کی بات نہیں۔

(۱۴) محرم یعنی حرام ہے۔ کوئی ماہ سے چھوٹھین سکتا۔ جادوی خشکی کا مہینہ۔ یہ نام اس مہینے کا اوس وقت رکھا گیا تھا جب عربوں میں شمس مہینوں کا رواج تھا۔ انہیں مہینوں کی رواج کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الودع کے خطبہ میں اشارہ کیا تھا۔ مگر انہوں نے خلافِ شیعین میں اس امر کی طرف کسی کو توجہ نہ کیا۔ موقع نہ ملا۔ اور پھر خیر القرون میں کوئی ایسا شخص نہ ہوا جو اس اہم کام کے لائق ہوتا۔ آج تک اوس کی تمیل نہ ہو سکی۔ (۱۵) ملک کامل ملک عادل کا بیٹا تھا۔ اور ملک عادل سلطان صلاح الدین کا بھائی تھا۔

(۱۶) صفی الدین بن شکلا الدہلوی شمس ۶۷۰ تک ملک عادل کا وزیر ہوا پھر ملک کامل نے اسے اپنا وزیر مقرر کر لیا۔ یا خداز حسن السامراؤ سیوطی۔

(۱۷) غالباً یہ قبرستان دروازہ دمشق کے باہر واقع ہے جسے دیان والے باب المقام کہتے ہیں۔

(۱۸) ابن خلکان نے اس مقبرہ کا کچھ حال ابوالحسن الہروی کے بیان میں لکھا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۴۳۲۔

(۱۹) غالباً لڑکوں کے نزدیک اس کے معنی ماں باپ کے ہو گئے یا نکات کا بگڑا ہوا ہو گا۔ جس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم بھوک کے مارے رہے۔

(۲۰) عبدالعظیم ابن خلکان کا استاد ہے۔ دیکھو تذکرہ ۴۴۴ حافظ سلفی ٹوٹ ۴۔

(۲۱) قائد ابو بکر اسماعیل ابن محمد لقب بابہ بن کثف مصر میں نہایت نامی گرامی شاعر تھا۔ عماد الدین نے خریدہ میں اس کے بہت اشعار نقل کئے ہیں۔ مگر مصنف کا کچھ زیادہ حال نہیں لکھا۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ لڑپٹا سے اس کو بہت بڑا تعلق تھا۔ اوس کے مرنے پر اس نے بہت رشتہ لکھے تھے۔ جس سے بدرا لہجائی اثر یہ مصر اس سے ناخوش ہو گیا تھا۔ چونکہ لکھنؤ میں وزیر مقرر ہوا تھا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ابن کثف اس سے بعد تک زندہ رہا ہو گا۔

(۲۲) یہ اشعار خریدہ میں موجود ہیں۔ نوٹ ۲۱ دیکھو اسی میں سے غالباً ابن خلکان نے یہ اشعار لکھے ہوں گے۔

۸۹ - ابو السعادات محمد بن یحییٰ بن موسیٰ بن منصوب بن عبد العزیز بن حبیب

بن یحییٰ بن سوار بن عبد اللہ بن رفیع بن بریعتہ بن حبان الشلمی السنجاری

قبیلہ سکیم سے شہر پنجاب کا رہنے والا شافعی فقیہ شاعر اور بہار الدین کے لقب سے معروف تھا
 فقیہ کی حیثیت سے خلافت و محبت و مباحثہ نہت کیا کرتا تھا۔ مگر شعر و سخن کا اس سے ایسا شوق
 تھا کہ اسی میں مشغول رہتا اور اچھے شعر کہتا تھا۔ اسی فن میں اس سے شہرت بھی حاصل ہوئی
 اور اسی سے بادشاہوں کی خدمت میں پہنچا اور اودن سے انعام و اکرام حاصل کیے۔ ملکوں میں
 خوب گھوما۔ اکابر و اعیان زمانہ کی مدح سرائی کی۔ اس کے اشعار زبان زد خلایق ہیں۔ قصائد و قطعی
 جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔ گریں نے اوس کا کوئی دیوان نہیں دیکھا۔ معلوم نہیں کہ کسی نے
 اس سے مدح کیا ہے یا نہیں لیکن اس کے بعد و مشق میں مجھے قبرستان خاندان اشرافیہ کے کوئی
 مین اوس کا دیوان مل گیا اوس کی ایک بڑی جلد تھی اسی میں مین نے ایک قصیدہ دیکھا جو اوس
 قاضی کمال الدین شہر زوری کی مدح میں لکھا ہے اوس کے بعض شعر بیان لکھتے ہیں۔

وَهُوَ أَكْبَرُ مَا خَطَرَ الشُّكُوبِ بَالٍ وَلَا أَمْتُ أَحْكُمُ فِي الْعَرَامِ بِجَالٍ

تیری محبت کی قسم ہے کہ تیرے عاشق کے دل میں بھی بے پروائی کا کبھی خطرہ نہ آیا۔ تو تو عشق میں جو حال دیکھا
 ہو رہا ہے خوب ہی جانتا ہے۔

وَمَتَى وَاشْتِ الْيَلَكُ يَا نَدُّ سَالِ هَوَاكَ فَذَاكَ مِنَ عُنْدِ الْيَلِ
 جب کوئی جہیل غور خجہ سے جہلی کھائے کہ تیرے عاشق کے دل سے تیری محبت جاتی رہی۔ تو جان کے
 یہ نہیں ہے کہ جس نے اسے تیری محبت کو سبب سلامت کی ہے۔

أَوَلَيْسَ لَكَ لَفِ الْمَعْنَى شَاهِدٌ مِنْ حَالِهِ يُفَاهِدُ عَنْ كُنْهِهِ
 تیرے عاشق زار کی حالت کیا ایسی نہیں کہ اوس کی لفظی سچ کی شاہد ہو اور اس سے تجھے اس کا حال پہچان
 جَدِّ دَنْتِ تَوْبَ سَقَامٍ مِمَّنْ كُنْتَ سَمْتُكَ امِيَّةٍ وَصَفَتْ بِجَهْلِ وَصَالِيهِ
 تو نے اوس کے مرض کے پٹے نہ کھوئے۔ اوس کا پردہ بھاڑ ڈالا۔ جو اس کی محبت کو چھپائے ہو
 تھا۔ اور اوس سچی کو کاٹ دیا جو تجھ سے اوکو ملائی ہو تھی۔

أَفَرَأَيْتَ لَمْ تَسْبَقَتْ لَهُ أَمُضَلَةٌ مَا لَوْ أَنَّ مِنْ تَنِيمَةٍ وَدَلَالِيهِ
 یہ جو تو نے ترک تعلق کیا تو کیا اوس سے کوئی لغزش ہو گئی ہے۔ یا اس کا سبب وہ خلت و دوستی ہے جس کا
 وہ عادی ہو گیا اور اوس کی وجہ سے لاف زانہ اور نادرہ کر دیا ہو۔

يَا لَهْجَا رَبِّ مِنْ أَسِيرٍ دَابَّةٌ يُقَالُ يَ الطَّلَاقُ بِفَنَسِيرٍ يَهْمَالُهُ
 اور میرا رب آتا ہے جس نے اپنا غاصہ کر لیا ہو۔ کہ اپنی جان اور مال کو ایک آزاد پر سے فدا کر دے
 يَا بَنِي قَاتِلِي نَائِيلٌ بِلَهْجَا خَلِيلٍ لَا يُتَقَالُ بِالْإِشْرَاعِ حَدُّ نَيْلٍ
 میرے مان باپ اور تیرا نذر پر قربان جو انھوں سے تیرا مانا ہے۔ اور اوس کے تیر دن کی لوگ سے
 کوئی ذرہ بچا نہیں سکتی۔

سَرَيَانٌ مِنْ مَاءِ الشَّيْبَةِ وَالصَّبَا سَرَقَتْ مَعَالِفُهُ بِطَبِيبٍ نَزَلَا لِي
 وہ نوجوان اور نئے اور ٹھکان کے پانی سے تروتازہ ہے۔ اور اوس کے خسارہ اوس کے پاک چشمہ سے
 نَسْرِي الشَّوْظُ فِي مَرِّ الْيَحْنَدِ فَتَكَادُ تَغْرُقُنِي فِي بِسَارٍ حَبَالَةٍ
 رشتہ بھائی انھیں اوس کی خوبی حسن کے جہازوں میں سفر کر میں۔ اور جہال کے دریاؤں میں غرق ہو کر گئی
 فَكَفَاوَعَيْنٌ كَمَالٍ فِي نَفْسِهِ وَكَفَى كَمَالِ الدِّينِ عَيْنٌ كَمَالٍ
 اوس کا انتہائے کمال فی نفسہ کافی ہے یعنی اوس کے کمال میں کوئی کمی نہیں ہے اور وہ ہی انتہائے
 کمال کمال الدین کو نظر سے بچتا ہے۔

اتنا تو مشہور ہے۔ مگر اس میں بعض لوگ اور بھی دو مبتدین بتاتے ہیں۔ مجھے تحقیق نہیں کہ یہ بھی
 اوس کی ہیں یا نہیں وہ یہ ہیں۔

كُتِبَ الْعِذَارُ حَكِي صَحِيفَةً خَدِيَّةً كُتْنَا وَانْجَمَّهَا بِنُقْطَةِ خَالِيَةٍ
 عذار نے اوس کے خسارہ کے صفحہ پر ایک لڑکھانہ لکھا اور اوس میں اوس کے خال سے ایک نقطہ بھی لگا دیا
 فَسَوَّادُ طَرْتَرٍ كَلِيلِ صُدُودٍ وَبَيَاضُ قَرْنَيْهِ كَبُومٍ وَصَالِيَةٍ
 اوس کے طرہ کے سودا بھر کی رات کی طرح ہے۔ اور اوس کی بیشاپی کی بیاض اوس کے بوم وصال کی طرح
 اگر اطاعت کا خوف نہ ہوتا تو میں یہ کل قصیدہ نقل کر دیتا۔ یہ شعر بھی اوس نے ایک اور قصیدہ
 میں لکھے ہیں۔

وَمُتَّصِفٌ حُلُوًّا شَمَائِلٍ فَاتَرَدُّ أَلَا لِحَاطِ فِيهِ طَاعَتُهُ وَعَقُوقُ
 اور ایک بٹلی کروالا شیر بن شامل انھوں کا بیارایا ہے کہ کبھی تو کہنا اتنا ہے اور کبھی انکار کرتا ہے
 وَقَفَّ الْوَحْيُ عَلَى سَرَايِفِ نَفَرٍ فَجَرَى بِهِ مِنْ حَدِّ سَرَاوِقِ

شرب ادس کی لبون کے چوسنے یعنی بڑھاپے کی جگہ پر جمی ہوئی ہے اور اسی لئے ادس کے دگلابی (خمارون کے پیالہ سے وہ نکل رہی ہے۔

سَدَّتْ حِمَاسِ سُنْدُ عَلٰی عَمَّاسِيَّةِ مُنْبِلُ السَّلَوٰةِ مَا اِلَيْهِ طَرِيقُ

اوس کے محاسن اور خمیون نے عشاق کے واسطے تسلی کے راستہ مسدود کر دئے ہیں اوس کے
حصول کی کوئی سبیل ہی نہیں۔

یہ بھی اوس کے شعر ایک اور قصیدہ مین ہیں۔

هَبَّتْ شِمَاكُ الصَّبَا مُنْعَدَةً
فَفَاحَ مِنْهَا عَنَبُ الْأَشْمَبِ

جب صبح کو جہنما کے جھونکے چلے تو ان سے ^(۱۵)عبر سنیہ کی خوشبو منگنے لگی۔
فَقُلْتُ اِذْ مَاتَ بِرَادَى الْغَضَا مِنْ اَيْنَ هَذِهِ النَّفْسُ الْكَلْبُ

پھر جب وہ وادی خضارِ گدڑ می تو میں نے پوچھا۔ یہ کھیتیں وہاں کیڑے بھونکے کہاں کے ہیں۔

شیخ جمال الدین ابوالمظفر عبدالرحمن بن محمد معروف ابن سینہ دواسطی ۶۲۳ھ میں ہمارے غنیم
آیا۔ اور مدرسہ مظفریہ میں ہمارے ہی پاس ٹھہرا۔ ہم اس زمانہ میں اپنے ہی وطن میں تھے۔ یہ شخص سحر
عصر میں بڑے درجہ کا آدمی تھا اور بہت ملکوں میں گھوما تھا۔ بادشاہوں سرداروں کی مدح سرائی
کیا کرتا اور وہ اسے بڑے انعام و اکرام دیا کرتے تھے۔ جب یہ فکروش ہو گیا تو وہ لوگ جنہیں ادب
کا شوق تھا اس کے پاس آئے۔ محاضرات و مذاکرات لطیفہ کی مجلسیں گرم رہنے لگیں۔ ہم اس کی
بہت ہو گئی تھی۔ ایک روز کہنے لگا۔ میں اور بہار الدین سجاری سجار سے راس عین کو کیا کہا کہ وہ
عین سے سجار کو سفر میں ہمراہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک مقام پر ٹھہرے۔ اوس کے ساتھ
ایک لڑکا بھی تھا جس کا نام ابراہیم تھا۔ اور جس کے ساتھ اوس کو بڑا انس تھا۔ وہ لڑکا کہیں دو
پتھر پہنچا گیا بہار الدین اسے ڈھونڈنے کو اٹھا۔ پکارا ابراہیم ابراہیم دو مرتبہ وہ لڑکا دوڑتا
سنا۔ مگر یہ مقام ایسا تھا کہ حدالوٹ کراتی تھی۔ جب اوس نے کہا ابراہیم صدائی ابراہیم اس
پر وہ غصہ موری دیر بیٹھ کر کہنے لگا۔

بَفْسِي جَدِيكَ جَارٌ وَهُوَ حُجَاوِسٌ بَعِيدٌ عَنِ الْإِبْصَارِ وَهُوَ قَرِيبٌ

ایک دوست نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ حالانکہ وہ میرے جان کر ساتھ ہو گا۔ انھوں نے سود و سود پر گمراہی و تیرتیب

يُحِبُّ صَدَى الْوَادِي إِذَا مَا دَعَوْتُهُ عَلَى أَمَّةٍ حَضَرَتْ وَكَانَ لَيْسَ يُحِبُّ
 جب میں پکارتا ہوں تو وادی کی صدا باوجود اس کے کہ وہ بہتر ہے جواب دیتی ہے مگر وہ جواب دینا
 بہار الدین سنجاری کا ایک دوست تھا۔ اوس سے اور اس سے نہایت ہی محبت تھی۔ اگر فکھشے
 رہا کرتے تھے۔ اتفاقاً باہم کچھ کدورت پیدا ہو گئی۔ اور اوس دوست نے آمد و رفت ترک کر دی
 بہار الدین نے کسی کو اوس کے پاس بھیج کر نہ آنے کی شکایت کی۔ اوس کے جواب میں دوست
 نے صریحی کی وہ سمیتین لکھ کر بھیجیں جو اوس نے پندہرین مقامہ میں لکھی ہیں۔ اور وہ پندہرین
 لَا تَزُرْ مَنْ يُحِبُّ فِي كُلِّ شَهْرٍ خَيْرٌ يَوْمَ لَا تَزِدُّكَ عَلَيْهٍ

جس سے تو محبت کرتا ہے مہینے میں اوس سے صرف ایک دن ملا کر۔ اس سے زیادہ نہیں۔
 فَاجْتَلِ عَمَّ الْهَلَالِ فِي الشَّمْرِ يَوْمَ نَمَّ لَا تَنْظُرُ الْعَيْنُ إِلَيْهِ
 ہلال کو مہینہ میں ایک ہی دن دیکھا کرتے ہیں۔ پھر آنکھیں اوس کی طرف نظر نہیں ڈالتیں
 بہار الدین نے اپنے نظم کے ہوئے یہ شعر اوس سے لکھ کر بھیجے۔

إِذَا حَقَّقْتَ مِنْ خَلِّ وَدَادٍ قُورُؤُهُ وَلَا تَحْفَ مِنْهُ مَلَا
 جب تجھے کسی دوست کی دوستی سچتہ ثابت ہو جائے۔ تو اوس سے ملاقات کر۔ رنج و ملال کا کچھ خوف نہ کر
 دَكُنْ كَالشَّمْسِ تَطْلُعُ كُلَّ يَوْمٍ لَا تَلُكُ فِي زِيَارَتِهِ هِلَا
 آفتاب کی طرح ہو۔ جو ہر روز طلوع کرتا ہے اوس کی زیارت میں ہلال کی طرح نہ ہو۔ جو مہینہ میں ایک ہی مرتبہ برت
 دکھاتا ہے

یہ بھی اوس کے مشہور شعرون میں سے ہیں۔
 لِلَّهِ أَيَّامِي عَلَى سَرَاتِي وَطَيْبُ أَوْقَاتِي عَلَى حَاجِي
 وہ دارامہ میں میرے ایام کیے گذرے۔ اور حاجہ میں میری اوقات کیسی اچھی رہی۔
 تَكَادُ لِلشَّرْعَةِ فِي مَرَا أَدُلُّ لَهَا يُعْثَرُ بِالْأَخْرِ
 مگر ایسی سرعت سے گذرتے تھے کہ اول و آخر باہم ملا سکتے جاتے تھے۔

اوس کا یہ شعر بھی ہے جو اوس نے وصف شراب میں ایک قصیدہ میں لکھا ہے بہت ہی
 اچھا مضمون ہے۔

كَادَتْ تُطَيِّدُكَ قَدْ طَرْنَا بِصَاحِبِهَا لَوْلَا الشَّبَابُ الَّتِي صَبَغَتْ لَهَا

شراب کے سرور سے ہم اُڑنے لگے۔ اور وہ بھی اُڑ جاتی۔ اگر حال نہ ہوتے۔ جو صباہوں سے اوس پر بنے ہوئے تھے۔

عماد الدین اصفہانی کاتب نے کتاب الشیل والذیل میں اوس کا ذکر کیا۔ اور کہا ہے کہ یہ اپنے شعر مجھے اوس نے سنائے تھے۔

فَمِنْ الْعَجَائِبِ أَنْ تُجِنِّي فِي لَحْجِ جَحْرِ الْجَوْدِ سِرَ اكْبُ

یہ ایک عجیب بات ہے کہ میں جو دو سنا کے دریا میں جہاز پر سوار ہوں۔

وَأَمْوَاتٍ مِنْ ظُلُمٍ أَوَّلُ سَكْنِ عَادَ وَ الْبَحْرِ الْعَجَائِبِ

اور پیاس سے مرد ہوں۔ لیکن دریا کی عادت کچھ عجیب ہوتی ہے۔

اوس نے بہت اچھے اچھے مضامین لکھے ہیں (۳۳۵) میں پیدا ہوا۔ اور شروع (۱۲۲۵) میں سنجا میں ہی مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱) ملک اشرف بمقام دمشق محرم ۳۳۵ میں مرا۔ اوس کا ذکر (۲) میں ابن خلکان نے کیا ہے۔ اور کہنا چاہتا ہے (۲) اول اول تو میر خیال تھا کہ نیچے کے اشعار کے خیالات کے طرز کو کچھ بدل دیا جائے۔ مگر جب غور کیا تو یہی پہچان لیا کہ اشعار کا مفہوم جیسا ہے وہی لکھ دیا جائے۔ اور ناظرین کو دیا چاہے جلد اول انگریزی فقرات ۲۸ و ۲۹ کے طرف توجہ دلائی جائے۔ وہاں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اوسے دیکھنا چاہئے۔

(۳) عین الکمال کا لفظ چشم بے اثر کا اظہار کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ چشم بے اثر اکثر ادون لوگوں پر خیال کیا جاتا ہے جو ذی اقبال اور صاحب حسن و جمال ہوتے ہیں۔ یہ شعر ادون اشعار کا نمونہ ہے جن میں تیسری صدی ہجری سے سیمہ نویسی نفاذی اور جگت بازی کا رواج ہو گیا ہے۔ جس قدر ایرانی اثر عربی علم ادب پر زیادہ ہوا گیا اسی قدر زبان عربی خراب ہو تی گئی اور شعر اور ادیبوں کی خیالات میں بغویت سہاٹی گئی۔

(۴) دیکھو نوکر ۷ نوٹ ۲۔

(۵) حال کی تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ غبر وہیل جابوز سے نکلتا ہے۔ جو سمندر میں ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے حیوانات میں سب سے برا جابوز ہے۔ عرب کے سمندر میں قدیم زمانہ کے کناروں پر پانچڑا

کرتا تھا۔ مگر اب تو ہوشیاری سے بکثرت آتا ہے۔ اور رنگ سبید ہوتا ہے۔

(۶) یہ دوسرے مفسر الدین کوک بوری صاحب اربل نے قایم کیا تھا۔ کوک بوری کا بیان کات کے تقطیع میں ملے گا۔ دیکھو مذکرہ ۵۲۰۔

(۷) یہاں تھوڑے کے معنی میں نے فروکش ہونے کے لئے ہیں۔

(۸) رامادوس شاہراہ پر واقع ہے جو کہ کدے بصرہ کو جاتا ہے اور عاجر ملک حجاز میں ایک قریہ ہے بعض اور کئی شعرا نے بھی ان مقامات کا ذکر کیا ہے۔

۹۰۔ ابوالبرہیم اسمعیل بن سحیہ بن اسمعیل بن عمرو بن اسحاق المزنی

امام شافعی رحمہ اللہ کا شاگرد مصر کا رہنے والا زاہد عالم مجتہد بڑا لائق حجت لائے والا معانی و فقیہ کے لئے دیا گئے تفکر میں غوطہ لگانے والا اور شافعیین کا امام تھا۔ امام شافعی کے طریقوں اور فتاویٰ کا اور جو چیزیں اس نے اُن سے نقل کی ہیں اُن کا سب سے زیادہ جاننے والا تھا۔ امام شافعی کے مذہب میں اس نے بہت کتابیں لکھی ہیں۔ الجامع الکبیر الجامع الصغیر مختصر المختصر المنثور المسائل المعتبرہ الرغیب فی العلم کتاب التوثائق وغیرہ اسی کی کتابیں ہیں۔ شافعی رحمہ اللہ نے اس کے حق میں کہا ہے کہ مرنے سے پہلے مذہب کا بڑا ناصر و یار ہے۔ مرنے جب کسی سلسلہ سے فارغ ہوتا اور اسے اپنے مختصر میں درج کر لیتا تو محراب میں جا کر اللہ تعالیٰ کے شکر ادا کی دو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا۔ ابوالعباس احمد بن سیرین نے کہا ہے کہ مختصر المزنی جس وقت دنیا سے جا بیگی تو بالکل کنوڑے اچھوٹے ہو گئے۔ مذہب شافعی میں جو کتابیں تصنیف ہوئی ہیں اُن سب کی یہی اصل ہے۔ باقی اور کتابیں اسی کی ڈھنگ پر مرتب ہوئیں اور اسی کے کلام کی تفسیر و تشریح ہیں۔

جب قاضی بکار بن قتیب جس کا ذکر آئندہ آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ مصر کا قاضی مقرر ہوا۔ اور بغداد سے وہاں آیا۔ جو حنفی مذہب تھا تو اس نے چاہا کہ مرنے سے ملاقات کرے مگر ایک مدت تک اتفاق نہ ہوا۔ ایک مرتبہ جنازہ کی نماز میں دونوں کو آنا پڑا۔ قاضی بکار نے کسی اپنے دوست سے کہا۔ مرنے کے کچھ پہلے تو میں اس کا کلام سنوں اس شخص نے مرنے سے پوچھا۔ ابوالبرہیم احادیث میں نمبر ۱۰۰

اکی تحریم بھی آئی ہے اور تحلیل بھی، آپ نے تحلیل پتھریم کو کیوں مقدم مانا ہے۔ مرنے لے کہا کسی عالم نے یہ نہیں کہا کہ نبیذ دمانہ جاہلیت میں حرام تھی۔ پھر حلال ہو گئی ہے۔ بلکہ اتفاق اس بات پر ہے کہ اوس وقت حلال تھی۔ اس سے اون احادیث کی تائید ہوتی ہے جو تحریم میں آئی ہیں۔ یہ ابن بکوار نے پسند کیا۔ واقعی یہ دلیل قاطع ہے۔

مرنی بڑا شروع تھا۔ اور اس قدر محتاط تھا۔ کہ سال کے ہر موسم میں تانبے کے کٹورہ سے پانی پیتا تھا۔ کسی نے پوچھا یہ کیوں۔ کہا میں نے سنا ہے کہ بٹھی کے برتن پکانے کے وقت گوہر کا استعمال کرتے ہیں جسے آگ پاک نہیں کر سکتی کہتے ہیں جب اوس کی جماعت کی ناز فوٹ ہو جاتی تو تنہا چھپیں^۲ نازین بڑھتا تھا۔ کہ جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے۔ اور اوس کی سند میں رسول اللہ کا یہ قول لا تا تھا۔ صلوة الجماعة افضل من صلوة احدکم وحد لا یخمس وحشہ بین درجۃ (جماعت کی ناز کا کیلے کی ناز سے پچیس گنا ثواب زیادہ ہوتا ہے) زہد اوس کا ایسا سخت شدہ کا تھا۔ کہ جس کی حد نہیں۔ اور محاب الدعوة بھی تھا۔ شافعی کے صحاب میں سے کوئی شخص کسی امر میں اپنے آپ کو اوس سے افضل نہیں سمجھتا تھا۔ اسی نے امام شافعی کو مرنے کے بعد غسل دیا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اوس کے ساتھ غسل دینے میں ربیع (المرادی) بھی شریک تھا۔ ابن ربیع نے اپنی تاریخ مصر میں اوس کا ذکر کیا اور پورا نام لکھا ہے۔ مگر اوس کے دادا اسحاق کے نام کے ساتھ مسلم کا لفظ بھی بڑھایا ہے۔ پھر کہا کہ وہ امام شافعی کا شاگرد تھا۔ اور اوسکی وفات کا بھی ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ وہ حدیث میں فتنہ مانا جاتا ہے۔ اہل فتنہ میں کوئی شخص کیسا ہی باریک بین کیوں نہ ہو اوس میں اختلاف نہیں کرتا۔ دنیا کے وہ بڑے زیاد اور خیر خلق اندر عدو و جل سے تھا۔ اس کے سوا اوس کے اور مناقب بہت ہیں۔ مصر میں اوس کی وفات رمضان ۲۶۶ (شعب الثانی) میں ہوئی اور امام شافعی رحمہ اللہ کی قبر کے پاس قراۃ صغریٰ میں دامن کوہ معظم میں مدفون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ میں نے اوس کی قبر کی زیارت کی ہے۔ ابن خلدون اسی نے تاریخ صغیر میں کہا ہے کہ نو اٹھ برس کی عمر میں وہ مرا تھا۔ اور ربیع بن سلیمان مؤذن مروی نے اوس کے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی۔

مرنی بضم مہم و فتح زائے معجمہ و وزن موزینہ بنت کلب کی طرف منسوب ہے جو ایک بڑا شہر

قبیلہ ہے۔

(۱) فقہ اسلام میں مجتہدہ شخص ہے۔ جو مسائل فقہیہ کے حل کرنے میں کامل کوشش کرتا ہے اور بہترین رائے قائم کرتا ہے۔ ابتدائے اسلام میں یہ لقب بہت لوگوں کو دیا گیا تھا جس سے وہ اب تک بھی ملقب چلے آئے ہیں لیکن جب علمائے اصول فقہ قائم کروئے خصوصاً اہل سنت کے ائمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی امام محمد بن حنبل نے۔ تو پھر اور علما کی رائے کو وہ وقعت و درجہ چھوڑ کر حاصل ہو چکی ہے۔ اور ان کو یہ لقب دینا موقوف ہو گیا سیوطی وغیرہ کی نسبت مجتہد کا لقب لگایا گیا تھا۔ مگر مخلوق نے اسے قبول نہ کیا۔

(۲) خواص معانی و قیۃ ہائیک بین و قیۃ رس۔

(۳) شافعیین کے فقہ میں یہ کتاب نہایت مشہور ہے۔ حاجی خلیفہ لکھتا ہے کہ مزنی، ہی اول شخص جس نے فقہ شافعی میں کتاب لکھی ہے۔ اگر یہ بات صحیح مانیں تو اس کتاب کا نام یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ قیاس کو لکھتے ہیں کہ اس نے پہلے ایک مختصر کتاب لکھی ہوگی۔ پھر اس کا مختصر یہ کتاب ہے۔

رم، غالباً اس میں وظائف کی لکھنے کے قواعد سے بحث ہوگی۔

(۵) جس کا ابھی اوپر ذکر آچکا ہے۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۱۶ ابن خفاجہ نوٹ ۳۔

(۷) یعنی اس میں کوئی عیب نہیں۔ اور آئندہ بھی کوئی عیب نہیں نکال سکتا۔

(۸) خرم یا خشک انگورو وغیرہ کو ہلکا سا جوش دیکر لپک عرق بناتے ہیں۔ اسے بنید کہتے ہیں۔ حنفیوں کے نزدیک اس کا پتہ ایک قول میں جائز ہے۔ مگر امام محمد مالک شافعی اور احمد کے قول کے رو سے اگر اس میں نشہ ہو تو حرام ہے۔ خواہ تھوڑا نشہ ہو یا بہت۔

(۹) مزنی کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی کو کلام نہیں کہ اسلام سے قبل نبیہ کا پتہ حلال تھا۔ اگر اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حلت کا حکم دیتے تو وہ تحصیل حاصل تھے۔ اس نے جن احادیث میں طہت کا حکم ہے وہ قابل اعتبار نہیں خصوصاً اس حالت میں جب کہ اس کے حرمت کی دوسری احادیث موجود ہیں۔ جن کی نسبت اس قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا ہے۔

(۱۰) تانبے کے ظروف میں پانی موسم گرما میں سرد نہیں ہوتا۔ اس واسطے مٹی کی برتنوں میں رکھتے ہیں غرض اگلی مسام دار ہوتے ہیں ان میں بخار نکلتا رہتا ہے پانی جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

۱۱۱) غالباً یہ فقرہ ابن خلکان نے اپنی کتاب کے حاشیہ پر لکھا ہوگا۔ پھر کاتبوں نے اسے بے ملحوظیت میں لکھ دیا۔ یہ نیچے چکر لگنا چاہئے تھا۔

(۱۲) دیکھو تذکرہ ۲۳ نوٹ ۱۲

۹۱۔ ابوسعاق ایل بن ابی القاسم بن سُوید بن کِیسان العِینِی مولا کے

بنی عُشرہ معروف بالعتابیہ

مشہور شاعر عَصْرُ النَّمْرِ میں پیدا ہوا تھا جو حجاز میں مدینہ کے قریب ایک چھوٹا سا شہر ہے مگر بعد میں کہیں کہیں مقام علامہ شعی الفرات (فرات کے نشیب) میں ہے۔ اور بایقوت الحموی نے اپنی کتاب "المشہد" میں بیان کیا ہے کہ وہ انبار کے قریب ہے۔ اسے اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ ابوسعاق نے لڑکپن میں کوفہ میں پرورش پائی تھی۔ اور بڑا ہو کر بغداد میں رہنے لگا تھا۔ وہ جزیر ارضی جزیرہ گہڑی، بیجا کرتا تھا۔ اس سے اسے جزیر (گھڑی فروش) کہا کرتے تھے۔ امام غزالی کی لوٹن می غتبہ کی محبت میں مشہور تھا اس کے عاشقانہ اشعار اکثر اسی لوٹن کی نسبت ہیں۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

أَعْلَمْتُ غُتْبَةَ أَنْجَبٍ مِنْهَا حَلِيٌّ شَرَفٍ مُطْلُ

میں نے غتبہ کو جتلا دیا ہے کہ اس کے سبب سے میں انگوروں پر لٹک رہا ہوں (یعنی ملاکت کے قریب)

وَشَكَوْتُ مَا أَلْقَى إِلَيْهَا قَالُوا مَعَ شَكْوَيْهِ

جو سنج و الم (اوس کی محبت سے) مجھ پر پڑ رہا ہے میں نے اوس کے اوس سے شکایت کی۔ اس وقت

آنسوؤں کا سینہ میری آنکھوں سے برس رہا تھا

حَتَّى إِذَا بَرِمَتْ بِمَا أَمْشُوكَ مَا دَيْفُكَؤَادَ قُلْ

یہاں تک کہ جب وہ میری شکایتوں کو چومفلس ناواروں کی سی تھیں سنتے سنتے تھک گئی۔

قَالَتْ فَأَيُّ النَّاسِ يَغْلِبُكُمْ مَا تَقُولُ فَقُلْتُ كُلُّ

تو پوچھا جو لوگ کہتا ہے اوسے کوئی شخص جانتا بھی ہے میں نے کہا ہر کوئی

ایک مرتبہ ابو العتاصیہ نے اوس کی طلب میں مہدی کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے تھے۔
 كُفِّسَتْ بَيْنِي مِنَ الدُّنْيَا مُعَلَّقَةً اللَّهُمَّ وَالْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ يَكْفِيهِمَا
 میرادل دنیا میں ایک چیر سے وابستہ ہے۔ اور اوس کا برانا اس کی ذات پر اور مہدی اپنے احکام
 قائم در کہنے والے پر منحصر ہے۔

اِنِّی لَا اِيْمَانَسَ مِنْهُمْ اَنْتَ يَطْمَعُنِي فَيُفَا اَحْتَقَارَكَ لِلدُّنْيَا وَفِيهَا
 میں تو اوس سے ایمان ہو چکا ہوں مگر جب دیکھتا ہوں کہ تو دنیا اور دنیا ہوا کو بالکل حقیر سمجھتا ہے
 تو اوس کے امید بندہ جاتی ہے۔

ابو العباس الکبیر نے کتاب الکامل میں لکھا ہے کہ ابو العتاصیہ نے ایک مرتبہ اجازت حاصل کر
 لی تھی کہ امیر المومنین کی خدمت میں ایام نوروز اور مہربان (اعتدال برسی) اور اعتدال خریفی
 میں ہدیہ بھیجا کرے۔ ایک مرتبہ اوس نے کسی وقت ان موقعوں پر چینی کا ایک بڑا برتن بھیجا جس
 میں بڑے عمدہ عمدہ کپڑے خوشبو میں لگائے ہوئے رکھے تھے۔ اور ان کے کناروں پر یہ
 دو بیتیں جو اوپر مذکور ہوئیں لکھی تھیں۔ خلیفہ نے اس تحفہ کو دیکھ کر چاہا کہ عقبہ کو ابو العتاصیہ کو
 دیدے۔ عقبہ نے سنے ہی گھبراؤ اور کہنے لگی امیر المومنین میری حرمت اور حق خدمت پر نظر فرمائے
 کیا آپ مجھے ایسے شخص کو دیتے ہیں جو صورت کا بد شکل ہانڈی برتن بیچنے والا اور شعر کہ کہہ کر
 کماٹی کھانے والا ہے۔ خلیفہ اس پر خاموش ہو رہا۔ اور حکم دیا کہ اس برتن کو مال سے بھر کر دیدے
 ابو العتاصیہ نے محاسبوں سے کہا کہ خلیفہ نے مجھے دیناروں کا حکم دیا ہے۔ او محضوں نے کہا
 یہ تو ہم نہیں دے سکتے جب تک خلیفہ اپنے حکم کی تشریح نہ کر دے ہم ورنہ دیدینگے۔ اگر تو
 چاہے تو لے۔ اس رویداد میں ایک سال گزر گیا۔ عقبہ نے کہا اگر اپنے دعوے کے
 مطابق عاشق ہوتا تو ایک برس تک دینار و درہم کے تیز کی بحث میں مدد دیتا جس میں اس
 نے یاد رکھو صفحہ دل سے مطلق محو کر دیا ہے۔ یہ بھی اوس کے مدحیہ اشعار میں۔

اِنِّی اَمَنْتُ مِنَ الزَّوْمَانِ وَهَضَفْتُهُ لَمَّا عُلِقْتُ مِنَ الْاَمْرِ حَبَالًا

میں زمانہ اور زمانہ کے انقلاب سے امن میں ہو گیا ہوں اور سوت سے کہ امیر المومنین سے میں نے
 اپنا رشتہ و تعلق قائم کر لیا ہے۔

لَوْ تَسْتَطِيعُ النَّاسُ مِنْ اِبْخِلَالِهِ اَتَّخَذُكَ لَهُ مَعْرَ لَفَدُوْا وَهَالَا

اگر ممکن ہوتا کہ لوگ اوس کے اجلال کا حق ادا کر سکتے۔ تو وہ اپنے رخساروں کے نرم و نازک کھال اوس کی جوتیوں کے لئے دیدی ہوتی۔

اِنَّ الْمَطَايَا فَشَنَكُنِيْكَ لَا تَمْسَا قَطَعْتَ الْيَلِيَّ سُبَّاسِيَّاقِيْ هَالَا

ہمارے اونٹ تیری شکایت کرتے ہیں۔ کیونکہ تیرے پاس آتے وقت بیابان اور ریگستان اونھیں قطع کرنا پڑے تھے۔

فَاِذَا اَنْ سَرَدُوْا بِنَايَ رَفَدُوْا هَالَا فَاِذَا اَصْدَرْتَنَ بِصَادَرْتَنَ ثَقَالَا

جب وہ ہمیں لیکر آئے تھے۔ تو پہلے بوجہ سے آئے تھے۔ اور جب لیکر لوٹے تو بھاری بوجہ سے لوٹے۔ یہ بیتیں اوس نے عمر بن العلاء کی مدح میں کہی تھیں جس پر اوس نے ستر ہزار درہم اوسے دیے تھے۔ اور ایسا بھاری خالصت دیا تھا کہ کپڑوں کے بوجہ سے وہ اونٹ نہیں سکتا تھا۔ اس سے اور شعر کو بڑا رشک ہوا۔ عمر نے اونھیں جمع کیا۔ اور کہا اے شاعر و تم پر بڑا تعجب ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے اس قدر حسد کرتے ہو۔ جب تم میں سے کوئی ہمارے پاس مدح کرتے کہ آتا ہے تو قصیدہ لکھ کر لاتا ہے اور اوس میں سچاس بیتوں تک تو اپنے ہی محبوبہ کی ستائش میں لگا دیتا ہے۔ ہماری تعریف تک اوس وقت پہنچتا ہے کہ مدح کی لذت اور شعر کی رونق بالکل جاتی رہتی ہے۔ ابو العاصیہ ہمارے پاس آیا۔ اور اپنی محبوبہ کے حال میں تھوڑی سی بیتیں لایا۔ اس طرح کہا۔ اور پھر عمر نے وہ دو بیتیں پڑھیں جو ابو العاصیہ نے اوس کی مدح میں کہی تھیں پھر کہا۔ تم اوس پر کمین رشک کرتے ہو۔

ابو العاصیہ نے جب اوس کی مدح میں یہ ابیات لکھی تھیں تو اوس نے انعام دینے میں کچھ توقف کیا تھا۔ اس پر ابو العاصیہ نے دیر کی شکایت میں اوس سے یہ ابیات لکھ کر بھیجیں۔

اَصَابَتْ عَلَيْنَا كَجُودِكَ الْغَيْنُ يَا هُمَرُ فَخَنُّ لِمَا تَبْغِي الْتَائِمُ وَالنُّشْرُ

اے عمر ہماری دامدوں کی (خرابی کے لئے نظر دو) نے تیری بخشش بڑا فرمایا ہے اوس کے دینے کے لئے کہہ کر تو غنیمت و ن اور شہنوں کی ضرورت ہے۔

مَسْتَرْمِيْكَ بِالْاَسْعَارِ حَتَّى تَمْلُكَهَا وَاِنْ لَمْ تُبْنِ مِنْهُمْ اَرَفَيْنَاكَ بِالسُّوْ

اس کے لئے اشعار پڑھ کر ہم تجسّس ہو گئے کہ اس بیماری کو پریشان رکھ کے دور کر دئے۔ اگر
ابن سے تجھے اتفاق نہ ہوا تو پھر ہم (قرآن کی) سونٹیں تجھ پر دم کریں گے۔

اَلتَّجَبُّعُ الشَّلٰی مشہور شاعر کہتا ہے کہ خلیفہ مہدی نے ایک مرتبہ ہم سب کو بلوایا جب ہم
دولن دربار میں گئے تو بیٹھنے کا حکم دیا۔ اتفاقاً بشّار بن برویہ برابر بیٹھ گیا۔ مہدی خاموش تھا اور
اہل دربار بھی ساکت بیٹھے تھے کہ اسی میں بشّار نے کچھ آہٹ سنی۔ پوچھا کون ہے۔ میں نے
کہا ابو العتاصیہ۔ کہا کیا اس محفل میں بھی یہ کچھ اشعار پڑھیں گے۔ میں نے کہا ہاں میں جانتا ہوں کہ پڑھیں گے
وہ کہتا ہے کہ اسی میں مہدی نے ابو العتاصیہ کو پڑھنے کا حکم دیا۔ اس نے یہ شعر پڑھے۔

اَلَا مَالِ السَّيِّدِ اِلَّا مَا لَهَا اَدَلَّتْ فَاَخْلٰ اِذَا لَمَّا

میری سیدہ کو کیا ہوا۔ اس کا کیا حال ہے۔ وہ ناز کرتی ہے۔ میں اس کا ناز ادا نہ کرتا ہوں۔
اس پر بشّار نے میرے کہنی ماری اور کہا کسی کو ایسا جرم بھی آپ نے دیکھا ہے اس موقع پر ایسے
شعر پڑھتا ہے۔ آخر وہ پڑھتے پڑھتے اس قول تک پہنچا۔

اِنَّهُ الْخَلَاۃُ مُتَقَادَةٌ اِلَيْهِ تَجْبُرُ اِذَا يَالَهَا

خلافت اس کے پاس گردن جھکائے اور اپنے دامن سے زمین صاف کرتی ہوئی آئی۔

فَلَمَّا فَكَّ كُفْلُهَا اِلَّا كُفْلُهَا وَ لَمْ يَكُنْ يَضْلَحُ اِلَّا لَهَا

خلافت بجز اس کے اور کسی کے لئے سزاوار نہیں۔ اور وہ خلافت کے سوا اور کسی چیز کے سزاوار
وَلَوْ رَاحِمَا أَحَدٌ خَيْرٌ لَّكَ لَوْلَاكَ اَلَا رَحْمَةُ رَبِّ لَوْلَا لَهَا

اگر کوئی اور اس کے سوا خلافت کی آردو کرے تو اس اندیشہ سے زمین کو زلزلہ آجایگا۔

وَلَوْ لَمْ تُطْفِئْ نَبَاتُ الْقُلُوبِ لَمَّا قَبِلَ اللّٰهُ اَهْمًا لَهَا

اگر دل کی بیٹیاں (یعنی خیالات) ولی (اس کی اطاعت نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ایسا حال کو ہرگز قبول نہ کریگا۔

بشّار نے مجھ سے کہا اشیعہ دیکھو کہ میں خلیفہ خوشی کے مارے فرش پر سے اڑنے لگا۔ اشیعہ کہتا ہے

واللہ اس مجلس سے ابو العتاصیہ کے سوا اور کوئی شخص انعام لیکر نہیں آیا۔ ابو العتاصیہ کے زیر

میں بھی بہت اشعار ہیں۔ وہ بشّار ابو نواس وغیرہ کے طبقہ کے اول مؤئیدین میں سے ہے

اس کے اشعار بہت ہیں۔ اس کی دلاوت حضرت (ع) میں ہوئی اور روزِ محشر

۸۔ یا ۳۔ جمادی الآخر ۱۸۱۸ھ (ستمبر ۱۸۰۷ء) یا ۱۸۱۹ھ کو بغداد میں مرا۔ روئے علیہ پر قطرۃ الزکین
 ویتلیون کے پل، کے سامنے اوس کی قبر ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

جب اوس کے مرنے کا وقت قریب آیا۔ تو اپنے پاس والوں سے کہا مثنوی کو بولا
 کہ وہ میری سر کے پاس کھڑا ہو کر گائے۔ یہ دونو بیتیں انہیں ایات میں کہیں۔

إِذَا مَا انْقَضَتْ عَنِّي مِنَ الدَّهْرِ مِثْلِي قَاتِلَ عَزَاءِ الْبَاكِاتِ فَلَئِنْ

جب میری عمر کی مدت دنیا میں ختم ہو جائیگی۔ تو مجھے کوئی بھی یاد نہ کرے گا۔ کہنگ بہت جلد مامون عورتوں
 کا سچ بھی جو مجھ پر روئیں گی تھوڑا ہو جائیگا۔

سَيُغَرِّضُ عَنْ ذِكْرِي وَتُكْسِي مَوَدِّي وَيُحْدِثُ بَعْدِي لِلْخَلِيلِ خَلِيلُ
 لوگ میرا ذکر چھوڑ دیں گے اور دوستی بھول جائیں گے اور میرے بعد دوستوں کے اور نئے دوست پیدا ہو جائیں گے
 اوس نے وصیت کی تھی کہ میری قبر پر یہ بیت لکھ دی جائے۔

إِنْ عَيْشًا يَكُونُ آخِرُهُ الْمَوْتُ لَكَيْشٍ مُعْجَلِ التَّنْخِصِ

وہ زندگی جس کا آخر موت ہے ایسی زندگی ہے۔ جو بہت جلد مکدر ہو جاتی ہے۔

کہتے ہیں۔ ایک روز کہیں اوس کی ابو فواس سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا تو کہتے شعر ہر روز بنایا
 کرتا ہے۔ ابو فواس نے کہا ایک وجہیت۔ ابو العتاصیہ نے کہا میں تو سو دو سو روز بنایا کرتا ہوں
 اوس نے کہا اس لئے کہ تو ایسی بیتیں بنایا کرتا ہے۔

يَا لَيْتَنِي لَمْ أَرَلَهُ يَاعُتْبُ مَالِي وَ لَالَهُ

اے عجب میرا تیرا کیا معاملہ آپڑا ہے۔ کاش میں نے تجھے دیکھا ہی نہ ہوتا تو اب چھوٹا تھا۔

اگر میں ایسے بزار و دہزار لڑچا ہوں تو ہر روز بناسکتا ہوں۔ مگر میں ایسے شعر کہتا ہوں۔

مَنْ كَفَّ ذَاتَ حَمِيٍّ فِي نَفْسِي ذِكْرُ كَمَا يُحْتَانُ لَوْ طُئِّي وَ مَزَّ سَائِرُ

کے راکھ عورت شریفہ ابوالباس ذی ذکر و شہ۔ ان عورت را دو آستانہ مستند۔ یکے کوئی است و دیگرے زانکار۔

اگر تو چاہے کہ ایسے شعر کہے تو عمر بھر نہیں کہہ سکتا۔

یہ بھی ابو العتاصیہ کے لطیف شعر ہیں۔
 فَاَلَقَدْ صَبَبْتُ لَيْلِي الْيَاكُفْ هِيَ صَارَ مِنْ قَرِظِ النَّصَائِي

مجھے تجھ سے ایسا عتق ہے کہ زو تصابی و عشق بازی سے یہ نوبت پہنچ گئی ہے۔
 كَجِدُ الْجَلِيسَ إِذَا دَمْنَا رِجْلَ النَّصَابِيِّ فِي نَيْسَابِي
 کہ جب کوئی میرا جلس قریب آتا ہے تو میرے کپڑوں سے اسے تصابی اور سندس کی بو آتی ہے
 (جو مجھے جلا رمھی ہے)

اوس کی حکایات کثرت سے ہیں۔ مہدی کی لڑائی عُتبہ کی نسبت جو وہ شعر کہا کرتا تھا اودن
 سے یہ شعر بھی ہیں۔

يَا اِخْوَتِي اِنَّ الْهَوَايَ قَامَتِي قَبِيْرُ الْاَكْمَفَانِ مِنْ عَاجِلِ
 بہا یہ عشق میرا قاتل ہے۔ کفنوں (اور گلابوں) کو بشارت دید کہ ایک مسافر جلد آنے والا ہے (تیار رہو)
 وَ لَا تَلْقَوْا مِنِّي اِنِّ اَتْبَاعُ الْهَوَايَ قَا تَنِي فِي شُغْلٍ شَاغِلِ
 عشق کے اتباع پر مجھے ملامت نہ کرو یا درمکومین ایک بڑے کام کی تیاری میں لگا ہوں۔

عُتبہ کی ہی نسبت یہ شعر بھی اوس نے کہے ہیں۔
 عَلِيٍّ عَلَيَّ عُتْبَةُ مَثَلُهُ يَدُ مَعْمَا الْمُنْسَكِبِ السَّائِلِ
 عُتبہ پر میری آنکھ اپنے گرتے اور بہتے آنسو خوب زور سے بہا رہی ہے۔

يَا مَنْ سَرَايَ قُبْلِي قَتِيْلَةُ رَبِّكِ مِنْ شَيْدَةِ الْوَجْدِ عَلَى الْقَاتِلِ
 کون ہے جس نے مجھ سے پہلے کوئی مقتول قاتل پر شدت محبت سے رونا دیکھا ہو۔
 بَسَطْتُ يَدِي لِحَوْكُم سَائِلًا مَا اِذَا تَرَدَّدْتَنَ عَلَى السَّائِلِ
 میں نے مانگنے کے لئے اپنا ہاتھ تمہارے آگے پھیلا دیا ہے۔ دیکھو من مانگنے والے کو تم کیا دیتے ہو۔
 اِنْ لَمْ تَنْسَلُوْهُ فَقُولُوْا لَهُ قَوْلًا جَمِيْلًا بَدَلِ السَّائِلِ
 اگر تم اوسے کچھ نہیں دیتے تو دینے کے بدل اوس سے میٹھی بات تو کہہ دو۔

اَنْ كُنْتُمْ اَعْلَا مَدْعَا عَلَى هَضْرَةٍ مِنْ مُنْشِقَةٍ اِلَى اَقْصَا سَائِلِ
 اور اگر تم کو اس سال یہ مشکل معلوم ہو در محبت نہ کہہ سکتے ہو) تو آئندہ سال تک (حصول امید کا منتظر نہ کہو) اوس سال
 صَاعِدُ الدُّغْوَى لَمْ يَكُنْ اَبَدُ الْفُصُوْصِ مِنْ بَيَانِ كَيْفَ اَبُو الْعَمَّاصِيَّةِ اَيْكَمْ تَبَرُّ بِشَارِبِي
 اکی ملاقات کو کیا۔ اور کہا میں تیرے اس قول کو بہت پسند کرتا ہوں جس میں تو نے بیمار روزاری

سے اعتماد کیا ہے۔

لَمْ مِنْ صَدِيقٍ لِي أَمَّا رَأَيْتُ الْبُكَاءَ مِنَ الْغَيْلِ

بارگاہِ حیات کے باعث میں اپنی گزیر و زاری کو دوستوں سے چھپایا کرتا ہوں۔

وَإِذَا تَفَطَّنَ لَا مَنِي فَاغْوَلْ مَسَارِي مِنْ بُكَاءِ

کیونکہ جب کوئی سمجھ جاتا ہے تو مجھے ملاست کرتا ہے۔ اور مجھے کہنا پڑتا ہے کہ میں روتا نہیں ہوں۔

لَكِنَّ ذَهَبْتُ لَا مَرَدِي فَطَرَفْتُ عَيْنِي بِالْوَدَاعِ

مگر اس کے لئے میں جاؤں (گویا اور مرنے کے لئے) اور لٹنے لگتا۔ اور آنکھ میں مار لیتا ہوں رگ گویا اسے آنسو نکل آئے ہیں۔

کہا میں نے تو اسے شیخ چلو پانی آپ کے ہی دریا سے لیا ہے۔ اور آپ کے پرانے تیرون

سے تراش کر بنایا ہے۔ آپ نے ہی پہلے اپنے اشعار میں باندھا تھا۔ چنانچہ آپ کہتے ہیں۔

وَقَالُوا أَكُنَّ بَلَكِيَّتُ فَكُنْتُ كَلَّةً وَهَلْ يَشْكِي مِنَ الْجَنِّعِ الْجَلِيدُ

لوگوں نے کہا کہ تو رویا میں نے کہا ہرگز نہیں۔ کیا کوئی مستقل مزاج آدمی بھی سختی سے رویا کرتا ہے۔

وَ لَكِنَّ قَدْ أَصَابَ سَوَادُ عَيْنِي هُوَيْدٌ قَذَى لَهُ ظُهُرٌ مُعْبِدٌ

لیکن میری آنکھ کی پتلی میں کوڑے کی جھوٹی سی تیز نوکدار کڑے پڑ گئی ہے۔

فَقَالُوا مَا لِدِ مَعِيهِمَا سَوَادُ أَكَلْنَا مَقْلَتَيْكَ أَصَابَ هُوْدُ

کہا دونوں آنکھوں سے کیوں براہِ آنسو نکل رہے ہیں۔ کیا دونوں آنکھوں میں تنکا پڑ گیا ہے

صاعکہ کہتا ہے کہ یہ مضمون ان دونوں سے پیشتر خطبہ نے لکھا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے۔

إِذَا مَا الْعَيْنُ فَاحَصَ الدَّمْعُ مِنْهَا أَقْوَلُ بِهَا قَدْحِي وَهُوَ الْبُكَاءُ

جب آنکھ سے آنسو نکلے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ اس میں کچھ بڑ گیا ہے۔ اس سے آنسو جاری ہو گئی ہیں

ابو العباس نے ایک مرتبہ شعر کہنا شروع کر دیا تھا کہتے ہیں وہ کہا کرتا تھا۔ جب میں نے شعر کہنا چھوڑ

دیا تو مہدی نے (نخن الجرائم) حجر میں کے قید خانہ میں مجھے قید کر دیا۔ جب میں اس میں

گھسا تو بڑی وحشت ہو گئی۔ وہاں ایک چیز دیکھ کر بدن پر خوف چھا گیا۔ اور جا کہ کوئی گوشہ

میں تو وہاں جا کر چھپ جاؤں۔ اسی میں دیکھوں تو ایک شخص ہے جو اپنی صہبت و شکل سے

عورت وارا در طرز و انداز سے نیک معلوم ہوتا ہے۔ میں اوسکی طرف گیا۔ اور فکر و حیرت و گھبراہٹ سے بغیر سلام لگنے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ ایک تھوڑی سی دیر مجھے خاموش بیٹھے گزری تھی کہ اوس نے یہ اشعار پڑھے۔

تَعَوَّدْتُ مَسَّ الصَّخْرِ حَتَّى الْفَتَّةِ ۝ أَسْأَلُكَ خَيْرَ حُسْنِ الْعَيْنِ إِلَى الْكَبِيرِ

مغربیوں کو برداشت کر کے اوس کی محبت ہو گئی ہے کہ ایک روز مرو کی چیز معلوم ہوتی ہے۔ اور خوبی تحمل نے مجھے مبارکبادی بنا دیا ہے۔

۝ صَلَّيْتَنِي يَا مَعْشَرَ النَّاسِ وَأَنَا ۝ لِحُسْنِ صَنِيعِ اللَّهِ مِنْ حَيْثُ لَا أَذَرِي

اور آدمیوں سے جو مجھے یاس ہو گئی ہے اس سے مجھے بڑا بھروسہ ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کسی دیکھی گزشتہ سے آگے جیسے میں جانتا بھی نہیں ہوں۔

ابو القاصیہ کہتا ہے مجھے یہ بیتیں بہت پسند آئیں اور ایسی تسلی ہوئی کہ میری عقل بھی لوٹ آئی ہونے اوس بوڑھے سے کہا خدا آپ کو عزت عطا کرے براہ مہربانی یہ بیتیں ذرا پھر پڑھئے کہا اسماعیل پہلے مانس تو کیسا بے ادب ہے اور کیسی تیری عقل و مروت جاتی رہی ہے۔ تو یہاں آیا تو میرا مسلمان مسلمان پر سلام کرتا ہے تو نے نہ کیا۔ اور نہ جیسے نووار و قسیم سے استفسار حال کیا کرتا ہے اوس کا ہی حق ادا کیا۔ اور جب دو بیتیں مجھ سے نظم کی سنیں جو تیرا فن ہے اور جس کے سوا تاجدار نہیں اللہ تعالیٰ نے اور کوئی خوبی و لیاقت نہیں دی اور ذریعہ معاش اوس کے سوا اور کوئی دیا ہے تو تو نے فقر پر جو شرف کی تو یہ کہ مجھ سے اوس کے دوہرانے کی درخواست کی۔ کہ گویا ہم دونوں پہلے سے ہی ایسا انس و مودت ہے جو دفع حیا کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے تو نے اپنا ذکر کچھ نہ کیا۔ اور نہ اپنے سوا ادب کا کچھ عذر پیش کیا۔ میں نے کہا۔ براہ مہربانی معاف فرمائے کیونکہ جو حالت مجھ پر گذر رہی ہے اس سے ایک فائدہ بھی کوئی دوسرا سنیگا تو مدہوش ہو جائیگا۔ اوس بزرگ نے کہا۔ تو نے شعر و سخن کیوں ترک کر دیا ہے۔ اوس سے تو وہ لوگ تیری عزت کرتے ہیں۔ اور تجھے اوس تک رسائی ہوتی ہے۔ تجھے چاہئے کہ اپنا مشغل سپہر جاری کرے تاکہ تجھ کو آدمی مل جائے۔ تاہم احوال سو غلیظہ مجھے ابھی بولا لیگا۔ اور مجھ سے عیسیٰ بن دیا بن سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پوچھا جائیگا اگر میں نے اوس کا پتا بتا دیا۔ تو مرنے کے بعد میں

اللہ تعالیٰ کے روبرو اوس کا قاتل گنا جاؤنگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدعی قصاص
 ہونگے مگر اگر دبتاؤنگا تو مار جاؤنگا۔ اس سے مجھے زیادہ پریشانی پہونا چاہئے مگر تو دیکھتا کہ
 کہ میں کیسے صبر و اطمینان سے بیٹھا ہوں میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ تبارہی مدد کرے۔ اور
 اوس سے شرمندہ ہو گیا۔ پھر اوس نے کہا۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ سرزنش و ملامت کے
 ساتھ تیری درخواست بھی پوری نہ کروں۔ یہ دونوں میتیں سن۔ پھر اوصیٰ بن مرثدہ
 کہ میں نے حفظ کر لیں۔ پھر خلیفہ نے مجھے اور اوس سے طلب کیا۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ
 آپ کو عزت سے رکھے آپ کا نام کیا ہے۔ کہا میرا نام حاضر ہے عیسیٰ بن زید کا رفیق ہوں
 جب ہم مہدی کے پاس پہنچے۔ اور روبرو کھڑے ہوئے تو اوس نے اوس شخص سے
 پوچھا عیسیٰ بن زید کہاں ہے۔ کہا مجھے کیا معلوم عیسیٰ بن زید کہاں ہے۔ تو اوس کے
 پیچھے پڑا وہ کہیں ادھر ادھر بھاگ گیا۔ مجھے تو نے قید کر دیا۔ اب بھلا مجھے اوس کی کیوں
 خبر ہو سکتی ہے۔ پوچھا وہ کہاں چھپا تھا۔ اور تو نے او سے سب سے آخر کہاں دیکھا تھا۔ اور
 کس کے پاس دیکھا تھا۔ کہا جب سے وہ روپوش ہوا میں نے نہیں دیکھا۔ اور نہ میں نے
 اوس کا کچھ حال سنا۔ مہدی نے کہا تو اوس سے مجھے بتا دے ورنہ اللہ میں تیری ابھی گردن چھگا
 کہا جو تو چاہے کہ میں تو رسول اللہ کے بیٹے کو نہ بتاؤنگا۔ اور اللہ اور اوس کے رسول کے
 سامنے اوس کا قاتل بنکر نہ جاؤنگا۔ اگر وہ میرے کپڑوں اور کھال کے درمیان بھی چھپا ہوتا
 تب بھی تو میں او سے نہ بتاتا۔ مہدی نے کہا اوس کی گردن بار دو۔ پھر حکم دیا اور اوس کی گردن
 اوڑادی گئی۔ ابوالعتاہیہ کہتا ہے پھر خلیفہ نے مجھے بولایا۔ اور کہا کہ تو شہر کھلیگا یا مجھے بھی اسی
 کے پاس پہونچا دوں میں نے کہا کہوںنگا۔ کہا اسے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دیا گیا۔ قاضی ابو علی
 تنوخی نے بیت ہاکے مذکورہ کے ساتھ ایک اور تیسری بیت بھی نقل کی ہے۔ وہ یہ ہے۔
 إِذَا نَأَلَمْنَا فَمِنَ الدَّهْرِ مَا لَدَى تَكَرُّهَتْ مِنْهُ طَالُ حَلِيٍّ عَلَى الدَّهْرِ

اگر میں ان مصائب پر صبر نہ کرنا جو زمانہ کے طرف محبوبہ داشت کرنا پڑتے ہیں تو میں نہ ان کی بڑی ہی شکایت کرتا۔
 ابوالعتاہیہ کی حکایتیں بہت ہیں۔ عنسی بنی فسخ عین ہلمہ و ذون وزا نے مجھ کو یہ ہے حضرت بن
 اسد بن ربیعہ کی طرف عینی بفتح عین و سکون یا کے تحتانی و ذون منسوب ہے عینی الشری طرف

جس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔

(۱) ہجرانہ وہ شخص ہے۔ جو ظروف سفالین کا کاروبار کرتا ہے۔

(۲) اس طرح ہر شاعر اپنے معشوق کے افشائے راز میں جو اس سے حماقت ہوئی ہے اور اس کا اعتراف کرتا ہے۔

(۳) یہاں ہجاء کا لفظ جو رعی سے صیغہ امر ہے مقدر ہے۔ جسکے معنی میں نے نظر فرمائے کے لئے ہیں۔

(۴) لفظی ترجمہ میں نے امیر سے رسی نکالی ہے۔

(۵) ان تھائف اور انعامات کی وجہ سے جو تو نے نہیں دئے۔

(۶) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) میں ہرستان کا حاکم تھا۔ از ابن الاثیر۔

(۷) دیکھو لین صاحب کی کتاب مصداق تافین۔

(۸) ابو الولید اشجع بن عمر مالکی شہر رقعہ واقع جزیرہ فرات میں پیدا ہوا تھا۔ جب وہ ادب کی تعلیم حاصل

کر چکا تو اپنے وطن سے بغداد کو گیا۔ اور ہر کی خاندان سے میل جول پیدا کیا جعفر بن یحییٰ ہرکی اہل علم کا بڑا

مقدردان تھا۔ وہ اس کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اور اسی نے اسے ہارون الرشید سے ملا دیا تھا۔ خطیب

کی تاریخ بغداد کے مقررین اس کی وفات کا سنہ نہیں دیا ہے۔ جہاں سے ہم نے یہ حالات لئے ہیں

اشجع کے بعض اشعار دیوان نمائشہ میں موجود ہیں اور بکئیات الکلب میں اس کے حالات اور اسکے

اشعار کے نوذکر کرت دئے ہیں۔

(۹) اِنَّمَا اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کے طرف اس سے اشارہ نکلتا ہے۔

(۱۰) علمائے عرب نے شعرائے عرب کی زمانہ کے لحاظ سے کئی قسمیں کئے ہیں۔ شعرائے جاہلیت

وہ شاعر ہیں جو اشاعت اسلام سے قبل گذرے ہیں۔ ان کا کلام مقبول فصاحت و بلاغت اور محبت

عربیت کے لحاظ سے اول درجہ کا مانا جاتا ہے۔ اس زمانہ کی شاعری میں بالحدہ نہیں تھا۔ اور ہر فطرت

میلائون کے ادب کے مضامین میں اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔ دوسرے محض وہ لوگ ہیں جنہوں نے رثا

جاہلیت اور اسلام دونوں دیکھے۔ یہ بھی شعرائے جاہلیت سے کسی امر میں کم نہیں ہیں۔ ان کا کلام بھی

مقبول مانا جاتا ہے۔ تیسرے مولدین ہیں جو اشاعت اسلام کے بعد ہوئے ہیں۔ ان کے بھی کئی کچھ

ہو سکتے ہیں بنی اُمیہ کے عہد میں یہ شاعر بھی ہوئے لیکن بنی عباس کے زمانہ کے شاعر دن نے

ایرانی خیالات کو عربی کا لباس پہنا یا۔ اور عربی شاعری کو خراب کیا۔ ابن خلکان اکثر انھیں شعرا کا کلام مانے لگا

میں لگا ہے۔ چونکہ اس زمانہ کا مذاق ہی بگڑ گیا تھا۔ یہ ادن کے کلام کو اچھا بتاتا ہے۔

(۱۱) رو دھیسے دریائے فرات کے ایک مصنوعی نہر تھی جو دریائے وادی میں بغداد کے پاس حاکم طائی (۱۲) یہ مخارق جس کا نام اوپر مذکور ۸۰) ابراہیم الہدی کے بیان میں لکھا گیا ہے اپنے زمانہ کا ادن پر کا
 معفی تھا۔ اوس نے خلیفہ ہارون الرشید کو ایک مرتبہ اپنا گانا سنایا جس سے خلیفہ ایسا محو ہوا کہ خلیفہ اور وزیر
 کے درمیان جو حجاب پڑا کر تا تھا اس سے اٹھوا دیا۔ اور اپنے پاس بولا کہ تخت پر بٹھالیا۔ اس کے بعد
 مخارق خلیفہ مامون کے ساتھ بھی ایسا ہی ہل بل گیا اور اس کے ساتھ دمشق کو بھی گیا۔ اس کی وفات
 ۲۳۵ھ میں مقام سمرقن رکھے ہوئی۔ اس کی کنیت ابو انیس تھے (ماخوذ از نجوم الزاہر) معنی
 ابو الحسن۔

(۱۲) غالباً اس نفرت الگینہ شعر کو اس کے بڑے زبردست اثر کے سبب سے اس نے سنایا ہو گا
 جسے یہاں ترجمہ میں کچھ ہلکا کر دیا گیا ہے میرے نزدیک یہ مجموعین کہا گیا ہے۔
 (۱۳) بیان الکفان سے مراد قبح۔

(۱۵) یعنی مین موت کے لئے تیاری کر رہا ہوں۔ جو میرے معشوقہ کے نامہر بانیون کی وجہ سے مجھی
 اب زندہ چھوڑنے والی نہیں۔

(۱۶) خطیب کی تاریخ بغداد سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے مذہبی جوش میں اگر شعر کہنا چھوڑ دیا تھا۔
 (۱۷) سجن الجواکم (گناہوں کے قید خانہ) سے غالباً وہ قید خانہ مراد ہے جہاں مجرمین عدالتی کو قید کرتے
 تھے۔ کیونکہ جس قید خانہ میں سلطنتی قیدی بھیجے جاتے تھے اس سے مطبق کہتے تھے۔

(۱۸) وہ لوگ سے مراد یہاں بنی عباس ہیں۔ قائل ادن کا نام نہیں لیتا بلکہ اہل بیت وہ لوگ کر کے تعبیر کرتا
 ہے۔ کیونکہ وہ بنی علی کا طرفدار اور بنی عباس کا مخالف تھا۔

(۱۹) اس نام میں کچھ غلطی ہے۔ عیسیٰ بن زید بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مورخین نے کہیں ذکر
 نہیں کیا کہ شخص ہمدی کے زمانہ میں تھا۔ زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے تھے۔ یہ ممکن ہے
 کہ ادن کا بنی ہمدی کی سخت نفی میں مذکور ہو۔ کیونکہ وہ جنگ مؤثرہ میں شہید ہوئے۔
 تھے۔ یہ حضرت علی ادبلی بنی فاطمہ کی اولاد میں ایک شخص زید بن علی بن علی رضی اللہ عنہ تھا۔ امداد میں کہ وہ
 مدینہ کا رہنے والا تھا۔ اور شہید ہوئے۔ میں مراد تھا لیکن اسی کی

یہ بھی فرض کرنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے نام میں غلطی کی ہو۔ ابو عیسیٰ بن دینار اوس کا مطلب حسن بن دینار ہو۔ کہہ کہ ابو الحسن اس بن تاریخ مصر میں کہتا ہے حسن بن دینار جو دینار دینار میں بڑا مشہور تھا خلیفہ منصور نے اپنی جگہ پر موزوں کر دیا تھا اور اوس کا مال و متاع چھین کر اوسے قید میں ڈال دیا تھا۔ لیکن جب ہندی خلافت کا مالک ہوا تو اوس فراموشی خلاص کر دیا اوس کی دولت اوسے دیدی اور اوس کو اپنی جگہ پر بحال کر کے اخیر تک اوس پر نفاذ کر دیا۔

یہ حسن بن زید ^(۱۹۳) مین امرہ مصنف انساب بنی علی رکھتا ہے کہ حسن کی موت حاضر میں ہوئی جو نہ کہ اور مدینہ کے وسط میں واقع ہے۔

اس میں بھی تعجب نہیں کہ عیسیٰ بن زید کی کہا فی محض فرضی ہو اوس زمانہ میں بنی عباس کے برخلاف بنی علی اکثر جموں لے کر انبیان مشہور کرتے رہتے تھے۔

(۱۹۴) اوس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جب بادشاہ کسی گورنر مارنے کے لئے کہتا تھا تو فوراً اوس کے گردن پہن مارے جاتی تھی۔ بلکہ اہل دربار دوسرا شاہی حکم حاصل کیا کرتے تھے۔ اگر اس میں بادشاہ کے ناما ضمنی دین ہو جاتے یا مجرم جے تصور ثابت ہو جاتا تو مجرم ہری ہو جاتا تھا۔ اگر یہ نہ ہوتا اور بادشاہ پھر وہی قتل کا حکم دیتا تو مجرم قتل کیا جاتا تھا۔ اسی لئے ابن خلکان نے پہلے لکھا کہ محمدی نے کہا اوس کی گردن مارو۔ اور پھر لکھا کہ ہندی نے حکم دیا اور اوس کی گردن اوڑا دی گئی یہی قاعدہ تھا کہ سوائے بعض خاص اوقات اور اسباب کے یہ دوسرا حکم اکثر تحریری ہوتا تھا جس تعمیل لازمی ہو جاتی تھی۔

۹۲۔ ابو علی اسمعیل بن القاسم بن عیدون بن ہارون بن عیسیٰ بن

محمد بن سلمان القالی اللغوی

کا دادا اسمان عبدالملک بن مروان انومی کا مولیٰ تھا۔ یہ ابو علی لغت اور شعر اور نیز اہل بصرہ کے علم میں اپنے زمانہ کے تمام علما سے زیادہ لائق تھا۔ ادب اوس نے ابو بکر بن درید الازدی ابو بکر بن الانباری نفطویہ ابن جریر وغیرہ سے پڑھا تھا۔ اور اوس سے ابو بکر محمد بن الحسن الزہری اندلسی صاحب مختصر العین نے حاصل کیا تھا۔ قالی کی تالیفات بھی بہت اچھے اچھے ہیں۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ کتاب الامالی کتاب البیان جو لغت میں ہے اور حرف ہجی کی

ترتیب پر لکھی گئی ہے۔ اور جس کے پانچ ہزار ورق ہیں۔ کتاب المقصود الحمد وود جس میں الف مقصورہ
و معدودہ کی بحث ہے کتاب فی اللیل و نایبہا (ادنیون کر اور اون کو بچہ یعنی کے بیان میں) کتاب فی ملی الانسان
(انسان کو علیوں کر بیان میں) الفیل و شیا تہا (اور گھوڑوں اور اون کے خاص یا رنگوں کے بیان
میں) کتاب فعلت و انعلت کتاب مقاتل الفرسان (جس میں قدیم نامی گرامی عرب شہسوار میں کیا
قتل اور لڑائیوں کی تاریخ ہے) کتاب شرح القصائد المعلقات (جس میں اوس نے قصائد معلقہ کی
شرح لکھی ہے) وغیرہ فلک۔ قالی دور دور ملکوں میں گھومنا اور بغداد میں بھی ۳۳۰ھ (۹۴۱ء) میں
آیا تھا۔ مغل میں بھی ابوالفضل موصول سے حدیث کی سماعت کے واسطے ٹھہرا ہوا تھا۔ اس کے بعد
بغداد میں ۳۵۰ھ میں آیا اور ۳۵۲ھ تک اسی جگہ رہا۔ اس عرصہ میں اوس نے یہاں حدیث لکھی ہے
بغداد چہوڑ کر اندلس کے ارادہ سے نکلا۔ اور قرطبہ میں ۳۵۶ھ شہان ۳۵۶ھ کو پہونچا اور اسے اپنا مسکن بنا
دے لیا۔ اسی جگہ اوس نے اپنی کتاب اللامالی لکھوائی اور باقی اوس کی اکثر کتابیں بھی اسی جگہ کی
تصنیف ہیں۔ آخر عمر تک وہ یہیں رہا۔ یوسف بن ہرون الرماوی نے جس کا ذکر اس کتاب کے
حرف یا میں آئیگا اس کی طرح میں ایک بدیع تصدیہ لکھا ہے جس کے کچھ اشعار میں نے وہاں نقل
کئے ہیں اور میں اوس مقام پر دیکھنا چاہئے قالی نے قرطبہ میں شب شعبان ۳۵۶ھ ربيع الاخر یا جمادی الاولی
۳۵۶ھ (۹۶۷ء) میں وفات پائی۔ اور ابو عبد اللہ النجاشی نے نماز پڑھائی۔ مقبرہ متعہ میں قرطبہ
سے باہر مدفون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ منازبر و علاقہ دیار بکر میں جمادی الآخرہ ۳۵۷ھ (۹۶۸ء) میں
پیدا ہوا تھا۔ منازبر و کا ذکر سراج محمد بن یوسف المنازری کے بیان میں کر چکے ہیں۔ قالی اوسے اسلئے
کہتے تھے۔ کہ ایک مرتبہ وہ اہل قالی قلا کے ساتھ بغداد کو گیا تھا اوس سے اسے قالی کہنے لگے
اور وہ ہی اوس کا لقب ہو گیا۔ عیدون یفتح عین مہلہ و سکون یا کے تحتانیہ و ضم ذال معجبہ و واو و نون
قالی نسبت ہے قالی قلا کی طرف۔ قالی قلا بغاف والاف و لام مکسورہ و یا کے تحتانی و قاف و لام و
الف سمعانی کے قول کے بموجب و یا بکر کے علاقہ کا ایک شہر ہے۔ مگر تاریخ سنہ ۳۵۷ھ میں جرجی عطا الدین
کاتب اصفہانی کی تصنیف ہے میں نے لکھا دیکھا ہے کہ قالی قلا اردن الروم (ارض الروم) ہے
واللہ اعلم۔ بلاذری نے کتاب البلدان فتح فتح الاسلام میں ارمینہ کے حالات بیان کرتے ہوئے
ذکر کیا ہے کہ کسی زمانہ میں اہل روم کی حکومت منتشر ہو گئی تھی۔ اور ملک طوائف کا ساحل اٹ گیا تھا

اون میں ایک شخص اسمینیا قس حاکم ہو گیا۔ اور کچھ مدت حکومت کر کے مر گیا۔ اس کے بعد اوس کی عورت حکومت کی مالک ہوئی جس کا نام قالی تھا۔ اوس نے شہر قالی قلا آباد کیا۔ اور اوس کا نام قالی قالا رکھا جس کی معنی ہیں احسان قالی اس ملکہ کی تصویر بھی شہر کے ایک دروازہ پر لگی ہوئی تھی عربوں نے اس قالی قالا کو معرب کیا۔ اور قالی قالا کہنے لگے۔

۱) خلیل بن احمد نے لغت میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام العین ہے۔ یہ بہت بڑی کتاب ہے اور بہت قدیم زمانہ میں لکھی گئی ہے۔ خلیل کا ذکر اسندہ آئیک کا و کچھ تو ذکرہ ۲۰۶ ابوبکر نے اس کو محفوظ کیا ہے۔
 ۲) امالی وہ کتاب ہے جس میں شاگرد اپنے استاد سے انواع و اقسام کے مضامین سن کر لکھ لیتے ہیں اس امالی کا ایک نسخہ یورپ کے کتب خانہ ڈورائی میں ہے۔ اوس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت سے احادیث ہیں اور قدیمی عربوں کے حالات کے متعلق بہت نوٹ دئے ہوئے ہیں۔
 اون کے قدیمی امثال اشعار اور عربیت کا بڑا بیان ہے۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں جو شعرا اون کے قصص و حکایات ہیں اور وہ نظم و نثر جو بائنا متصل اس کے مؤلف نے اپنے استاد سے سیکھی تھی اوس میں مجتبہ دی گئی ہے۔ اور اور بھی دیگر معلومات کا بڑا ذخیرہ اوس میں موجود ہے۔ وہ اپنی کتاب کے دیباچہ میں کہتا ہے میں نے یہ سب بے بہا معلومات اپنے دل میں ایک مدت تک جمع رکھیں اور خراب و ضائع ہونے سے بچایا اور چاہتا تھا کہ کوئی شخص اس کا قدردان ملے تو یہ جواہرات اوس کے روبرو پیش کروں جب میں نے عبدالرحمن بن محمد امیر المومنین کی خلافت کی خبریوں کا حال سنا تو خشکی اور ترمی کے مصائب اوٹھا تا اپدین سہا یا۔
 خلیفہ نے میری قدردانی کی میں نے یہ امالی قرطبہ کی مسجد الزہراء میں بیٹھ کر لکھوائیں واقعی یہ کتاب بہت اچھی ہے۔ عربیت کے معلومات کا بہت ہی عمدہ ذخیرہ جو ۴۲۸ بڑے گنجان صفحوں میں لکھی جاتی ہے۔
 ۳) حافظ ابو یعلیٰ احمد بن علی بن المثنی التمیمی ایک مشہور محدث یعنی ایک مجموعہ احادیث بائنا متصل کا مصنف ہے۔ جو اوس نے بڑے بڑے فقہ و رواۃ سے سن کر جمع کی ہے۔ علاوہ اس کے اوس نے تصوف وغیرہ میں بہت کتابیں لکھے ہیں۔ تواضع علم لمناری صداقت میں مشہور تھا۔ موصل میں اس نے (۸۲۶ھ) میں پیدا ہوا اور ۸۳۵ھ میں مر گیا (انہو تاریخ الاسلام للذہبی)
 (۴) دیکھو تذکرہ ۸۲۰۔

۶۰ بلا ذری کا نام ہے احمد بن یحییٰ البلاذری۔ اس کے حالات مشہور ہیں۔ اس نے اپنی کتاب میں لکھے ہیں۔

۹۳ - صاحب القاسم معقل بن ابی الحسن عباد بن العباس بن نجما

بن احمد بن ادریس طالقانی

فضائل و مکارم اور کرم میں کیا ہے وہ اور عجوبہ روزگار تھا۔ ادیب ابو الحسن بن احمد بن القاسم لغوی صاحب کتاب الجمل فی اللغات سے اور نیز ابو الفضل بن العنید وغیرہ سے پڑھا تھا۔ ابو منصور ثعالبی نے اپنی کتاب یتیمین اس کی نسبت کیا ہے۔ مجتہد ایسی عبارت نہیں ملتی کہ جس سے دل کھول کر علم و ادب میں اس کا علم حاصل اور جو کرم میں اس کی جلالت شان کا بیان کروں۔ اور جن محاسن میں غایت درجہ کو پہنچ کر فرومانا اور قسم قسم کے مفاخر کا مجموعہ بن گیا تھا اس کو کافی طور سے دکھلا دوں۔ کیونکہ اوکمل اور فی فضائل و حالی اور ایہ فراضل و مساعی تک میرے کلام کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ پھر اس نے اس کے بعض محاسن اور کسی قدر حالات بھی قلمبند کئے ہیں۔ ابوبکر خوارزمی نے اس کے حق میں کہا ہے کہ صاحب نے وزارت کے آغوش میں پرورش پائی اور اسی آشیانہ میں پائون چلنا سیکھا۔ اور ترقی کی۔ اور اسی دایہ کا وہ پیدا۔ باپ داداں سے یہی خدمت چلی آتی تھی۔ چنانچہ ابو سعید رستمی اس کے حق میں کہتا ہے۔

قَسْرَتْ الرِّمَاحُ اسْرَاقَةَ كَابِدٍ عَنْ كَابِدٍ مَوْصُولَةً إِلَى اسْنَادٍ بِالْأَسْنَادِ

وزارت اس کے بڑے پڑھوں سے وزارت میں آئی ہے۔ لہذا (وزیران سلطنت سے) اس کی اسناد متصل چلی آتی ہے۔

يَسُرُّنِي عَنْ الْعَبَّاسِ عِبَادٌ وَمِنْ رَأْيِهِ دَا سَمْعِيلُ عَنْ عَبَادٍ

عباد اپنی وزارت کی روایت عباس سے کرتا ہے اور اسمعیل عباد سے۔

وزیر دین میں یہی اول شخص ہے کہ جس کو صاحب کا لقب ملا ہے۔ یہ ابو الفضل بن العنید کے پاس رہا کرتا تھا۔ اس سے صاحب ابن العنید اسے کہنے لگے تھے۔ پھر جب وہ وزیر ہو گیا تب بھی

اوسے اسی لقب سے بولتے رہے۔ اور اسی شہرت ہوئی کہ یہی اوس کا نام ہو گیا۔ صابی نے کتاب التاجی میں لکھا ہے کہ صاحب اوسے اس وجہ سے کہتے تھے کہ مؤید الدولہ بن بویہ کا ان کے بن سے صاحب اور رفیق تھا۔ اوسے اس کا نام صاحب رکھا تھا۔ پھر جب مدت تک اسی لقب سے بولتے رہے۔ تو اسی نام سے اوس کی شہرت ہو گئی۔

پھر اس کے بعد جو لوگ وزیر ہوئے اون کا بھی یہی نام ہو گیا۔ یہ پہلے مؤالد ولد ابی منصور بن کر بنی الدولہ بن بویہ الذہلی کا وزیر تھا۔ ابو الفتح علی بن ابی الفضل بن العنید کے بعد جس کا ذکر اوس کے باب ابو الفضل محمد کے بیان میں آیا گیا یہ وزیر ہوا تھا۔ جب جرجان میں مؤالد ولد شعیب بن شعیب (جنوی ۳۸۷ھ) میں مر گیا۔ اور اوس کی حکومت پر اوس کا بھائی فخر الدولہ ابو الحسن علی قایض ہوا تو اوس نے صاحب کو اپنی وزارت پر برقرار رکھا۔ اور اوس کے ساتھ نہایت مہربانی و عزت سے پیش آیا اور بہت بڑا اختیار دے رکھا تھا۔ ابو القاسم الزعفرانی نے ایک دن اوسے چند نوینہ ابیات سنائی تھیں۔ اون میں سے کچھ یہ ہیں۔

أَيَّامُنْ حَطَّأَ يَأْلَا قُصْدِي الْغَفَى إِلَى سَاحَتِي مِّنْ سَائِي أَوْ دَنَا

اور وہ شخص جس کی عطا میں الامال کر دیتی ہیں اوس کے ہاتھ کو جو دور پر پانزویا ہے۔

كَسَوْتَ الْمُقْبِيْنَ وَالزَّائِرِيْنَ كَسَا لَمْ يَخْلُ مِنْكُمَا مَمْلِكَا

جو تیرے پاس رہنے والے ہیں اور جو تیری ملاقات کو آتے ہیں اون سب کو تو نے ایسے لباس پہنائے ہیں جن کا شغل ہمارے خیال میں بھی ممکن نہیں۔

وَحَاشِيَةَ الدَّارِ يَكْشُونَ فِي صُنُوفٍ مِنَ الْخَرِّ إِلَّا أَسَا

تیرے گھر کے خدام قسم قسم کے یثیمین لباس پہنے پھرتے ہیں مگر ایک میں ہی باقی ہوں۔

صاحب نے یہ سن کر کہا میں نے معن بن زائدہ الشیبانی کے حال میں پڑا ہے کہ ایک شخص نے اوس سے کہا اے امیر مجھے سواری دے۔ معن نے اوسے ایک اونٹنی گھوڑا حجر گدھا دینے کا حکم دیا۔ اس پر صاحب نے کہا اگر میں جانتا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس کے سوا کوئی اور بھی سواری کی ہے تو وہ بھی تجھے دیتا۔ اب ہم نے تیرے لئے حکم دیا کہ ایک جب قیص حمامہ دُرَاعہ (کرتی) سُرَاوِل (پاشاماہ) مِثْدَل (رومال) مِطْرَف (منقش مربع چادر) رِوَاد (لبادہ) بَارَانِي (کسا) (فرغل)

بجرب (موزہ) کیس (بٹوہ) خر کا تجھے ہمارے یہاں سے دیا جائے۔ اگر میں جانتا کہ ان چیزوں کے
 سود اور بھی کچھ رشیم سے ہلاں بنتا ہے تو وہ بھی میں ضرور تجھے دیتا۔ اس کے پاس اس قدر شجر
 جمع ہوئے تھے کہ کسی کے پاس نہ تھے۔ اور اس کی روح میں نہایت اچھے اچھے قصائد لکھا کر
 تھے۔ یہ بہت ہی بڑا حاضر جواب تھا۔ دار الضرب سے چند ضرولون (کوٹنے والوں) اور سکہ بنانے
 والوں (نے کسی ظلم کی شکایت میں اس کے پاس عرض بھیجی جس کے شروع میں ”ضرولون“
 لکھا تھا۔ اس نے جواب میں عنوان کے نیچے لکھ دیا۔ (فی حدید باریہ) (ٹھنڈے لوہے میں)
 ایک اور شخص نے اس سے ایک رقم لکھا جس میں اس نے کچھ اس کے تجربات پر لکھ دیا اور چند
 جملہ چوڑا کر لکھ دئے تھے۔ اس نے جواب کے طور پر اس میں لکھ دیا **لَمْ يَصْغُرْ عَنَّا وَتَوَكَّلْ إِلَيْنَا** ایک تیر
 اس نے کسی اپنے کار پر وار کو اپنے قریب کے ہی ایک تنگ مکان میں قید کر دیا۔ اتفاقاً ایک روز
 چھت پر چوڑا ہوا تو مجھوس کی نظر اس پر پڑ گئی اس نے جلا کر کہا **فَاَطْلَعُوا فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ** وہ آگ
 سے دوزخ کو چھانکے گا تو اپنے اس رفیق کو دیکھے گا کہ دوزخ کیے بچون بچ بڑا ہے (صاحب نے
 کہا **أَتَوْهُ أَهْلُ الْيَتَامَى وَالْأَتْلَمُونَ**) (دور ہو۔ اسے دوزخ میں پڑے ہو۔ کچھ کلام مت کرو) اسی طرح اسکے
 اور بھی بہت کثرت سے نواہر ہیں۔

لغت میں اس نے ایک کتاب لکھی اور اس کا نام المحيط رکھا ہے۔ سات جلدوں میں ہے۔ اور اس
 کی ترتیب حروف تہجی کی ترتیب کے موافق ہے۔ الفاظ تو اس میں بہت ہیں مگر شواہد کم دئے
 ہیں۔ اس وجہ سے لغت کا بڑا حصہ اس میں ہا گیا ہے۔ ایک اور کتاب الکافی بھی اس نے تصنیف
 کی ہے جس میں انشاء پر دایمی کا بیان ہے کتاب الاعیاد وفضائل النیروز (تہواروں اور نوروز کے
 بیان میں) کتاب الامامہ جس میں وہ حضرت علی کے فضائل لکھتا اور ان سے پہلے خلفائے امامت
 کو ثابت کرتا ہے۔ کتاب الوزر کتاب الکشف عن مساویئ شجر النعیمی (جس میں وہ تنبی کے اشعار
 کی برائیاں کو بیان کرتا ہے) کتاب اشعار اللہ تعالیٰ و صفاتہ اس کی ابھی ابھی کتابیں ہیں اس کے سوا
 اس نے اور بھی رسائل بدیعہ اور اچھے اچھے شعر لکھے ہیں جہاں مجھوس کا قول ہے۔

وَقَدْ شَادَ مِنْ جَمَالِهِ تَقْصُصُ عَنْهُ صِفَتِي

وہ ہمال میں ایسے غزال ہے کہ میرا بیان اس کی صفت سے قاصر ہے۔

أَهْوَى لِتَقْبِيلِ يَدِي فَقُلْتُ قَبْلَ شَفَتِي

اوس نے چاہا کہ میرے ہاتھ کو بوسہ دے۔ میں نے کہا کہ میرے لب کو دیکھئے۔

یہ بھی اوس کی شعر میں شراب کی صفائی میں۔

سَرَّحَ الرَّجَّاجُ وَ سَرَّحَتِ الْخُمُرُ وَ شَتَّابَجَا فَتَشَاكَلَ الْأَمْرُ

شیشہ بھی روشن ہے اور شراب بھی روشن ہے۔ اور یہ باہم ایک دوسرے کے ایسے مشابہ ہیں کہ ایک ہی سی شکل معلوم ہوتی ہے۔

فَكَانَا خُمُرًا وَلَا تَخْنُجُ وَ كَانَا قَدْحًا وَلَا خُمُرًا

کبھی تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شراب ہے اور یہ الہ ہے ہی نہیں اور کبھی یہ دکھائی دیتا ہے کہ گویا پالہ ہی ہے شراب زینتی ہیں یہ بھی اوس کی شعر میں کنشیر بن احمد وزیر کے مثنوی میں کہی ہوئی جس کی گیت ابوعلی تھی۔

يَقُولُونَ لِي أَفَادَى كَيْتُ بَنِي أَحْمَدَ وَ ذَلِيلٌ مِنْ شُرَرٍ عَلَى جَلِيلٍ

لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ کنشیر بن احمد مر گیا۔ یہ تو میرے اور پڑوسی بخت مصیبت پڑی۔

فَقُلْتُ دَعُونِي وَ الْعَلَا بَيْتُكَ مَعَا مِثْلُ كُنْشِيرٍ فِي الرِّجَالِ قَلِيلٍ

میں نے اوس سے کہا مجھے اور غزوہ ملا دو نو کو چھوڑ دو۔ اوس پر ہم دونوں ساتھ ساتھ مل کر روئیگے کیونکہ رجال

میں کنشیر رہتے، کی طرح کے آدمی بہت نلیل ہیں۔

ابو الحسن محمد بن الحسن الفارسی نحوی بیان کرتا ہے کہ نوح بن منصور نے جو شایان بنی ساسان سے تھا

خفیه طور پر صاحب کو ایک رقعہ لکھ کر بولایا اور کہا کہ میں تجھے اپنا وزیر کرنا چاہتا ہوں۔ اور مالک کا انعام

تیرے حوالہ کرتا ہوں۔ مگر صاحب نے اسے منظور نہ کیا۔ اور چند عذر جو لکھے اُن میں یہ بھی لکھا کہ مجھے

صرف اپنی کتابوں کے لئے چلنے کے واسطے چار سو اونٹ درکار ہوں گے۔ اب بیان آپ خیال

کر سکتے ہیں کہ اوس شخص کا ساز و سامان کس قدر ہوگا جس کی اوس زمانہ میں کتابیں اس قدر تھیں،

اسی قدر اوس کے حالات کافی ہیں (طویل کے خوف سے اور نہیں لکھتا) تاہم تاریخ ولادت اوس کی ۱۹۸

ذی قعدہ ۳۳۵ (۳۹۳ء) ہے مگر مین یا دوسری روایت کو موجب طالعان میں پیدا ہوا تھا۔

اور شب جمعہ ۴ صفر ۳۸۵ (۳۹۵ء) میں بمقام رے اوس کی وفات ہوئی۔ پھر اوس سے

اصفہان میں لاکر ایک محلہ میں جو باب فریہ کے نام سے مشہور ہے ایک قبر میں دفن کیا۔ اوس کی قبر

اس وقت تک موجود ہے۔ اوس کی دختر کی اولاد اوس مکان کی قلعی کیا کرتی ہے۔ ابو القاسم بن ابی النخلا شاعر اصفہانی کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو خواب میں کہتے ہوئے دیکھا۔ کہ تو ایسا فاضل و شاعر ہو کر صاحب کاثر بن کیوں نہیں لکھتا۔ میں نے کہا۔ اوس کے کثرت محاسن نے میرے منہ میں لگام دیدی ہے۔ میں نہیں جانتا اوس کی کوئی خوبی سے شروع کروں اور گو کہ کوئی میری نسبت خیال کرتے ہیں کہ میں اوسے کامل طور پر لکھ دوں گا۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ میں ادا پورا پورا ادا کر سکوں گا۔ کہا اچھا تو جو میں کہتا ہوں اوس کا دوسرا مصرعہ بنا کر کہہ دے۔ میں نے کہا کہ تو اوس نے کہا۔

قَدَى الْجُودُ وَالْكَافِي مَعَا فِي حَيَاتِهِ لِيَا نَسْ كُلُّهُمْ مَا بَاخِيهِ
بخشش اور وہ شخص جو بہت ہی بڑا کافی مرئی تھا دونوں ایک ہی قبر میں سوتے ہیں کہ ایک دوسرا اپنے بھائی کی دوسرات کرے

پھر کہا۔

هَذَا أَضْطَجَبًا حَيِّنٌ تَوَدَّ أَنْفَا مِينَ لَهَا صَعِيعَيْنِ فِي لَحْدٍ بَابِ دَرِي
جب وہ زندہ تھے تو ساتھ رہتے تھے۔ پھر گھر گھر لے گئے قبر میں باب ذریہ کے پاس دونوں ساتھ ساتھ لیٹ کر پھر کہا۔

إِذَا ارْتَحَلَ الثَّوْدَانِ عَنْ مُسْتَقَرِّهِمْ مِينَ لَهَا أَقَامَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَيْسِه
گو کہ دوسرے رہنے والے اپنے مقررے کی جگہ کرینگے تو کہیں مگر وہ روز قیامت تک وہیں رہے گا۔ اس کو البیاسی نے بھی اپنے مہاسہ میں ذکر کیا ہے۔ یہ بھی میں نے صاحب کے حالات میں بڑا ہے۔ کہ صاحب کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں جس کو لوگ جیسا زندگی میں عزیز سمجھتے ہوں اوسی طرح موت کے بعد بھی عزیز سمجھیں کیونکہ جب وہ مرا تھا تو اوس کے اظہار رنج میں شہرے کے دروازہ بند کر دے گئے تھے۔ اور تمام مخلوق اوس کے قصر کے دروازہ پر جمع ہوئی تھی کہ کب جنازہ نکلے اور ہم ساتھ چلیں۔ اوس کا مخدوم فخر الدولہ اور تمام سرداران سلطنت سب سے اول آئے تھے۔ اور مانتی لباس پہنے ہوئے تھے۔ جب دروازہ سے اوس کا جنازہ نکلا۔ تو تمام آدمیوں نے لڑکھائی چھیڑ ماری۔ اور زمین کو بوسہ دیکر چلے۔ فخر الدولہ اور آدمیوں کے ساتھ آگے آگے تھا۔ پھر کئی روز تک

(۶) ابن الحمید کا اصلی نام محمد تھا۔ دیکھو تذکرہ ۶۶۸

(۷) ابوالقاسم محمد بن ابی ایہم المعروف خواف کا باشندہ اور اون علمائین سے تھا جو صاحب کی مجلس میں شریک ہو کر کرتے تھے حصہ الدولہ بھی اوس کی تحریری تصنیف تو وضع کرتا تھا (ماخوذ از یتیمہ) کچھ اشعار اس کے اوس کتاب میں بھی دئے ہیں۔

(۸) میں نے یہاں ایک سواری کا ذکر یہ لڑوایا ہے۔ تنہذیب کے خلاف تھا۔

(۹) خوافوں کے معنی ہیں کوٹنے والے اور ادن لوگوں پر اسکا اطلاق کیا جاتا ہے جو لوگ چاندی سونا کوٹتے اور سک بناتے ہیں وزیر صاحب نے جو الفاظ یہاں زیادہ کر دئے اوس سے یہ مطلب تھا۔ کہ تم نے جو درخواست دی ہے وہ بے قاعدہ ہے۔ تم لوگ تھنڈے نوپے کو کوٹتے ہو جو بالکل بے فائدہ محنت ہے۔ خوافوں فی حدیث بارہ عربی زبان کی ایک مثل ہے۔

(۱۰) یہ سورہ یوسف کی آیت ۶۵ ہے۔ ترجمہ یہاں اسی مال ہے۔ لوٹ کر ہمارے ہی پاس بھیج دیا ہے۔

(۱۱) یہ بھی قرآن شریف کی آیت ہے۔ دیکھو سورۃ المؤمنون آیت ۱۱۰۔

(۱۲) یہاں امام سے مراد وہ شخص ہے جس کو روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی حکومت حاصل ہو۔

(۱۳) خوذیر کی کتاب تاریخ الوزرا سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کشیکسی دہلی حاکم کا وزیر تھا۔

(۱۴) ابوالحسن محمد بن الحسین الفارسی نامی گرامی صرفی و نحوئی اور ابوعلی الفارسی سے مشہور شخص کی بہن کا بیٹا جو اسی اپنے ماموں کا شاگرد بھی تھا ادن علمائے مشاہیر سے تھا جنہیں صاحب نے اپنا یار غار بنا رکھا تھا شعر شاعری میں اوکل لطیفیت نہایت موزون واقع ہوئی تھی۔ یتیمہ میں اوس کے اشعار کے نمونہ کچھ موجود ہیں جس کا مصنف ثعالی کہتا ہے کہ جس وقت میں نے اپنے کتاب لکھی ہے تو ابوالحسن زندہ تھا اور جرجان میں رہتا تھا (ماخوذ از یتیمہ)

(۱۵) ابوالقاسم غانم بن ابی العلاء صفہان کا رہنے والا صاحب کا بہت بڑا دوست شاعر تھا اوس کے اشعار کے نمونہ بھی یتیمہ میں دئے ہوئے ہیں۔

(۱۶) ابوالحاج یوسف بن محمد ملک اسپین کے بنیز (بئیا) مقام میں رہتا تھا جس سے اوس کا نام بئیا ہی ہو گیا ہے ابن خلکان نے اسکا تذکرہ لکھا ہے دیکھو تذکرہ ۸۲۳۔ عربی میں سات کتابوں کا نام تھا جس سے جن میں سے ایک حارسہ ابو تمام کا ہندوستان میں بہت مشہور ہے۔

(۱۷) لفظی ترجمہ کوئی شخص صاحب کے سوا اپنی وفات کے بعد ایسا سعید نہ ہوا۔ جیسا اپنے ایام حیات میں رہا ہے۔
(۱۸) لفظی ترجمہ۔ اوصحون لئے اپنا لباس بدل لیا تھا۔

۹۴۔ ابو الطاہر اسماعیل بن خلف بن سعید بن عمران الانصاری النعمانی

نحوی اندلسی سرقسطی

علوم آداب میں امام اور فنِ قرأت قرآن میں متقن و کامل تھا۔ کتاب النحویان فی القراءات اوس کی تصنیف سے ہے جو لوگ اس فن کے ماہرین اور ان کے نزدیک یہ کتاب بڑی معتبر ہے۔ اوس نے ابو علی فارسی کی کتاب النحوی کا بھی اختصار کیا ہے۔ ابو القاسم بن بشکوال نے کتاب الفیاء میں اوس کا ذکر توحیف کے ساتھ کیا۔ اور اوس کے فضائل کا بھی کچھ تذکرہ لکھا ہے۔ یہ تمام عمر اپنے اسی اشتغال میں بسر فرماتے ہوئے نہایت کامیاب رہے۔ چھ بکشتہ مکرم ۵۵۵ھ (جنوری ۱۱۶۱ء) کو وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔
سرقسطی بفتح سین ہلہ و رائے ہلہ و ضم قاف و سکون سین ہلہ و طائے ہلہ سرقسطی کی طرف منسوب ہے جو اندلس کے مشرقی علاقہ میں نہایت ہی اچھا شہر ہے۔ یہاں بہت کثرت سے علما فضلا وغیرہ گذرے ہیں۔ اہل فرانس نے (سبرواری الفانسو) بادشاہ آراگون (۱۲۱۲ء) اسی مسلمانوں سے ۱۲۵۵ھ (۱۸۷۰ء) میں جھپین لیا ہے۔

- (۱) انصاری اور لوگون کا لقب ہے جو انصار کی اولاد میں ہیں۔ دیکھو تذکرہ ۶۲ نوٹ ۱۔
- (۲) تجوید مرث نحو معانی بیان لغت وغیرہ وہ علوم ہیں جن پر قرآن کی قراءت کی صحت منحصر ہے۔
- (۳) یعنی قرآن کے قرائتوں کے طریق۔
- (۴) اس کتاب میں قرآن کے مختلف قرائتوں کا بیان ہے۔

دہ ہرقسطی سرقسطی کا گڑا ہوا ہے قدیم زمانہ میں اس شہر کا یہی نام تھا۔ سیز جس کا دوسرا تلفظ کیز ہے جس کا معرب قیصر ہے۔ روم کا اول بادشاہ تھا۔ اور آگستس اوس کے بعد اوس کا جانشین ہوا تھا۔

۹۵۔ ابو الطاہر اسماعیل ملقب منصور بن القاکم بن المحمدی

صاحبِ افریقہ کا باقی سب حرفِ عین میں اوس کے دادا امجدی عبید اللہ کے ذکر میں آئے گا
 انشاء اللہ تعالیٰ مستعمل کا ذکر تو ہم اوپر کر چکے ہیں جو اوس کی اولاد میں ہوا ہے۔ منصور کی سبقت اسی
 ہوئی تھی جس روز اوس کا باپ القاسم اسے جس کا ذکر خُتِیم میں آئے گا وہ بہت ہی بڑا نصیب طبع
 تھا۔ بغیر سوچے فوراً خطبہ کہہ دیتا تھا۔ ابو جعفر احمد بن محمد دروزی کہتا ہے میں اوس روز منصور کے
 ساتھ گیا تھا جس روز اوس نے ابوزید کو شکست دی تھی۔ ہم دروزی برابر جہل رہے تھے اوس کے
 ہاتھ میں دونوں تھے اتفاقاً ایک گر پڑا اوس سے میں نے اٹھا کر جھاڑا اور اسے دیدیا۔ اور اسے
 نیک نال بنانے کے لئے یہ عرض کیا۔

فَالْقَتَّ عَصَا هَانَا اسْتَقَرَّ بَهَا النَّوْجُ كَمَا قَرَّ عَيْنَانَا بِالْأَيَّامِ الْمَسَاوِجِ

اوس رحمت (نے) اپنا عصا ڈال دیا۔ اور دور کا ملک اوس کا مستقر ہو گیا اس پر بھی وہ ایسی خوش ہوگی کہ میرے
 کوئی مسافر واسطی کے وقت اپنے وطن کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔

منصور نے کہا۔ تو نے وہ بات کیمن نہ کہی جو اس سے بہتر اور سچی ہے۔ وَ اَنْ حَيْثُ اَلَى مُؤَمِّلٍ اَنْ اَنْ
 عَصَاكَ فَاِذَا اَجَلِي تَلَقَّفَ مَا يَأْتِي لَكُنْ فَوَقَّعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ اَنْ نَقْبَلُ لَهْكَ اَنْ
 اَنْفَلَبُ اَصَاغِرُ مِیْنِ نے کہا مولانا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہے تو نے وہ بات کہی
 جو خاص تیرا ورثہ ہے۔ اسی طرح کی ایک اور بہت ہی اچھی حکایت ہے جو انیسویں نے سیرۃ النجاشی بن
 یوسف میں بیان کی ہے وہ کہتا ہے خلیفہ عبدالملک بن مروان نے حکم دیا کہ بیت المقدس کا ایک دروازہ
 بنائیں۔ اور اوس پر اس کا نام کہہ دیں۔ حجاج نے بھی درخواست کی کہ میں بھی ایک دروازہ بنالوں۔
 عبدالملک نے اجازت دیدی۔ اتفاقاً بجلی گری عبدالملک کا دروازہ غارت ہو گیا۔ حجاج کا باقی رہ گیا۔
 عبدالملک کو سخت ناگوار لگدا۔ حجاج نے اوسے لکھا۔ میں نے سنا ہے آسمان سے آگ نازل ہوئی۔
 امیر المومنین کا دروازہ جل گیا۔ مگر حجاج کا دروازہ نہ جلایا۔ یہ ہماری آپ کی بعینہ ایسی ہی مثال ہے جیسے
 آدم کے دونوں بیٹوں کی اذ قَرَابَرًا قَرَابَرًا قَتْلُ بَنِي اٰدَمَ قَتْلُ بَنِي اٰدَمَ قَتْلُ بَنِي اٰدَمَ عبدالملک
 کا رنج و طلال سے منکر جہاں منصور کو اوس کے باپ (قاسم) نے ابوزید خاجہ یعنی باغی کی زبان پر
 سنا کر کیا تھا یہ ابوزید خنک بن کیداد اباضیہ فرقہ کا آدمی تھا۔ دیکھنے کو بڑا زبردست تھا۔ مگر رفتہ رفتہ
 خدا کا دشمن تھا۔ تو کہ ہے کے سو کسی چیز پر سوار ہوتا۔ اور نہ کل کے سوا اور کوئی لباس پہنتا تھا۔

منصور کے باپ سے اور اوس سے بہت لڑائیاں ہوئی تھیں۔ قیروان کے تمام شہروں پر اوس نے قبضہ کر لیا تھا۔ قائم کے پاس ٹہنڈیہ کے سوا اور کوئی مقام باقی نہ رہا تھا۔ ابو یزید اس جگہ پر بھی آیا۔ اور اوس کا محاصرہ کیا۔ چنانچہ حصار میں ہی قائم مر گیا۔ منصور اوس کا قائم مقام ہوا۔ اور لڑائی پر خوب جا رہا باپ کی موت کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ اور ایسے انتقال سے حصار کو برداشت کیا کہ ابو یزید مہدیہ سے لوٹ گیا۔ اور ٹونسہ پر جا کر محاصرہ کیا۔ منصور مہدیہ سے نکل کر ٹونسہ پر پہنچا۔ اور شکست دیکر ایسا بھاگایا کہ کچھ مدت بعد بروکیش بنہ ۲۵ محرم ۳۶۷ (اگست ۹۷۸ء) کو اوس سے گرفتار کر لیا۔ لڑائی میں ابو یزید کے کچھ زخم لگیا تھا۔ چار روز کے بعد اوس سے مر گیا۔ منصور نے اوس کی کھال کھینچ کر رولی بہر وادی اور بربر راہ لٹکا دیا۔ پھر حبان یہ لڑائی ہوئی تھی اوس جگہ ایک شجر مبارک اوس کا نام منصور یہ رکھ دیا۔ اور وہیں وطن اختیار کر لیا۔

منصور بڑا شجاع دل کا مضبوط اور نہایت بلند تھا۔ بغیر سوچے فوراً خطبہ کہہ کر اٹھتا تھا۔ ایک مرتبہ رمضان ۳۶۷ (مارچ ۹۷۵ء) میں منصور یہ سے تفریح طبع کے لئے جُلُو لُگو گیا۔ اوس کی ٹوٹی قضیب بھی اوس کے ساتھ تھی جس کو وہ بہت پیار کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اون پر اُسے بہت کثرت سے برسے اور بڑی شدت کی ہوا چلی۔ اس لئے وہ منصور یہ کو ٹوٹا۔ سروی نے اوسے بہت ستایا۔ اور حبابی قوت کو بولایا۔ اوس کے ہمراہی کثرت سے مر گئے۔ وہ خود بھی جب منصور یہ پہنچا تو بیمار ہو گیا۔ بروز جمعہ آخر شوال ۳۶۷ (مارچ ۹۷۵ء) کو مر گیا اس کی بیماری کا سبب اس طرح ہوا تھا کہ جب وہ منصور یہ میں پہنچا تو چاہا کہ حمام کو جائے اسحاق بن سلیمان اسرائیلی اوس کے طبیب نے اوسے نہانے سے منع کیا۔ مگر اوس نے نہ مانا۔ حمام میں گیا۔ اس سے حرارت غریزہ فنا ہو گئی۔ اور بے خوابی پیدا ہو گئی۔ اسحاق اوس کا علاج کرنے لگا۔ مگر بے خوابی اوسی طرح باقی تھی۔ جاتی ہی نہ تھی۔ منصور یہ بہت ناگوار گذرا۔ اپنے خدمتگداروں سے پوچھا کہ قیروان میں کوئی اور بھی طبیب ہے کہ اس مرض سے مجھے نجات دے۔ کہا ایک نوجوان ابھی چند روز سے نکلا ہے جس کا نام ابراہیم ہے۔ منصور نے اوسے بولایا۔ جب وہ آیا تو سب حال بیان کیا۔ اور اپنے مرض کی شکایت کی۔ اوس نے کئی خواب آور و آئین اوسے دیں۔ اور ایک خیشے میں آگ پر رکھ کر سوچنے کو کہا۔ جب کچھ دیر سوچا تو سو گیا۔ ابراہیم یہ دیکھ کر خوش خوش باہر نکل آیا۔ پھر اسحاق آیا۔

اور جاہا کہ اندر جائے خدام نے کہا بادشاہ سوتا ہے۔ اوس نے کہا اگر کوئی دوا اوس کو خواب آور
دی گئی ہے تو وہ مر گیا ہوگا۔ لوگ اندر گئے۔ جا کر دیکھیں تو صراٹھا ہے۔ اس پر (ہوا خواہوں نے)
چاہا کہ ابراہیم کو قتل کر دیں۔ اسحاق نے کہا اوس کا کیا گناہ ہے اوس نے وہی دوا دی جو اطباء
نے اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔ اوسے اصل مرض نہیں معلوم تھا۔ اور تم نے اوسے بتایا نہیں
میں تو اوس کا اس طرح علاج کرتا تھا۔ کہ حرارت غریزیہ کو اوس سے تقویت ہوتی تھی اور اسی سے
اوسے نیند پیدا ہو جاتی۔ مگر جب ایسے علاج ہوا۔ کہ حرارت غریزیہ کچھ لگئی۔ تو میں جان گیا کہ وہ مر گیا
ہوگا۔ غرض اسے مرنے کے بعد مہندیہ میں دفن کیا۔ اوس کی تاریخ ولادت سن ۳۲۷ (مکمل ۷۷۷)
یا سن ۳۲۷ ہے۔ قیران میں پیدا ہوا تھا۔ سات برس ۶ یوم حکومت کی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۱۱) فریقہ بکسر ہمزہ و سکون فاوار کے مہملہ مکسورہ و سکون یا کے تحتانی و کسر قاف ویا کے تحتانی بلاد
مغرب میں ایک تعلیم علیہم کا نام ہے جو حضرت عثمان کی خلافت میں فتح ہوئی تھی۔ پہلے تو اوس کا
دارالملک قیران تھا مگر اب تونس ہے۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۳۳۰

(۲) دیکھو تذکرہ ۷۳

(۳) دیکھو تذکرہ ۶۵۷

(۴) قس عیدنا۔ یعنی خوش ہوتا ہے۔ یہ جملہ عربی میں اکثر بولا جاتا ہے۔ ابو الفدا نے لکھا ہے۔ کہ اس مثل کے
بانی مؤرخ بن حمار البارتی کا ذکر کتاب الاغانی میں آیا ہے۔ مگر مجھے یہ متادم ملا نہیں۔ انقی اعصا کے معنی ہیں اوس
نے اپنا نژاد لایا۔ یعنی سفر موت کہ وہ عربی ایک عربی مثل ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اور تم۔ یعنی وہی کی طرف سے بھی کہ تم بھی اپنی لاش میں اپنے ان میں ڈال دو۔ موسیٰ سن۱۱۷۱
تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ جو بادوگر دن نے جھوٹا کوٹ لے۔ مانچا ناکے تھے اور انکے سب کوٹنے جا رہی ہے
پس جو حق بات تھی وہ سب پر ثابت ہو گئی۔ اور جو کہ بادوگر دن نے کیا تھا وہ سب لمبا سیٹ ہو گیا پس فرعون
اوس کے لوگ اوس کھاڑے میں مارے اور ذلیل و خوار ہو گئے۔ - رد الاعراف آیت ۱۴ تا ۱۶ -

(۶) یہ بھی ابو عیسیٰ بن القتی کے نام سے مشہور ہے۔

(۷) ترجمہ جب دونوں (دائیل و قایل) نے فیاضین چڑھائیں تو ان میں سے ایک (دائیل) کے قبول ہوا اور

دقائق کی قبول نہیں ہوئی۔ سورہ امدہ آیت ۳۰۔

(۸) ابو الغدا نے اپنی تاریخ میں رحمۃ اللہ علیہ کی تحت میں ابو یزید کے خروج ہجرت اور موت کا کچھ حال لکھا ہے اور کیا وہ کاغذ اوس میں کنداز ہے جو مصنف نے اپنے ہاتھ سے اوس پر نقطہ اور اعراب لگا دئے ہیں۔ ابو یزید کا لقب صاحب الحار تھا۔ گدھے کے سوا وہ اور کسی جانور پر سوار نہیں ہوتا تھا۔ از ابن الانبار (ابا ضیہ فرقہ کا بانی عبداللہ بن اباض تمیمی تھا جس نے تبکاء واقعہ میں بن محمد بن جوفاندان بنی امیہ کا مشرقی کا آخری خلیفہ تھا بغاوت کی تھی۔ نویری سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرقہ قرطبہ میں بہت پہلے زمانہ سے ہے۔ غلبی خاندان کے حاکم کو بھی اس سے بہت تکلیف و تکلیف پڑی تھی جو بانی اپنی تعریفیات میں کہتا ہے کہ اس فرقہ والے اون تمام لوگوں کو کاغذ سمجھتے ہیں جو اون کے عقیدہ کو نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص کما کر کاغذ کرتا ہے وہ سوحد تو رہتا ہے۔ مگر وہ من نہیں رہتا کیونکہ اعمال بھی ایمان کا جزو اور نیک نزدیک حضرت علی اور ابو بہت صحابہ رسول مقبول کا فرستے۔ انکے عقائد کی تفصیل ملنے غل غل ہرستانی میں دیکھنا چاہئے۔ (۹) اس طبیب کا ذکر مشہور ساسی نے ترجمہ تاریخ عبداللطیف میں کیا ہے۔

۹۶۔ ابو المنصور اسماعیل ملقب ظفر بن الحافظ بن محمد بن المستنصر بن الظاہر بن الحاکم بن العزیز

بن المعز بن المنصور بن القائم المہدی

کی معیت جس کے والد المنصور کا حال ہی اب ذکر کیا چکے ہیں اس کے باپ حافظ کی وصیت کے بموجب اسی روز ہوئی تھی جس روز وہ مرا ہے۔ عمر میں یہ اپنے باپ کے سب بچوں سے چھوٹا تھا مگر بہو و لعب میں اور گانے بجانے اور لونڈیوں کے ساتھ عیش و عشرت میں ہمیشہ پڑا رہتا تھا۔ نصر بن عباس بن اوس کو بڑی محبت تھی جو عباس اور سکافور تھا جس کا ذکر عادل علی بن سلالہ کے بیان میں آیا۔ اشیاء اللہ نصر نے اسے ایک مرتبہ اپنے باپ کے گھر بلایا کہ سب لوگوں سے چھب کر آئے۔ کوئی دیکھے نہیں یہ مکان اس وقت تک موجود ہے اور اس میں مدرستہ خفیہ جو رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہے۔

جاری ہے اس مقام پر نصر نے اسے قتل کر کے چھپا ڈالا۔ اس کا قصہ مشہور ہے۔ یہ واقعہ نصف محرم یا دوسری روایت کے بموجب شب بختینہ سلخ محرم ۴۲۵ھ (اپریل ۱۰۳۵ء) کا ہے۔ اس کی ولادت قاہرہ میں نصف یا اول ماہ ربیع الاول ۴۲۵ھ (۱۰۳۵ء) میں ہوئی تھی۔ موت و شکل کا بہت خوبصورت تھا جس نے اسے قتل کر دیا تو اسی شب کو اپنے چچا بس پاس آکر ارادے خبر دیدی اس کے باپ نے بھی اسے

مارڈالنے کا حکم دیا تھا۔ نصرانوں کا نہایت عین و جیل تھا لوگ اسے ظافر سے متہم کرتے تھے۔ باپ نے کہا تو اس کی صحبت میں رہ کر اپنی عزت کھو دی ہے۔ لوگ تمہاری نسبت طرح طرح کے گمان کرتے ہیں۔ اسے مارڈال تاکہ اس تہمت سے تجھے نجات مل جائے۔ اس واسطے اسے مارڈالا۔

جب جمع ہوئی عباس قصر شاہی کے دروازہ پر گیا۔ اور کہا مجھے ایک بڑا ضروری کام ہے بادشاہ پاس جانا چاہتا ہوں۔ خادموں نے ظافر کو جا کر دھونڈھا۔ جہاں جہاں رات کو رہتا تھا۔ سب جگہ دیکھا مگر وہ کہیں نہ ملا۔ تو کہا ہمیں نہیں معلوم۔ ظافر کہاں ہے۔ یہ سنئے ہی عباس سواری سے اتر پڑا۔ اور اپنے معتبر آدمیوں کو لیکر قصر میں گیا۔ اور خدام سے کہا ہمارے بادشاہ کے دونوں بہائیوں کو لاؤ۔ وہ جبریل اور یوسف کو لائے۔ اور اسے پوچھا ظافر کہاں ہے۔ انہوں نے کہا اپنے بیٹے سے پوچھو وہ اسے ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ وزیر نے اون کی گردن میں مروادین۔ اور کہا انہیں لے اسے مارڈالا ہے۔ یہ اس قصہ کا خلاصہ ہے۔ مگر فارغیہ بن انظافر کے حال میں میں نے اس کے زیادہ تفصیل کی ہے۔ واللہ اعلم۔

جامع ظافر جوقاہرہ میں باب نزدیک کے اندر ہے اس کے نام سے منسوب ہے۔ اسی نے اسے بنایا تھا۔ اور بہت کچھ اس کے لئے وقف کیا تھا۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۲۵۸

(۲) اس مدرسہ کو سیوفیہ اس واسطے کہتے تھے کہ وہ متوق الشیخ فیہین (بازار شیخ سازان یا تیغ فروشان) کے قریب واقع تھا۔ از مقررہ می۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۴۸۷۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۲۱ نوٹ ۶۔

۹۷۔ ابو عمر و اشہب بن عبد العزیز بن داؤد بن ابراہیم القشیری الجبلی

قبیلہ قیس کے بطن نجد سے مالکی فقیہ مہر کار بننے والا تھا۔ پہلے امام مالک رضی اللہ عنہ سے اور پھر اہل مدینہ اور اہل مصر سے فقہ سیکھی تھی۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اگر اشہب میں ظفیش اور قصہ نہ ہوتا تو وہ مسیح بڑہ کر میری نظر میں کوئی فقیہ نہ تھا۔ ابن القاسم اور اشہب میں منافست ہو کر تھی دہر ایک اپنے کو بڑا اور زیادہ لائق سمجھتا تھا مگر جب ابن القاسم مر گیا۔ تو مصر میں اشہب ہی رئیس الفقہا ہو گیا۔ یہ مصر میں شافعی

۶۷۸ھ میں پیدا ہوا تھا۔ مگر ابو جعفر الجوزجانی تاریخ میں لکھا ہے کہ وہ ۶۸۱ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۷۲۸ھ میں (۸۲۷ھ) میں امام شافعی سے ایک مہینہ یا اٹھارہ روز کے بعد مرا۔ امام شافعی کا انتقال ۳۰۔ جب کہ اسی سن میں ہوا تھا۔ اشہب مصر میں مرا۔ اور قرائۃ صغریٰ میں مدفون ہوا۔ میں نے اوس کی قبر کی زیارت کی ہے۔ ابن القاسم کی قبر کی بار بار ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ کہتے ہیں کہ اوس کا نام منکین تھا۔ اشہب دشیر) اوس کا لقب ہے۔ مگر اول روایت صحیح ہے جو کہ یہ امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے اور میں یہ نہ تھے۔ ابو عبد اللہ قضاہی نے کتاب خطۃ مصر میں لکھا ہے کہ شہر میں اشہب بڑا رئیس اور بہت مالدار شخص تھا۔ امام مالک کے اصحاب میں ایسی وسیع نظر کسی کی نہ تھی۔ شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں میرے نزدیک مصریوں میں اوس کا مثل نہیں اگر اوس میں طیش اور غصہ نہ ہوتا تو کیا اچھا تھا۔ شافعی نے مصر میں امام مالک کے اصحاب میں سے سچے اشہب اور ابن عبد الحکم کے اور کسی کو نہیں دیکھا۔ ابن عبد الحکم کہتا ہے میں نے سنا کہ اشہب شافعی کی موت کی دوا لگتا ہے۔ میں نے شافعی سے اس کا ذکر کیا۔ او شخصوں نے کسی کے یہ اشعار مثال کے طور پر پڑھے۔

كَمْ تَجَالَى أَنْ أَمُوتَ وَإِنْ أَمُتَ فَلَكَ سَبِيلٌ لَسْتُ فِيهَا بِلَا أَحَدٍ

گو کہ چاہتے ہیں کہ میں مراؤں۔ اگر میں مر ہی گیا۔ تو یہ ایک ایسا راستہ ہے کہ میں ہی اوس میں کیسلا نہیں دگیا، ہوں۔
فَقُلْ لِلَّذِي يَعْنِي خِلَافَ الَّذِي مَضَى تَزَوَّجْ لِلْآخِرَىٰ غَيْرَهَا فَكَأَنَّ قَدْ
جو شخص اوس کے خلاف پاتا ہے جو گزر گیا ہے اوس سے کہہ دو کہ حیات دنیا کے سوا آخرت کے واسطے کچھ زاد راہ تیار کر تو قریب قریب (اپنی مرا کو پہنچا لگا)

وہ کہتا ہے کہ شافعی مر گئے تو اشہب نے اون کے ترکہ سے ایک غلام خریدا۔ پھر اشہب مر گیا تو میں نے اشہب کے ترکہ سے غلام کو مول لیا۔

ابن یونس نے اپنی تاریخ میں اوس کا ذکر کیا۔ اور کہا ہے کہ اشہب قبیلہ قیس کے شعبہ بنے عامر اور بطن بنی حنیڈ سے تھا اور اوس کی کنیت ابو غزتمی۔ مصر میں اول درجہ کے فقہاء اور ذورائے لوگوں سے تھا ۳۱۱ھ (۷۳۸ھ) میں پیدا ہوا۔ اور بروز شعبان ۲۲ شعبان ۳۲۸ھ (۸۴۱ھ) میں وفات پائی۔ وہ اپنی داڑھی میں لگایا کرتا تھا۔ محمد بن عاصم النعمانی کہتا ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ وہی شخص کہتا ہے اے محمد۔ میں نے جواب دیا ہاں کہا۔

ذَهَبَ الْكَزْبُ يُقَالُ عِنْدَ فِرَاقِهِمْ كَيْتَ الْيَلَدِ بِأَهْلِيهَا تَصَدَّقُ

وہ لوگ چلے گئے جن کے فراق کے وقت کہا کرتے ہیں کہ اوں کے بعد ملک ملک والوں سمیت غارت ہو جائے گا۔
وہ کہتا ہے کہ اس وقت ایشب بیلر تھا۔ میں نے کہا مجھے بڑا خوف ہے کہ میں ایشب نہ مر جائے۔ چنانچہ
اسی مرض سے ایشب مر گیا و اللہ اعلم۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۵۲۲۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۳۳۵۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۵۳۰۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۲۴ نوٹ ۱۲۔

(۵) فکان قد یہر لیک محاورہ ہے۔ یہاں نلت مراد کہ اس کے بعد مقدر ہے۔

(۶) ہمیشہ سے جو ہوتا آیا ہے اوس کا خلاف ہمیشہ کی خوشی ہے۔

۹۸۔ ابو عبد اللہ اصْبَغُ بن الْفَرَج بن سَعِيد بن نَافِع مِصْرِي مالِکِی فقیہ

نے ابن القاسم ابن وَثْب اور ایشب سے فقہ پڑھی تھی۔ عبد الملک بن الماجشون نے اوس کے
حق میں کہا ہے کہ مصر میں اصْبَغ کا نظیر نہیں پیدا ہوا کسی نے کہا۔ ابن القاسم بھی اوس کا نظیر نہیں۔ کہا ابن
بھی اوس کا نظیر نہیں۔ کہا ابن القاسم بھی اوس کا نظیر نہیں ہے۔ وہ ابن وَثْب کا کاتب تھا۔ اور اوس کا
دادا نافع عبد العزیز بن مروان بن عبد الحکم اموی کا آزاد کردہ غلام اور مصر کا والی تھا۔ اصْبَغ نے بروز یکشنبہ
۲۶ روال ۲۵۸ھ (۲۷۸ھ) کو یا بعض کے قول کے بموجب ۲۵۸ھ یا ۲۵۹ھ کو وفات پائی ہے۔
رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اصْبَغ بفتح حمرہ و سکون صاد و ملام و فتح بائے موحده و غین مجمده۔

(۱) ابن القاسم کے لئے دیکھو تذکرہ ۳۳۵۔ اس وہب کیلئے دیکھو تذکرہ ۳۰۰۔ ایشب کے لئے دیکھو تذکرہ ۹۷۔

(۲) کاتب یعنی شفیق یا مستند۔

(۳) عبد العزیز کو اوس کے باپ مروان بن الحکم نے مصر کا والی ۲۵۸ھ (۲۶۸ھ) میں مقرر کیا تھا اور اسے صرف نماز میں ہی
التم ہونے کا اختیار تھا۔ اوس وقت صرف والیوں کا ہی حق ہوتا تھا بلکہ اوسے حاصل وصول کرنے کا بھی اختیار تھا۔

ہو گیا تو ۴۹۵ھ (سنت ۸۷) میں آق سقز کو وہاں مقرر کر دیا تھا۔ پھر اسی سلطان محمد نے ۴۹۹ھ میں اسے
محاصرہ تکریت پر بھیجا۔ جہاں کیتبا دبن ہزار اسپ الدلی جو فرقہ باطنیہ میں شمار ہوتا تھا مالک ہو رہا تھا۔ آق سقز تیار
کر کے جب سندھ کو زمین روانہ ہوا۔ اور محرم ۸۷۵ھ تک کیتبا کو محصور رکھے پڑا رہا۔ جب فتح کے قریب ہو گیا
تو سیف الدولہ صدقہ آیا۔ اور قلعہ فتح کر لیا اور کیتبا و اپنے اموال و ذخائر لیکر اس کے ساتھ ہولیا۔ مگر جب
حکمہ میں پہنچا تو کیتبا و مر گیا۔

جب مودود کے قتل کی خبر سلطان محمد کو پہنچی تو اس نے آق سقز کو موصل کی طرف جانے اور فرنگیوں
سے شام میں لڑائی کی تیاری کرنے کا حکم دیا۔ جب آق سقز موصل میں پہنچا تو اس کا مالک ہو گیا۔ تو اس
نوراکے سامان کئے اور فرنگیوں کو حلب سے نکال دیا۔ جنہوں نے وہاں کے لوگوں پر بہت سختی سے حملہ
کر رکھا تھا۔ پھر موصل کو لوٹ آیا۔ کچھ دنوں بعد اسی جگہ قتل ہو گیا۔ بہت شخص دولت سلجوقیہ کے اکابر سے تھا۔
ان میں اس کی بڑی شہرت تھی۔ اسے باطنیہ فرقہ والوں نے موصل کی جامع مسجد میں بروز جمعہ ۹ ذی قعدہ
۵۲۰ھ کو قتل کیا تھا۔ مگر ابن الجوزی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ باطنیہ فرقہ والوں نے اسے
مقصود جامع مسجد موصل میں ۵۱۷ھ میں مارا تھا۔ لیکن علامہ ۵۱۷ھ بتاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ جامع
مسجد میں آکر صوفیوں کی تحسین میں بیٹھ گئے تھے۔ جب وہ نماز سے مڑا۔ تو وہ اٹھے۔ اور اسے
زخمی کر کے بیدم کر دیا۔ یہ ماہ ذی قعدہ کا واقعہ ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے انکے اتصال میں بہت
کوشش کی تھی اور انکے پیچھے پڑ کر انکے بہت لوگوں کو قتل کر دیا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اس کے سبب
اوسکا بیٹا عز الدین مسعود والی ہوا۔ یہ بھی بروز شنبہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۵۱۷ھ (جولائی ۱۱۷۷ء) کو
مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ پھر عماد الدین زنگی ابن آق سقز حاکم تذکرہ ۹۹۹ھ جس کا ذکر آئندہ (تذکرہ ۱۲۳۱ھ)
صرف رائے معجمہ میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ والی مقرر ہوا۔

برہنہ شیخی بصرہ کے مودود و سکون رائے مہملہ و نہنم مہملہ وقاف نہیں معلوم کہ کس چیز کی طرف منسوب ہے
سنتھانی نے اس کا کچھ حال نہیں لکھا ہے اس تحریر کے بعد پھر مجھے برہنہ کی طرف نسبت کا حال معلوم
ہو گیا یہ برہنہ سلطان مظفر بیک ابی طالب محمد کا جس کا ذکر آئندہ آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ ملاوک تھا۔
دولت بیلجوتیہ میں اوس کا بڑا اعزاز تھا اور انکے اعیان میں معدود ہوتا تھا

(۱) اسبہ سالار یا اسفہ سالار یا اسفہ سالار فارسی لفظ ہے سالار کا معرب ہے۔

(۳) دیکھو تذکرہ - ۶۶۴ -

(۲) بابلیہ فرقہ کو اسٹراٹینز فرقہ بھی کہتے ہیں وہ مالک پرپ میں حیشیشہ کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ ایسا ہولناک فرقہ ہے کہ ایک زمانہ میں ان سے تمام دنیا کا بادشاہ خوف کھاتے تھے۔ یہ بہت بڑے سفاک تھے۔ اسلام کو اسنے بڑے بڑے نقصان پہونچے ہیں سرسوسی ساسی نے اپنی ایک کتاب میں انکا خوب بیان لکھا ہے۔

(۴) دیکھو تذکرہ - ۷۷ نوٹ ۴ -

(۵) دیکھو تذکرہ - ۱۰۷ -

(۶) صدقہ اور کیقباد دونوں نے باہم سازش کر لی تھی۔ اس وقت آق سنقر کو نہایت درجہ کی مایوسی ہوئی ہوگی۔ کیونکہ تکریت کے فتح ہونے پر سلطان محمد نے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ مگر آق سنقر کے ہی قبضہ میں رہے گی۔ (از ابن الاثیر الجزری)

(۷) بڑے بڑے مساجد میں ایک چھوٹا سا احاطہ جنگل لگا کر بنالیا جاتا تھا اس سے مقصود یہ کہتے ہیں۔ بادشاہ اور دایا ملک نماز اوسی میں جا کر پڑھتے تھے تاکہ شرمین کے حلقہ سے محفوظ رہیں لیکن جب سے بدوق نکل ہی ہے اوس زمانہ کا مقصود بھی کارآمد نہیں رہا ہے گو بعض بعض ترکی مساجد میں ترمیم کر کے مقصود آج کل کا مناسب حال بنا گئے ہیں مگر پھر بھی حفاظت کا پورا پورا بندوبست نہیں ہو سکتا ہے۔

(۸) دیکھو تذکرہ - ۶۶۲ -

۱۰۱ - ابو الصلت اُمیہ بن عبد العزیز بن ابی الصلت اندلسی دانی

علوم ادب میں بڑا فاضل تھا ایک کتاب اوس نے ثعالبی کے مثنویۃ الدہر کے اسلوب پر تصنیف کی ہے جس کا نام الحی لقیہ رکھا ہے فن حکمت کا بھی بڑا عارف تھا۔ اسی لئے اوسے ادیب حکیم کہتے تھے۔ علوم و اہل میں بھی خوب ماہر تھا۔ اندلس کو چھوڑ کر ٹورسکندریہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ عماد کا تب نے جزیرۃ میں تشریف کے ساتھ اوس کا ذکر کیا ہے اور کچھ نظم بھی اوس کی نقل کی ہے۔ اوس میں بیہ شعر بھی ہیں۔

إِذَا كَانَ أَحَدُنَا مِنْ أَهْلِ الْعَالَمِينَ أَقَا مِی

بیکہ میری اصل زمین سے ہے تو کل زمین میرا ملک ہے اور کل عالم کے لوگ میرے قریب ہیں پرستہ دار ہیں۔

وَلَا بُدَّ لِي أَنْ أَسْأَلَ لِعَيْنِ حَاجَةً تَشْتَقُّ عَلَى شَهْدَةِ الدُّرَى وَالْعَوَاكِيبِ

اس لئے مندر ہے کہ میں ادنیٰوں سے ایک ایسی حاجت کی درخواست کروں جس کا کرنا میری بلند افضلیت و طاقت کو بخشتی
شاقی ہو۔

مگر یہ دونوں یقین مجھے اوس کے دیوان میں نہیں ملیں۔
یہ بھی اوس سب سے اوس کے شعراء میں ذکر کئے ہیں۔

وَكَاثِلَةٌ مَا بَالَ مِثْلًا حَامِلَةً أَنْتَ ضَعِيفُ الرَّاكِبِ أَمْ أَنْتَ عَاجِزٌ

اور کہنے والے نے کہا کہ تجھ سا آدمی گمنامی کے گوشہ میں کیوں بڑا ہے۔ کیا تیری رائے ضعیف ہو یا (بدن کا) عاجز

نُصِصْتُ لَهَا ذَنْبِي إِلَى الْقَوْمِ أَنْتَنِي لِمَا كُفِّرُوا عَنْهُ وَهُمُ الْمَجْدُ حَائِزٌ
میں نے کہا یہ اگر تھ اون لوگوں کے سامنے یہی ہے کہ جو یاقین اون میں نہیں وہ مجھ میں ہیں۔

وَمَا قَاتَلْتَنِي سِوَى الْخَطِّ وَخَدِّهِ وَأَمَّا الْمَعَالِي فَهِيَ عِنْدِي غَرَارٌ

میرے ایک نصیب کے سوا اور کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے ذلیل ہو۔ بزرگیان تو میرے پاس بہت کثرت سے ہیں۔
یہ قطعہ بھی اوس کے دیوان میں نہیں ملا۔ واللہ اعلم۔ یہ بھی اوس کے ہیں۔

جَدَّ لِي لَيْسَ وَغَبْتُ لُحْمٌ مِصْرِي وَمَا الْكُرْكُشُ

میرے دل سے اوس نے سچ باتیں بھی کہیں اور کھلتی بازی بھی کی۔ پھر بلدیہ بالکل بے پروا۔

وَأَحْرَبًا مِنْ شَادِنٍ فِي عُقْدِ الصَّبْرِ لَفْتُ

وہ غزال کیسا دیر ہے۔ صبر کی گرہوں کو دستر سے پہونک مار کر توڑ دیتا ہے۔

يُشْتَلُ مِنْ شَاءَ بَعْدَ نِيَةٍ وَمِنْ شَاءَ بَعَثُ

اپنی آنکھوں سے جسے چاہتا ہے قتل کر دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے جلا اور بھاتا ہے۔

فَأَيُّ وَدَّ لَمْ يَخُنْ وَأَيُّ عُقْدٍ مَا كَلْتُ

کوئی دوستی ہے کہ اوس میں خیانت نہ کی ہو اور کوئی عہد ہے کہ اوس سے نہ توڑا ہو۔

یہ بھی اوس کے ہیں۔

دَبَّ الْعَدُوُّ أَمْرًا يَجِدُ لَمْ أَسْتَنْفِ عَنْ لَيْمٍ مَكْبَسِي بِالْبَرِّ وَالْأَسْتَنْفِ

عدو اوس کے خضارہ پر آتا ہے۔ چلے یہ لڑوٹ بڑا مشکل ہے (دل کو) ٹھنڈا کرنے والے اور خوشنما نہیں کئے

جو شعر ان کے ہیں

لَا عِزَّ لِمَنْ خَشِيَ الرَّدَّ إِلَىٰ نَفْسِهِ قَاتِلِ لِقَوْمٍ قَاتِلِ لِقَوْمٍ

نہیں بھی اوس کی شہزادہ سے اس کے بوسہ سے ہلاکت کا خوف ہوا ہو۔ لعل دہن بچہ کیلئے قسم قاتل ہوتا ہے۔

وَمَنْ مَّقَمَتْ شَرَكْتَ مَحَامِلُ وَجْهِهِ مَا مَجَّ فِي الْكَاسِ مِنْ ابْرِيقِهِ

اور ایک پتلی کمرانی ہے جس کے چہرہ (حسین) کے خربان اوس (دختر) میں شریک ہو گئے ہیں جو اس سے اپنے صراحی سے پیالہ دین ڈالی ہے۔

فَيْفَعَلُهَا مِنْ مُقَلَّتَيْهِ قَوْلاً نَفَا مِنْ وَجَلَّتْ سِيَهُ وَطَعَمَهَا مِنْ رِقِيهِ

چنانچہ اوس (شراب) کے کام (نشر کے) اوس کے آنکھوں کے سے ہیں اور اوس کا رنگ اس کے رخساروں کا اور اوس کا مزہ اوس کے لعل دہن کا سا

اور کتاب الخیر کے بیان الحسن بن ابی النخعثا دین یہ اشعار بھی اوس کے لکھے ہیں۔

كَيْفَ يَصْنَعُ الْبَطْلُ الْإِصْدَاحَ كَيْفَ يَصْنَعُ الْبَطْلُ الْإِصْدَاحَ

بچہ تعجب آتا ہے کہ تیرے آنکھ (نظر) جو ایسے ضعیف (دوبار) ہے کیونکر دلا اور مغرور گردن بلند ون کو شکستہ کر لیتی ہے۔

يُفْعَلُ فَيُنَايَ هُوَ فِي خَمَلٍ مَا يَفْعَلُ السَّيْفُ إِذَا جَرَّ دَا

وہ (پوٹوں کے) بیان میں رکھو کام ہمارے ساتھ کرتے ہیں۔ جتلاور بیان سے نکالنے کے بعد کرتے ہیں۔

اوس کی نظر بہت کثرت سے ہے اور اچھی ہے۔ اخیر وقت میں وہ تہذیب کو چلا گیا تھا۔ اور اوس کی جگہ برادر شہنشاہ

الکیم تاریخ محرم ۱۱۲۵ھ (۲۲۱) اکبر ۱۱۲۵ھ (۲۲۱) محرم ۱۱۲۵ھ کو انتقال کیا۔ مگر عادی نے خریدہ میں لکھا ہے

کہ قاضی فاضل نے کتاب التہذیب (تصنیف ابوالصلت) مجھے دی تھی۔ اوس کے آخرین لکھا تھا کہ برادر

دو شہنشاہ ۱۲ محرم ۱۱۲۵ھ کو مر رہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ لیکن اول روایت صحیح ہے۔ اکثر لوگ یہی کہتے ہیں۔

اور یہی بات رشید بن الزبیر نے بیان میں لکھی ہے۔ وہ تہذیب میں مرا تھا۔ اور تہذیب میں دفن ہوا تھا۔ اس

مقام کا ذکر شیخ بیہ اندر البیہیری کے بیان میں ہوا ہے کہ جل کر مر گئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ چند

بیتیں اوس نے اپنے آخری وقت میں کھی تھیں اور وصیت کی تھی کہ اوس کی قبر پر کبھی جائیں۔

سَلَكْنَاكَ يَا دَا أَسْرَ الْفَنَاءِ مُدَمَّرًا قَا يَا قِيَّ اسْلُ ذَا أَسْرَ الْبَقَاءِ أَصْدُو

اے وارفتا جب میں تمہیں رہا تو مجھے خوب غم رہا تھا کہ ایک دن دارالبعثت ضرور جاؤں گا۔

وَاعْظَمُهُ مَا فِي الْأَمْرِ أَتَى صَابِرٌ إِلَى عَادِلٍ فِي الْحَكْمِ لَيْسَ يُحْسِنُ

مگر جو اس امر میں سب سے بڑی بات ہے وہ یہ ہے کہ مجھے ایک ایسے شخص کے روبرو جانا ہے جو بہت بڑا عادل ہے اور اسے حکم میں کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

فَبَالَيْتَ شَغْرِي كَيْفَ الْقَتْلِ عِنْدَهَا كَوْنِي قَلِيلٌ وَالذُّقُبُ كَثِيرٌ

کاش میں یہ جانتا کہ اس مقام پر اس سے کیسے ملوٹکا۔ میرا زادراہ تو قلیل ہے اور گناہ بہت کثرت سے ہیں۔

فَإِنْ أَلْكُ حُجْنٌ يَأْبَدُ نَجْنٌ كَارِئٌ يَسْتَحْقِبُ الْمُنْجِنِينَ حَسْبُ يَوْمِ
اگر مجھے میرے گناہوں کے برابر بد لا ملا تو میں جانتا ہوں کہ وہ حکم صحیح ہے کیونکہ گناہ گاروں کو جو بدترین سزا دی جائے

میں اوسکا سزا جو بہت بڑی ہے۔

وَإِنْ يَلُكُ غَفُورٌ مِنْهُ عَقْبِي ذَرَّحَتَهُ فَتَحَمَّ كَعَيْنُهُ دَارْتُمُ وَسُدُّوهُ

اور اگر اوس کی طرف سے میرے گناہ معاف ہوئے اور رحمت کی نظر ہوئی۔ تو وہ ان عیشہ کی نفرت و سرور میں حصہ لے

جب اس کا مرض الموت انتہا درجہ کو پہنچ گیا۔ تو اس نے اپنے بیٹے عبدالعزیز سے کہا۔

عَبْدُ الْعَزِيزِ يَرْحَلْ لِيَقْتَحِي رَبُّ السَّمَاءِ عَلَيْكَ بَعْدِي

اے عبدالعزیز آسمان کا پروردگار میرے بعد میرے بیٹے پر غلبہ ہے۔

أَنَا قَدْ عَهَدْتُ إِلَيْكَ مَا تَذَرِيهِ فَاخْضِطْ فِيهِ عَهْدِي

میں نے تجھ سے کہہ دیا ہے جو تو خوب جانتا ہے۔ اوس عہد کو یاد رکھنا۔

فَلَمَّا عَلِمَتْ بِمِثْلِكَ لَا تَزَالُ حَلِيفَتُ شَدِيدِ

اگر تو نے اوس پر عمل کیا۔ تو تو اور سید ہمارا ساتھ ہمیشہ ساتھ ساتھ رہو گے۔

وَأَنْتِ نَكَلْتِ لَقَدْ ضَلَلْتِ وَقَدْ كَصَحْنُكَ حَسْبُ مُحَمَّدِي

اور اگر تو نے توڑ دیا۔ تو تو گمراہ ہو جائیگا۔ میں نے جو کہنا تھا ابھی طرح تجھ سے کہہ دیا۔

پھر اس کے بعد ایک مغربی کی تحریر میں مین نے دیکھا کہ ابو العسلت مذکور کی پیدائش دانیہ میں جو اندلس

کا ایک شہر ہے ۶۷۰ھ کے قریب مین ہوئی تھی۔ اور ابو الولید قشبی قاضی دانیہ وغیرہ کے سے

لوگوں سے اندلس میں ہی علم حاصل کیا تھا۔ پھر اپنی ماں کے ساتھ بروز عید الضحیٰ ۷۹۹ھ کو سکندریہ آیا تھا۔

مگر حضرت اوسے افضل شاہنشاہ نے سفیر میں نکال دیا۔ چند روز سکندریہ میں گزارا کہ کہان کو سفر کرے آخر کا

سنت میں نکل کھڑا ہوا۔ اور ہندوستان میں جا کر قیام کیا۔ علی ابن عیسیٰ بن تمیم بن المعز بن بابویس مہدیہ کے حاکم تھے۔
 اوس کی بڑی خاطر داری اور عزت کی۔ اسی جگہ اوس کا بیٹا عبد العزیز بھی پیدا ہوا۔ جو ایک بہت بڑا شاعر تھا اور
 شعر پنج بہت (۷۰) اچھا لکھتا تھا۔ یہ لڑکا (صوبہ الجیرا کے شہر ۵۰ بجایہ میں ۳۵۰ھ (۹۵۸ء) میں مر گیا۔ عمار کا
 لئے قاضی فاضل سے جو نقل کیا اوس میں غلطی کی ہے وہ سمجھا کہ اس تاریخ میں اوس کا باپ مرا ہے۔
 امیر بصرہ میں افضل کی قید میں تھا تو یہ کہتا میرا تہذیب کی تحسین۔ رسالہ العمل بالانصاف کتاب
 التوجیز فی الہدیت کتاب الاذنیۃ المفردہ ایک کتاب منطق میں جس کا نام اوس نے تقویم الذہن رکھا تھا
 ایک اور کتاب جس کا نام الاذنیۃ ہے۔ یہ اوس نے علی بن رضوان کی اوس کتاب کے رد میں لکھی تھی
 جو اوس نے حنین بن اسحاق کے رد میں سائل طیبہ کی نسبت لکھی تھی۔ جب اوس نے اپنی کتاب التوجیز افضل
 کے لئے لکھی تو اوس نے اپنے شیخ ابو عبد اللہ علی کو دکھائی۔ اس نے تعجب سے اوس پر اسے دی کہ مہدی تو اس
 سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور منتھی کو اس کی ہزرت نہیں۔

یہ بھی اسی کے آیات سے ہے۔

كَفَّ لَنَا نَبِيًّا غَلِيْلًا وَهُوَ بَدَنٌ وَهِيَ كَتَانٌ

اوس کی زمین کو بگڑا جو سیدہ اوگھسی ہوئی نہ ہو جائیں۔ وہ لڑکے وہوین رات کا چاند ہے۔ اور وہ کتان کی بنی ہوئی ہیں۔
 یہ اس سبب سے کہتا ہے کہ کتان کو جب چاندنی میں رکھ دو تو بوسیدہ اور پرانی ہو جاتی ہے اُنکے منہ سے
 سے مراد تھا۔ والله اعلم۔

۱، دانی شہر دانیہ یا دینیہ واقع اندلس کا رہنے والا۔

۲، ادائل شہر ایران یونانی ہیں۔ علوم ادائل وہ علوم ہیں جو مسلمانوں نے یونانیوں سے حاصل کئے تھے۔

۳، خریدہ کا ایک علمی نسخہ کتب خانہ ڈورلے میں ہے۔

۴، یعنی کسی ایسے مکتب کے پاس جانوں جو بہت دور رہتا ہو۔

۵، اسی مقام پر ایک یہ بیت بھی حاشیہ پر لکھی ہے۔

تُبَلِّغُنِي أَقْصَى الْعِرَاقِ وَحَيْثُمَا قَضَى اللَّهُ لِي مِنْ شَرْعِهِ أَوْ لِمُعَارِبِ

تاکہ وہ عراق کے انتہائی جہاں تک کہ مشرق و مغرب میں اللہ تعالیٰ نے میرا مانتا رکھا ہے یہو خا دین۔

۶، قیام فریضہ میں جہی عقیقہ کا ذکر آیا ہے۔ اوس زمانہ میں یہودی وغیرہ عرب کی قومیں رسول مقبول کی دشمن ہو گئی

۱۰۲۔ ابو النضر ایاس بن معاویہ بن قرظہ بن ایاس بن ہلال بن رباب بن عبد

بن مویہ بن ساریہ بن ذبیان بن ثعلبہ بن سلیم بن اوس بن مرثدہ المزنی۔

بڑا نشان پہنچ صاحب فرست اور مصیبت تھا۔ دکا و فطنت میں لوگ اوس کی مثال دیتے اور اہل فصاحت و راجحت اوسے اپنا سر دار سمجھتے تھے۔ صادق الظن ایسا تھا کہ جو بات سوچتا اوس کے موافق کلام پورے ہوتے۔ اور بڑی دانائی سے امولت کو سر انجام دیتا تھا۔ فطرت کار میں مشہور تھا۔ مخلوق میں اوس کی ذکاوت ضرب المثل ہو گئی تھی۔ حربی نے ساتویں مقام میں جو کہا ہے میری المیہ تیر فی ابی عباس کی سنی المیہ تیر نہیں ہے۔ اور میری فراست ایاس کی سی فراست ہے۔ سو اوس سے ہی ایاس مراد ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے اوسے بصرہ کا قاضی کیا تھا اوس کے باپ کا دادا ایاس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تھا۔ کسی نے معاویہ بن قرظہ ایاس کے باپ سے پوچھا کہ تیرا بیٹا تیرے لئے کیسا ہے۔ کہا بہت ہی اچھا بیٹا ہے۔ دنیا کے کام میرے پورے کر دیئے۔ کہ آخرت کے کاموں میں فارغ البالی سے مشغول رہوں۔ اس زمانہ کے تھلا و فضلا اور دھماکہ میں معدود ہوتا تھا۔

اوس کی فطنت کی ایک حکایت لکھی ہے۔ کہتے ہیں ایک مقام پر کوئی حادثہ ہوا۔ جس سے (وہاں کے باشندوں کو اپنے جان و مال اور ننگ و ناموس کی طرف سے یکایک) اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اس کے پاس ہی کہیں تین عورتیں تھیں جنہیں وہ پہلے سے مطلق نہ جانتا تھا۔ انہیں دیکھ کر کہنے لگا۔ یہ عورت تو حاملہ ہو گئی۔ اور یہ دودھ والی اور وہ تیری کنواری۔ لوگوں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جیسے اوس نے کہا تھا۔ اوسी طرح تھا۔ کسی نے پوچھا کہ یہ تو نے کیونکر دریافت کیا۔ کہا خوف کے وقت انسان صرف اوسی چیز پر تہہ رکھتا ہے کہ جو سب سے عزیز ہے اور اوس کا بڑا اندیشہ ہو۔ حاملہ کو میں نے دیکھا کہ اوس کا ہاتھ شکم پر تھا اس سے میں نے جانا کہ وہ حمل سے ہے۔ اور ایسے ہی دودھ والی کو چھاتیوں پر ہاتھ رکھنے سے میں نے سمجھا کہ وہ دودھ والی ہے۔ اور ایسے ہی کنواری کو بھی میں نے مانگ لیا کہ وہ باکرہ ہے۔

ایک مرتبہ ایاس نے ایک یہودی کو کہتے سنا کہ سلمان کیسے آتی ہیں۔ جو کہتے ہیں اہل جنت کھاتے ہیں مگر حدیث نہیں کرتے۔ ایاس نے اوس سے پوچھا کیا جو تو کہتا ہے وہ سب حدیث کر دیتا ہے۔ کہا نہیں بلکہ

اللہ تعالیٰ کچھ اوس کا حصہ غذا کر دیتا ہے۔ ایسا س نے کہا تو پھر تو یہ کیوں نہیں تسلیم کر لیتا۔ کہ جو کچھ اہل جنت کھاتے ہیں اس سے سب کو اللہ تعالیٰ غذا کر دیتا ہے۔

ایک روز اپنے مکان کے صحن میں جبکہ وہ شہر واسطہ میں تھا ایک اینٹ کو دیکھا جو فرش میں لگی ہوئی تھی کہا کہ اس اینٹ کے نیچے کوئی جانور ہے اینٹ کو ہٹایا۔ دیکھتے کیا میں لکھنڈلی مارے وہاں سائبہ بیٹھا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کچھ کیونکر معلوم ہوا۔ کہا میں نے دیکھا جس قدر اینٹیں ہیں وہ سب خشک ہیں۔ مگر ان وہ اینٹوں کے درمیان تری ہے۔ اس سے میں نے جان لیا کہ یہاں کوئی جانور سانس لیتا ہے۔ جس سے یہ ہم بھی کھائی دیتی ہے۔

ایسے ہی ایک مرتبہ وہ ایک مقام پر جا رہا تھا کہ کھانے لگا کہ مجھے ایک غیر کتے کی آواز سنائی دیتی ہے کسی نے پوچھا کہ تو نے کیسے جان لیا کہ یہ غیر کتا ہے۔ کہا ایک کتے کی آواز دہلی ہوئی ہے۔ اور باقی کتوں کی آواز بڑی شدت سے آرہی ہے۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک غیر کتا بندھا ہے۔ اور دوسرے کتے اوس پر بھونک رہے ہیں۔

ایک مرتبہ زمین میں اوس نے (زمین بھونکنے سے اندر بڑی اچھی دیکھی) کہا اس در زمین کوئی جانور ہے۔ یکس نے وہاں جانور نکلا۔ لوگوں نے پوچھا تو کہا۔ زمین کا قاعدہ ہے کہ جب تک اوس کے اندر کوئی جانور یا درخت، پتہ تک وہ بھولتی نہیں۔ اس سے میں نے جان لیا کہ کوئی جانور ہوگا۔ جا خط کہتا ہے اگر انسان کسی جگہ بیٹھ کر زمین بھونکے گا تو اوس پر غور کرے۔ اگر اوس کے خشک کی مٹی بکھرنی ہے۔ اور دریا کی مستوی صورت کی ہے۔ تو جان لے۔ کہ وہاں سے کہیں کساد خست نکلتا ہے اور اگر دیکھے کہ شگاف میں کچھ حرکت بھی ہے۔ تو جان لے کہ کوئی جانور ہے۔ اس طرح پراوکی فراست کی عجیب و غریب باتیں بہت کثرت سے لوگ بیان کیا کرتے ہیں احاطہ کا خوف نہ ہوتا تو میں بہت کچھ لکھتا۔ بعض علمائے اوس کے حالات جمع کئے ہیں۔ اور بنا کر ایک بڑی کتاب کر دی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز اموی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایام خلافت میں عراق کے نائب کو لکھا جس کا نام عدی بن اڑحہ تھا کہ ایسا بن معاویہ اور قاسم بن ربیعہ الحارثی کو اپنے پاس بلا کر دو نو کو دیکھے ان میں سے جو کوئی زیادہ اللہ ذیہ فہم ہو اوس کو بھروسہ کا قاضی کر دے۔ اوس نے دو نو کو بلایا اور بیان کر دیا کہ ایسا بن معاویہ اور قاسم کا حال بصر کے فقہا حسن بصری اور محمد بن سیرین

سے دریافت فرمائے (وہ جو کہیں وہی سچ ہوگا) قاسم ان لوگوں کے پاس بلایا کرتا تھا۔ اور ایسا نہیں جاتا تھا۔ قاسم اس سے جان گیا کہ اگر عدی نے ان سے استفسار کیا۔ تو وہ قاسم کو قضا کے دینے کے واسطے کہینگے۔ اس واسطے قاسم نے کہا۔ میرا اور ایساں کا حال ان سے پوچھئے قسم اللہ تعالیٰ کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ ایسا بن معاویہ مجھے فقہ میں بڑا کر ہے۔ اور قضا کے کاموں کو وہ خوب جانتا ہے۔ اس امر میں اگر میں کاذب ہوں۔ تو آپ کے لئے یہم جائز نہیں کہ مجھ کو آدی کو قضا کا عہدہ عطا کریں۔ اور اگر میں صادق القول ہوں تو ضرور ہے کہ میری بات کو قبول فرمائیے۔ ایسا نے کہا اے امیر تو ایک شخص کو قصہم کے کنارہ لایا تھا۔ مگر اس نے تجھ کوئی تمہارے سے وہ امر تعالیٰ مغفرت مانگا۔ اور اس چیز سے نجات حاصل کرے جس کا اس کو خوف تھا۔ عدی ابن اٹھا لے کر آیا چونکہ تو اس بات کو جانتا ہے تو تجھے ہی قاضی ہونا چاہیے پھر اسی کو قاضی کر دیا۔ ایسا کہتا ہے اور ات قضا میں ایک شخص کے سوا کبھی کوئی شخص مجھ پر غائب نہیں آیا۔ بصرہ میں اپنی قضا کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا۔ اور شہادت دی کہ فلان سب سے ان فلان شخص کا ہے اور اس کی حد وہ بھی بیان کریں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس باغ میں کتنے درخت ہیں۔ وہ درخت خاموش ہو کر بولا۔ جناب والا آپ اس مکان میں کتنے درخت سے قضا کا کام کرتے ہیں۔ میں نے کہا اس قدر درخت سے۔ کہا تو بتلائے کہ اس کی صحبت میں کتنی کرطیان ہیں۔ میں نے کہا تو حق پر ہے۔ اور اس کی شہادت میں نے قبول کر لی۔

ایک مرتبہ ایسا ایک تیل بان میں تھا کہ اس کے ہمراہیوں کا پانی ختم ہو گیا۔ (اور پڑھ کر کہ میں ملتا نہ تھا) کہ اسی میں اس نے ایک کتے کی آواز سنی کہا یہ کتو ہے پر ہے۔ لوگ آواز کی طرف گئے۔ وہاں کتے کو اسی طرح پایا جیسا اس نے کہا تھا۔ اس سے اس بارہ میں لوگوں نے استفسار کیا۔ تو کہا میں نے یہ آواز سنی بعینہ اسی طرح پر جیسے کنوین سے نکلتی ہے۔ اسی طرح کی اس کی اور بھی عجائب و غرائب حکایات ہیں۔

ابو اسحاق بن جعفر کہتا ہے ایسا نے غرائب میں دیکھا کہ وہ قربانی کے وقت تک (یعنی ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ تک) زندہ نہ رہے۔ اس واسطے وہ اپنی جاگیر کو بغدادی میں بھی چلا گیا۔ غنبدی بصرہ اور خورستان کے درمیان علاقہ دشت نینسان میں ایک قریہ کا نام ہے۔ اسی جگہ جا کر ۱۶ سالہ ۳۵۰ھ

میں وفات پائی۔ مگر دوسری جگہ ۱۲۸۵ء میں اوس کی وفات لکھی ہے۔ اس وقت اوس کی عمر چھتر برس کی تھی۔ ایاس نے اوس سال میں جس میں وہ مرا تھا کہا تھا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تین اور میرا باپ دو گھوڑوں پر سوار ہیں۔ اور دونوں ساتھ ساتھ جاتے ہیں۔ اور چلنے میں کوئی ایک دوسرے سے آگے نہیں بڑھتا۔ تو میرا باپ مجھ سے بڑھا اور نہ میں اوس سے آگے ہوا۔ میرا باپ چھتر برس زندہ رہا ہے۔ میں بھی چھتر دین سال میں ہوں۔ جب اس سال کی آخری شب ہوئی تو کہا جانتے ہو یہ کونسی رات ہے۔ یہ وہ رات ہے۔ کہ جس میں میرے باپ کی عمر پوری ہو گئی تھی۔ پھر رات کو سو رہا صبح کو دیکھا تو مر رہا تھا اوس کا باپ معاویہ بنت سہیل مرا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ایاس بکسر حمزہ قوۃ بغیر قاف۔ مزیۃ کا ذکر اوپر کر چکے ہیں۔

ایک مرتبہ ماہ رمضان کی پہلی تاریخ نکالنا دیکھنے لگے۔ اون میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے جن کی عمر اس وقت سو برس کے قریب ہو گئی تھی۔ انس بولے میں نے دیکھ لیا چاند یہ ہے اور اسکی طرف اشارہ کیا۔ مگر لوگوں کو نہ دکھا۔ ایاس نے جو انس کی طرف نظر کی۔ تو دیکھا۔ کہ اونکی ابرو دونوں میں ایک انبیا) بال ہے۔ جو مرکز ہلال کی طرح ہو گیا ہے۔ ایاس نے اسے ہاتھ سے ابرو کے بالوں کے برابر کر دیا۔ پھر کہا ابو حمزہ اب تو دکھائیے کہ ہلال کہاں ہے۔ انس دیکھنے لگے۔ اور بولے کہ اب تو نہیں دکھائی دیتا۔

(۱) بلاغت کا ترجمہ انگریزی میں الیوٹنس کرتے ہیں۔ مگر ان دونوں لفظوں میں بڑا فرق ہے۔ بلاغت وہ قوت ہے کہ جس سے انسان اپنے خیالات کو صحیح صحیح اور مختصر الفاظ میں ادا کر دے۔ اور الیوٹنس وہ فن ہے کہ جس سے انسان کو ایسی عبارت میں اور اس طریق پر گفتگو کرنا آجائے جس سے وہ اپنا مدعا سننے والوں پر ثابت کر دے۔

(۲) مقامات حریری دیکھنا چاہیے۔

(۳) بیان عربی متن بالکل صاف صاف الفاظ میں ہے۔ میں نے ترجمہ فقط بدل کر کیا ہے۔

(۴) شام کے جنگلوں میں کہنبی ماہ اپریل میں بہت کثرت سے ہوتی ہے۔ عرب کے بدوی اسے خوب مزہ سے کھاتے ہیں۔ دیکھو برکھارٹ صاحب کی کتاب نوٹس اون دی ریڈ وائز جلد اول صفحہ ۶۰۔

(۵) دیکھو تذکرہ ۱۴۸۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۵۲۶۔

۱۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسلمان علاقہ قضا کی خدمت اختیار کرنے سے بہت ڈرتے تھے وہ جانتے تھے کہ یہہ بڑے ذمہ داری کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے روپر وجاہا ہوگا اور اپنے فیصلوں کا ذرہ ذرہ جواب دینا پڑیگا۔ کتنے ہی فقیہ اور غلام ایسے ہوئے ہیں کہ جنہوں نے مار بھیا کھائیں مزارعین مہلکین کو قضا کا عہدہ قبول نہ کیا۔ احادیث میں اس خدمت کی ذمہ داری بڑی بھاری تباہی گئی ہے۔ اوس سے اون کو بڑا خوف رہتا تھا۔ چنانچہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لَنْ يَجْعَلَ مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُيْعَ بَعْضُ سِرِّكَ لَنْ يَرْضَىٰ عَنْهُ لَوْ كُنَ بِرِئَاسَةٍ كَمَا يَدْعُوهُ بَنِي حَبْرَةَ كَيْفَ يَكُونُ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ عَلَى الْقَاضِي الْعَدْلُ بَيْنَ الْقِيَامَةِ يَتَمَكَّنُ أَنْ لَمْ يَفْضَرْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فِي شَرْعٍ قَطُّ (قیامت کے دن قاضی عادل ہر ایک وقت ایسا آئیگا کہ جس سے وہ آرزو کرے گا کہ وہ شخصوں کے درمیان ایک کھجور سے ادنیٰ چیز کے واسطے بھی وہ ہرگز فیصلہ نہ کرتا۔ چنانچہ کہ قاضی ظالم اور بہت آدمیوں کے اور بڑی چیزوں کے فیصلہ۔ اس واسطے قاضی ایسا بنے اپنی جان بچائے اور قاسم کو قاضی مقرر کرانے کے لئے کہا۔ کہ حسن بھری اور محمد بن سیرین سے پوچھا جائے جو قاسم کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اور اسی کی سفارش کرتے۔ مگر قاسم بھی اپنی جان بچاتا تھا۔ اوس نے خود فیصلہ کر دیا کہ قاضی ایسا اوس سے بڑھ کر فقیہ ہے اور ایسی صورت پیش کی کہ ارطاحہ کو اوس سے تجاوز کرنا ہی محال تھا۔ یہ تھے سچے اسلام کے نمونہ۔ یہ لوگ اگر سچے پوچھو تو بنی آدم نہ تھے بلکہ فرشتے تھے۔ جنہیں خدا تعالیٰ نے انسانوں کی صورت میں پیدا کیا تھا۔ واقعی کسی نے کیا سچ کہا ہے مسلمانان درگور و مسلمانان در کتاب۔

(۸) دیکھو تذکرہ ۱۹ نوٹ ۷

۱۹۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے آخری دور کے مقام پر کوئی ایک سو برس کی عمر میں مرے ہیں۔ (مسئلہ) میں وفات ہوئی ہے۔ دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے۔ مسلمانوں کے نزدیک یہ رسول اللہ کی ہی دعا تھی کہ اون کی اس قدر بڑی عمر ہوئی۔ اور یہ سرسبز بنی ملی کہ ایک سال میں اون کے خطاستان میں دو مرتبہ پھل آتے تھے۔ اور اسٹی بچوں سے زیادہ ادلا دھمی۔ ازیر الشکف۔

۱۰۳۔ ابوسلمان ایوب بن زید بن قیس بن زرارہ بن سلمہ بن جشم بن مالک

بن عمرو بن عامر بن زید مناة بن عامر بن سعد بن الحارث بن تیم الثعلبی بن النضر بن
 قاسط بن مرثد بن فضی بن غنم بن جسد بن یلم بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن
 بن معد بن عدنان معروف بابن قرۃ ہلالی

قرۃ اوس کی دادی تھی۔ اور اوس کا نام جامعہ بنت جشم بن ربیعہ بن زید مناة بن عامر بن سعد بن
 الحارث بن تیم الثعلبی بن النضر بن قاسط بن مرثد بن فضی بن غنم بن جسد بن یلم بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن
 بن معد بن عدنان تھا۔ یہ شخص اگرچہ ایک اعرابی اور امی شخص تھا۔ مگر فصاحت و بلاغت میں عرب کے مشہور خطباء میں
 سے تھا۔ اس کے ملک میں قحط سالی ہوئی تھی۔ عسرت کی وجہ سے غنیم الثعلبی کو چلا آیا تھا۔ جہاں حجاج
 بن یوسف الثقفی (تذکرہ ۱۴۴) کی طرف سے کوئی شخص عامل تھا۔ اور مخلوق کو صبح و شام دو نو وقت کھانا
 کھلایا کرتا تھا۔ ابن القیادس کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہوا۔ دیکھا تو آدمی اندر جا رہے ہیں۔ پوچھا یہ لوگ کہاں
 جاتے ہیں۔ کہا امیر کے یہاں کھانا کھانے جاتے ہیں وہ بھی گھسا اور کھانا کھا کر چلا آیا۔ اور پوچھا کیا اسی طرح
 امیر یہ رو کر کھلاتا ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ ابن القیادس روز صبح و شام اوس کے دروازہ پر
 آتا اور کھانا کھا کر چلا جاتا تھا۔ اتفاقاً حجاج کے پاس سے اس عامل کے نام ایک خط آیا جو خالص عربی
 کے غیر مانوس الفاظ میں لکھا تھا۔ اور یہ عامل اوس کا مطلب نہیں سمجھتا تھا۔ اس لئے کھانا کھانے میں
 دیر ہوئی۔ ابن القیادس آیا دیکھا تو عامل کھانا نہیں کھاتا ہے۔ پوچھا امیر کا کیا حال ہے آج کیوں کھانا نہیں کھاتا
 اور کسی کو کھلاتا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ حجاج کے پاس سے ایک خط آیا ہے۔ جو خالص عربی کے غیر
 مانوس الفاظ میں لکھا ہوا ہے۔ عامل اوس کا مطلب نہیں سمجھتا۔ اس سے امیر کو بڑا سنجیدہ ہوا ہے۔ ابن القیادس
 نے کھک۔ اگر امیر وہ خط پڑھ کر مجھے سنا کہے تو میں اوس کا مطلب بتا دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ شیخ خطیب
 زیان آور باغ تھا۔ کسی نے جا کر والی سے کہہ دیا۔ الی نے اوس سے بولایا جب خط اوس پڑھ کر سنایا تو سمجھ گیا۔
 اور والی کو مطلب بتا دیا۔ اور اوس کا کل مضمون اوسے ابھی طرح سمجھا دیا۔ والی نے پوچھا تو اس کا جواب کیسے
 کہا میں تو پہلے نہ لکھتا نہیں جانتا لیکن اگر کوئی کہتے والا ہو تو اس کو پاس میں لے کر اس کا جواب لکھا سکتا ہوں۔ عامل نے ایک
 اوس دیا اور اوس نے جواب لکھ دیا جب حجاج نے جواب پڑھ لیا تو خالص عربی میں لکھا تھا جان گیا۔ کہ دختر خراج
 کے مشیون کا کھانا ہوا نہیں۔ حجاج نے عامل غنیم الثعلبی کو خط لکھا کہ تم کو معلوم ہوا کہ ابن القیادس کو تحریر دینی نہیں

حجاج نے تب اپنے عامل کو لکھا۔ بعد حمد و ثناء کے خدا تعالیٰ کے کہتا ہوں کہ تیرا خطا جو میرے پاس آیا ہے۔ وہ تیرے جوابوں کے طریق پر نہیں۔ کسی دوسرے کی عبادت میں لکھا ہوا ہے۔ جیسی میرا یہ خط پہنچے تو اسے پڑھ کر رکھ دینے سے پیشتر ہی میرے پاس اس شخص کو بھیجے جس نے خط تجھے لکھ دیا ہے۔ والسلام۔ عامل نے یہ خط پڑھ کر ابن القریہ کو سنایا۔ اور کہا حجاج کے پاس جا۔ کہا مجھے معاف کیجئے۔ کہا نہیں تجھے جانا چاہیئے۔ اور بھٹنے کے لئے کپڑے راستہ کے واسطے خرچ اور سواری دیکر حجاج کی طرف روانہ کر دیا۔ جب وہ وہاں پہنچا۔ اور حجاج کے سامنے گیا تو پوچھا کیا نام ہے۔ کہا ایوب۔ یہاں تو نہیں کافر نام ہے۔ تاہم مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو اُمّی ہے۔ یہ بلاغت میں بھی دخل رکھتا اور طلب ادا کرنا تجھے دشوار نہیں۔ پھر اپنے آدمیوں کو حکم دیا۔ کہ اوس کے کھانے پینے اور مکان کا انتظام کر دیں۔ اس کے بعد حجاج کے دل میں اس کی لیاقت کا سکہ اس قدر بیٹھ گیا۔ کہ خلیفہ عبد الملک بن مروان کے پاس لٹچی کر کے بھیجا۔

پھر جب عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث بن قیس الکندی نے بحرستان (یا سیستان) میں بنادت کی جو ایک بہت بڑا مشہور واقعہ ہے تو حجاج نے وہاں بھی اسی کو رسول کر کے روانہ کیا۔ جب ابن القریہ عبد الرحمن کے پاس پہنچا۔ تو اوس نے کہا کہ توطبہ کہو اور عبد الملک کی بیعت توڑ۔ حجاج کو گالیان دے ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ ابن القریہ نے کہا میں تو رسول ہوں (میرے ساتھ یہ سختی کیوں) کہا (میں جانتا ہوں کہ تو رسول ہے مگر) جو میں کہتا ہوں یہ ہی کرنا ہو گا۔ ابن القریہ کھڑا ہوا۔ اور خطبہ کہا۔ عبد الملک کو خلع کیا۔ حجاج کو دشنام سے یاد کیا۔ اور وہیں رہ گیا۔ پھر جب ابن الاشعث بھاگا۔ تو حجاج نے رے اور اصفہان وغیرہ کی طرف اپنے اعمال کو لکھا۔ کہ ابن الاشعث کی طرف سے جو آدمی جائے اوسے گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیج دو۔ اوس میں جو لوگ گرفتار ہوئے اولن بن ابن القریہ بھی بکرا آیا۔ جب حجاج کے روبرو آیا۔ تو اوس نے کہا جو میں پوچھتا ہوں اوس کا جواب دے۔ کہا اچھا پوچھ کیا پوچھتا ہے حجاج نے کہا۔ بتاؤ اہل عراق کیسے لوگ ہیں کہہنا حق و باطل کو اور دن سے بہت جانتے ہیں۔ پوچھا حجاج کے لوگ کیسے ہیں کہا۔ فتنہ تو بہت جلد اٹھاتے ہیں مگر اوس کی بلا میں جھیلنے میں سب سے عاجز ہیں۔ پوچھا شام و رات کیسے ہیں کہا۔ اپنے خلاف کے سب سے زیادہ مطیع ہوتے ہیں۔ پوچھا مصر والے کہا جو غالب ہوا ہیں بندے ہیں۔ پوچھا بحرین والے کہا بٹھی ہیں عرب بن گئے ہیں۔ پوچھا عمان والے کہا عرب ہیں

نہ بھلی ہو گئے ہیں۔ پوچھا موصول دے۔ کہا شہسواروں میں شیخ اور قران و امثال کے لئے سخت خوفناک پوچھا
 یمن والے کہا وہ لوگ حکم کے سننے اور ماننے والے اور جدہ بڑی جماعت ہوا وہی کے ساتھی ہیں۔ پوچھا
 اہل یمامہ۔ کہا وہ اہل حماد اور تھلون المزاج ہیں۔ مگر کچھ بھی لڑائی میں خوب جھگڑتے ہیں۔ پوچھا اہل فارس۔ کہا
 سخت دلیر اور شہر انگیز نرزی کے لئے موجود۔ اون کے یہاں سرسبز زمینیں کثرت سے ہیں مگر مہان نواز بہت
 کم ہیں۔ کہا اب مجھے عرب کا حال بتا۔ کہا پوچھیے۔ پوچھا۔ قریش کیسے ہیں۔ کہا عقل کے لحاظ سے اعظم اور
 مرتبہ کے لحاظ سے اکرم ہیں۔ پوچھا بنو عامر بن صعصعہ۔ کہا بڑے لمبے نیزے والے اور صبح کا کھانا کھانے
 میں بڑے کریم ہیں۔ پوچھا بنو سلیم کہا مجالس اون کے خوب بڑے ہوتے ہیں۔ اور اوقات فی سبیل اللہ
 دینے میں انکرم الناس ہیں پوچھا ثقیف۔ کہا باپ دادوں کی طرف سے اکرم ہیں اور لڑائی گری اون کا
 پیشہ ہے۔ پوچھا بنو زبید۔ کہا وہ اپنے روایات سے چپے رہتے اور اپنا انتقام سب سے زیادہ لیتے
 ہیں۔ پوچھا قضاعہ۔ کہا قدر و منزلت کے لحاظ سے اعظم اور نجابت کے لحاظ سے اکرم اور آثار کے لحاظ
 سے سب سے زیادہ دور تک مشہور ہیں پوچھا انصار۔ کہا اپنے درجہ میں سب سے زیادہ پائدار اسلام
 میں سب سے بہتر اور لڑائیوں میں سب سے زیادہ نامور ہیں۔ پوچھا بکریم۔ کہا جفا کشی میں سب سے
 نمایاں تر اور تعداد میں سب سے زیادہ کثرت سے ہیں۔ پوچھا بکر بن وائل۔ کہا اون کی صفیں لڑائیوں
 میں سب سے اچھی جمی رہتیں اور تلواریں سب سے زیادہ تیز ہوتی ہیں۔ پوچھا بنو النقیس۔ کہا غایت
 پر سب سے پہلے پہنچنے والے اور رات کے نیچے سب سے زیادہ صابر ہیں۔ پوچھا بنی اسد۔ کہا
 شمار اور جفا کشی میں زیادہ۔ بنے میں نہایت دشوار اور دشمن کے دنگ کرنے میں بڑے مضبوط ہیں۔ پوچھا
 بنو نخم۔ کہا وہ ملوک ہیں۔ مگر کہتے ہی اون میں ہی قوت ہیں۔ پوچھا جذام۔ کہا وہ لڑائی کی آگ جلاتے
 اور شعلہ بلند کرتے اور گاہی کر کے اوس کا دودھ دوتے ہیں۔ پوچھا بنی حارث۔ کہا وہ اپنی قدیم عزت
 کے بکھوالی اور عورتوں کے ننگ و ناموس کے حامی ہیں۔ پوچھا عاک۔ کہا بڑے بکے شیر ہیں گورہوں
 کے بد ہیں۔ پوچھا ثعلب۔ کہا جب تلوار کا سامنا ہوتا ہے تو ثابت قدم رہتے اور دشمنوں پر لڑائی کی
 آگ برساتے ہیں۔ پوچھا غسان۔ کہا عرب میں احساب کے لحاظ سے اکرم اور انساب کے لحاظ سے
 اہم و اعلیٰ ہیں۔ پوچھا جاہلیت میں کون قبیلہ ایسا تھا کہ جس پر کوئی ظلم و زیادتی نہیں کر سکتا تھا۔ کہا
 قریش۔ جو ایک ایسے فخر و عزت کے ٹیلے کے مالک تھے جس پر چڑھنا مشکل تھا۔ بلکہ ایک پھاڑ تھے۔

جس کے اوپر جانا و شواہ تھا۔ ایک شہر میں رہتے تھے۔ جس کی عرت کا خود خدا تعالیٰ حامی اور وہاں کے باشندوں کا محافظ تھا۔ کہا بتاؤ جاہلیت کے زمانہ میں عرب کے اثر و مغاخر اور موروثی بزرگیوں کیا کیا تھیں۔ کہا عرب کہا کرتے تھے۔ کہ ہمیر صاحبان ملک ہیں۔ اور کندہ خالص ملک کی نسل ہے منجج اہل الطعان و نیزہ باز ہیں۔ ہمدان گھوڑوں کے زین اور آندوہنی نوح انسان کے شیر ہیں۔ کہا اب مجھے ملکوں کا حال بتاؤ۔ کہا بوجہیے۔ پوچھا ہند کا ملک کیسا ہے۔ کہا اوس کا سمندر موتیوں سے بھرا اوس کے پہاڑیا تو تون سے بھرنا اوس کے درخت عود اور اوس کے پتے عطر ہیں۔ مگر وہاں کے باشندہ کمین و ذلیل قسم کے کبوتر کے غولوں کی طرح رخافت و بزدل ہوتے ہیں۔ پوچھا خراسان کیسا ہے۔ کہا وہاں کا پانی بہمند اور اون کے ڈھن بڑے سخت ہیں۔ پوچھا عثمان کیسا ہے۔ کہا پانی کی گرمی بڑی شدید ہے مگر وہاں شکار ہر جگہ موجود ہے۔ پوچھا بحرین کہا دوش پہروں کے درمیان گویا پوچھا یمن۔ کہا عرب کی اصل ہے۔ وہاں کے لوگ بڑے خاندانوں والے اور بڑے حسب اور اوصاف والے ہیں۔ پوچھا مکہ۔ کہا وہاں کے مرد عالم مگر بدخوا اور وہاں کی عورتیں کپڑے پھنے مگر تنگی ہوتی ہیں پوچھا مدینہ۔ کہا یہی مقام ہے جہاں علم نے جڑ پکڑی اور ظاہر ہوا ہے۔ پوچھا بصرہ۔ کہا وہاں کا موسم سرما بڑا سرد ہے اور موسم گرما نہایت سخت ہے۔ پانی کہاری اور لڑائی صلح آئین ہے۔ پوچھا کوفہ۔ کہا وہ اتنا بلند ہے۔ کہ سمندر کی حرارت سے محفوظ ہے۔ اور اتنا پست ہے کہ شام کی سردی اوس پر اثر نہیں کرتی۔ اس لئے وہاں کی راتیں دل کو خوش کرتی ہیں۔ اور وہاں شیر و برکت بہت ہے۔ پوچھا واسطہ کہا جنت ہے۔ ساس اور زندوں کے درمیان۔ پوچھا ساس نندین کون ہیں۔ کہا بصرہ اور کوذ کہ اوس سے حسد کرتے ہیں۔ مگر اوس کا کیا ضرر ہے۔ وجہ اور فوات اوس کے پاس بھتے اور غیر و برکت سے اوسے فیض پہونچاتے ہیں۔ پوچھا شام۔ کہا عروس ہے جس کے گرد عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں کہا حد اکثر تیری ماں تجھے روئے۔ ابن القریۃ تو بہت ہی اچھا آدمی تھا اگر اہل عراق کا اتباع نہ کرتا۔ میں نے تجھے اون کے متبع سے منع کیا تھا کہ کہیں اون کا نفاق تیرے دل میں اثر نہ کر جائے۔ پھر کہا نکوار لاؤ۔ اور (یہ دیکھ کر کہ ابن القریۃ کچھ کہنا چاہتا ہے) سیاف کی طرف اشارہ کیا کہ ذرہ ٹھیرو۔ ابن القریۃ نے کہا۔ تین کلمہ ہیں (خدا امیر کو سلامت رکھے) وہ اون مسافروں کی طرح ہیں جو کہیں ٹھہر گئے ہوں۔ وہ میرے بعد مثل ہو جائینگے۔ حجاج نے کہا کہو۔ کہا۔ لَکَلِّ جَوَادٍ کُنْیَۃٌ و لَکَلِّ صَاحِبٍ مِیۡمَۃٌ و لَکَلِّ

حَلِيمٌ صَفْوَةٌ - حجاج نے کہا۔ یہ وقت مزاج و دل لگی کا نہیں۔ غلام او سے کاٹ دے۔ اس نے گردن مار دی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ حجاج نے جب اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو اس سے کہا عرب کہا کرتے ہیں۔ ہر شے کے لئے ایک ذائقہ آفت ہوتی ہے۔ ابن القریۃ نے کہا عرب سچے ہیں۔ امیر کو خدا سلامت رکھے۔ حجاج نے کہا حکم کی کیا آفت ہے۔ کہا غصہ۔ پوچھا عقل کی کیا آفت ہے۔ کہا غرور۔ پوچھا علم کی کیا آفت ہے۔ کہا نسیان اور بھول۔ پوچھا سخاوت کی۔ کہا احسان جتنا اس شخص پر جو بلا میں پھنسا ہو۔ پوچھا کرام کی آفت کیا ہے۔ کہا لئام کی مجاورت۔ پوچھا شجاعت کی آفت کیا ہے۔ کہا ظلم کرنا۔ پوچھا عبادت کی آفت کیا ہے۔ پوچھا ذہن کی کہا دل میں (بڑے بڑے حوصلہ کی) باتیں بنانا۔ پوچھا حدیث و کلام کی۔ کہا کذب و دروغ۔ پوچھا مال کی۔ کہا بد عبد میری (اوس کے خرچ کرتے میں) پوچھا کامل آدمی کی۔ کہا غیبتی و افلاس۔ پوچھا حجاج بن یوسف کی۔ کہا امیر کو سلامت رکھے۔ اوس کے لئے کوئی آفت نہیں جس کے اوصاف کرنا نہ آبا و اجداد نامی گرامی۔ اولاد و احفاد و مبارک اور ہونہار ہے۔ حجاج نے کہا تیرے دل میں شقاق و بغاوت کی باتیں بھری ہیں اور ظاہر میں منافقانہ باتیں کرتا ہے۔ اس کی گردن مار دو۔ مگر جب دیکھا کہ وہ قتل ہو گیا۔ تو بڑا نادام ہوا۔

یہ سب میں نے کتاب التلخیص سے نقل کیا ہے۔ یہاں بہت مٹول ہو گیا کیونکہ یہ بیان متصل چلا آیا ہے قطع کرنا ممکن نہ تھا۔

کسی نے ابن القریۃ سے پوچھا کہ وہ دو دشمنی کی انتہا کیا ہے۔ کہا غصہ کو ہی جانا۔ اور فرصت کا منتظر رہنا۔ یہ بھی اسی کا کلام ہے۔ عقی (دور ماندگی) کی صفت وہ اس طرح کرتا ہے بغیر فطری نقص کے چلانا۔ بلا شک (۱۹۹) وجہ کے چکچکانا۔ بدوین علت کے زمین پر گر پڑنا۔ اوس کا قتل (۲۰۰) (۲۰۱) میں ہوا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ ابن القریۃ وہ ہی شخص ہے جس کا سخوی اپنے امثال میں ذکر کرتے اور کہا کرتے ہیں۔ ابن القریۃ زمان النجاشی۔ ابو الفرج الصنفانی نے کتاب الاغانی میں جہان مجنون و دلیل کا ذکر کر کے ختم کیا ہے۔ تو کہا ہے۔ کہ تین شخص ہیں جن کے (فرضی) حالات مشہور ہیں۔ نام اوں کے سب جانتے ہیں۔ مگر اوں کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ دنیا میں اوں کا کبھی وجود بھی نہ تھا۔ ایک مجنون عاشق اہلی دوسرا ابن القریۃ جس کا کبھی اوپر ہم نے ذکر کیا۔ تیسرا ابن ابی العقیب جس کے نام سے ملاحم منسوب۔ سچائی ہیں۔ اور اس کا نام بچے بن عبد اللہ ابن ابی العقیب ہے۔ واللہ اعلم۔

قریۃ بکمر قاف و تشدید رائے مہلہ و تشدید یائے تحتانیہ و ہائے ہوز جُشَم بن مالک بن عمر کی مان کا نام ہے۔ پہلے عمر کو نے اس سے نکاح کیا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے مالک نے اس سے نکاح کر لیا۔ اس سے جشم بن مالک پیدا ہوا۔ قریۃ لغت میں پونی کو کہتے ہیں۔ یہی اوس عورت کا نام رکھ دیا گیا ہے۔ انساب کے اہل العلم کہتے ہیں جب مالک بن عمر و مذکور نے قریہ سے نکاح کیا۔ جس کا نام جماعہ تھا۔ جیسا کہ اوپر ابتدا میں بیان ہوا تو جُشَم جو ایوب بن القریہ مذکور کا دادا تھا اور کلیب جو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نانا تھا پیدا ہوئے۔ حضرت عباس کا نام تقیہ بن زین بن علیہ رضی اللہ عنہ بنت حباب بن کلیب بن مالک مذکور تھا۔ اس لئے حضرت عباس اس اعتبار سے قریہ کی اولاد میں ہوئے۔ ابن قتیبہ کتاب المعارف میں لکھتا ہے کہ ابن القریۃ ہلالی ہے۔ اور ہلال بن بیعہ بن زید مناة بن عامر کی نسل سے ہے۔ مگر ابن الطبری کہتا ہے کہ وہ بنی مالک بن عمرو بن زید مناة سے ہے۔ اگر یہ بات مان لیں تو ہلال اور مالک زید مناة میں جا کر جمع ہوتے ہیں۔ اور اس طرح ہلال اوس کے سلسلہ نسب میں نہیں آتا۔ و اتدر العلم۔ ہلالی کبیر بانسبت ہے ہلال بن ربیعہ بن زید مناة کی طرف جو نیز بن قاسط کا ایک بطن ہے۔ اور عرب میں ایک اور قبیلہ بھی ہے جو ہلال بن عامر بن صعصعہ ہے۔ ابن الطبری کتاب جمہور النساب میں ان دونوں نسبوں کا اور اوس کے نکاح کی صورت کا بیان کیا ہے۔ وہاں دیکھنا چاہیئے۔

(۱) ابن جنبل کے تذکرہ میں یہاں سے اوپر کے نسب کا ذکر آچکا ہے۔

(۲) عین البیان کے کنارہ دریا کے فرات کے مغرب میں واقع ہے۔ انظر اجد۔

(۳) عامل کے معنی کارپرداز کے ہیں۔ اوس زمانہ میں عامل صوبہ دار کے طور پر ملک کا حاکم ہوتا تھا۔ اور محاسن سرکاری سر وصول کرتا تھا۔

(۴) اوس زمانہ میں بلکہ آجکل بھی دستور ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں عرب لوگوں کے نام اکثر پیغمبروں اور دیگر بزرگان دین کے ناموں پر رکھے جاتے ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی بستیوں میں یہاں بدوی رہتے ہیں۔ وہاں وہ ہی قدیمی طور کے عربی نام ہوتے ہیں۔ اسی واسطے حجاب کو تعجب ہوا کہ پیغمبر کا نام ہونے کے سبب سے وہ بدوی اور امی نہیں بلکہ شہری اور قاری ہونا چاہیئے تھا۔

(۵) دیکھو تاریخ کامل ابن الاثیر اور برہس صاحب کی تاریخ انگریزی ہٹری آف محمد بن عبد اللہ اول۔ یہ نفا و سنت

۸۳۲ء میں ہوئی تھی۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۷۸ نوٹ ۲۔

(۷) یہ واقعہ ۸۳۲ء (۸۳۲ء) کا ہے۔ دیکھو ابن الاثیر

(۸) عرب کے کتنے ہی مورخ اور جزائیہ نویسوں نے اپنی کتابوں میں ان عجیب و غریب سوالات اور جوابوں کو لکھا ہے۔ اس سے اتنا تو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ ان عرب کے اوس زمانہ میں اپنے پاس پڑوس کے ملک اور ملک والوں کے نسبت کیسے کیسے خیالات تھے۔ لیکن اس میں یہی بڑا شبہ ہے کہ یہ گفتگو حجاج اور ابن العقیل کے درمیان فی الحقیقت ہوئی تھی۔ یا یون ہی لکڑی ہوئی ہے۔ میرے نزدیک علمائے ان عربوں کے خیالات کو ایک جگہ جمع کیا اور ہر ضد ناموں سے منسوب کر کے لکھ دیا ہے۔ اس کی عبارت چونکہ نہایت مختصر اور قدمائے عرب کے طرز پر ہے اس کا مطلب بھی بعض جگہ جوہم نے لکھا ہے شبہ سے خالی نہیں ہے۔

(۹) اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کہانی یا اس کا کچھ حصہ بنی عباس اور بنی علی کا بنایا ہوا ہے۔ کیونکہ عراق کی لوگ ان کے طرفدار تھے۔ اور اس وجہ سے حق و باطل میں تیز کر لے والے تھے۔

(۱۰) اس میں عبداللہ بن الزبیر وغیرہ کی اڑائیوں کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۱) یہاں حضرت معاویہ کے متبعین کی طرف اشارہ ہے۔ جنہوں نے حضرت علی کے مقابلہ میں ان کی اطاعت کی تھی۔

(۱۲) یہاں بھی اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے۔ جب حضرت علی غالب تھے تو یہ لوگ ان کے مطیع تھے۔ اوس کے بعد حضرت معاویہ کی اطاعت کرنے لگے۔

(۱۳) لفظ بجرین جو اکل بولا جاتا ہے اسم تشبیہ کا عینہ نصبی حالت میں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ میں وہ حالت یعنی بن بجران بولا جاتا تھا۔ اور یہی صورت زیادہ موزوں معلوم ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض نسخوں میں بجران بھی لکھا ہوا ہے۔ مگر دونوں صورتیں صحیح ہیں۔ معاصرین لکھا ہے۔ بجران یعنی تشبیہ بجرہ اور عثمان کے درمیان ملاؤ کہ میں ایک مقام کا نام ہے۔ اور تشبیہ کی صورت میں عرب ہوتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ہر مقام پر یا کوہ پر قرار رکھ کر موزن کو محل اعراب بنائیں۔ یہی شہسپور ہے۔ انہرے فقط اسی کو جائز کہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ ایسا علم ہے۔ جس کی دلالت مفرد الفاظ کی سی ہے۔ اس لئے یہ مفردات سے زیادہ مشابہ ہے۔ اور یہی رائے بظاہر صاحب قاموس کی ہے۔ بجرین خلیج فارس کے جنوب

مغرب میں ہے۔

(۱۴) عرب لوگ یون تو سارے جہان کو اپنے آپ سے کم سمجھتے ہیں۔ اور بظہیون کو خا صکر پڑا ذیل جانتے ہیں
(۱۵) اگر ہم صبا حاکم کے ترجمہ میں مجھے شک ہے۔ ایک ترجمہ اوس کا یہ بھی ہے۔ وہ تاخت و تاراج میں بڑے
اکرم و عزت دار ہیں۔ یوم الصبا ح کے معنی ہیں لڑائی اور تاخت و تاراج کا دن۔ یا صبا حہ کے معنی ہیں۔ اوگو۔
دشمن آیا تاخت و تاراج کے لئے۔ عربوں کا قاعدہ ہے کہ صبح کے وقت لوٹ کھسوٹ کو جایا کرتے ہیں۔ اور
جس قوم پر جاتے ہیں جب اوس کے کسی آدمی نے دیکھا کہ دشمن آ رہے ہیں تو بکارتا ہے یا صبا حہ اور ایسے
ہی جب دو فریق لڑتے لڑتے تنگ کر رات کو لڑائی ہو تو ف کے پڑے تو پھر صبح کو اٹھ کر اپنی قوم کو لڑائی
کی تیاری کے لئے بکارتے ہیں۔ یا صبا حہ یعنی صبح ہو گئی۔ لڑائی کو آؤ۔ مگر اوسے صبا حہ۔ اسے مودہ کی
جگہ بیائے تخانیہ پڑ ہیں تو اس کے معنی یہ ہونگے۔ کہ جب اون کو فریاد کے لئے بکارتا جائے تو وہ اون کو کون
میں بڑے عورت دار ہیں جو د کو جاتے ہیں۔

(۱۶) یا یون کہو۔ جسے جنس میں یعنی قید کر کے رکھتے ہیں تو اس سے بڑے لطف و کرم کے ساتھ پیش آتے
ہیں۔ مگر مجھے اپنے معنی میں شک ہے۔

(۱۷) سچا ج اسی قبیلہ سے تھا۔ سفارت کا کام بڑی لیاقت کا ہوتا ہے۔ اس سے ثقیف کی بڑی عظمت نکلتی ہے۔
(۱۸) یعنی اوسے پھلدار بنا کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(۱۹) یعنی زمین کی طرح ہمیشہ گھوڑ و بکی پیٹھ پر سوار رہتے ہیں۔

(۲۰) غالباً دشمن سے ترک اور تاتاری اقوام را د ہیں۔ جو مشرق اور جنوب سے اس ملک پر حملہ کیا کرتی تھیں۔
(۲۱) یہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ دوشہر کو کہتے ہیں۔ بھرہ اور کوٹہ کو دوشہر کہا کرتے تھے۔ مگر بحرین اور
کے درمیان نہیں ہے۔

(۲۲) متن میں لفظ جنت (باغ) لکھا ہوا ہے۔ اسی واسطے میں نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ لیکن بیاق عبارت سے
ختم صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ختم کے معنی جو روکے ہیں۔ اور غذا کے قول کے رو سے واسطہ کو ذرا دیر بعد کے۔ دینا
ہر ایک سے بچاس فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ میری رائے کے بموجب ترجمہ یون ہونا چاہیے۔ مگر۔۔۔ ہے
ساس نندون کے درمیان۔

(۲۳) یہ ایسا ہی کلمہ ہے۔ جیسے ہم کہا کرتے ہیں خدا تجھے غارت کرے۔

(۲۴) کائنات بزرگت و کثرت۔ کا مطلب بغیر اس کے کہ اس کے متعلق کوئی نوٹ دیا جائے سمجھنا دشوار ہے۔ انگریزی مترجم کہتا ہے۔ میری رائے میں یہ ایک اشارہ ہے معلقہ امر القیس کے تیسرے شعر کی طرف۔ جس میں شاہ اوس کی رنج و الم کا اظہار کیا گیا ہے۔ جو اسے اپنی معشوقہ کے ویرانہ وطن کے دیکھنے سے ہوا تھا۔ یہاں شاعر کہتا ہے کہ اس کے دونوں ساتھیوں نے اپنے ادٹ کھرٹے کر لئے اور کوشش کی کہ مجھے تسلی دیں۔ اون کے سوار اس وقت تین تھے۔ یہی تین ہیں کہ جن کی طرف ابن القریہ اشارہ کرتا ہے۔ اس کا صرف اسی قدر مطلب ہے۔ کہ جو کلمہ وہ کہنا چاہتا ہے۔ تعداد میں تین ہیں۔ اسی طرح جیسے امر القیس کے سوار تھے۔ چونکہ حجاج عربی زبان کا بڑا واقع کار بدویان عرب کے دستورات اور اشعار سے خوب باخبر تھا اسے اس کا مطلب فوراً معلوم ہو گیا ہوگا۔ مگر میرے نزدیک امر القیس کے اس شعر کی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ جیسا کہ اوپر لکھی جگہ نوٹوں میں اور بیاض میں ذکر آچکا ہے۔ جب عرب کہیں لگ بھگ بانی وغیرہ کے لئے جاتے تھے اون کا دستور تھا۔ کہ تین مل کر چلے جاتے اور اسی واسطے شعرا اپنے رفقاء کی نسبت تشبیہ کا صیغہ استعمال کیا کرتے ہیں۔ یہاں اسی دستور کی طرف اشارہ ہے۔ (۲۵) ترجمہ ایک اچھا گھوڑا ٹھوکر کہا تا ہے۔ ہر شعر بیان الجھٹ جاتی ہے۔ ہر ایک عاقل کو غرض ہوتی ہے۔ ۲۶ احسان کرنا مصیبت کے وقت اور اون سے کہنا کہ وہ اس کے سزاوار نہیں۔

(۲۷) ترجمہ غطفی جس کی شاخیں بڑھ رہی ہیں۔

(۲۸) اس کتاب کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔

(۲۹) یعنی ملا وجہ۔

(۳۰) ابن القریہ حجاج کے زمانہ کار اصل میں ابن القریہ فی زمانہ الحجاج تھا فی کو اگر اگر اسم بحر و مرکب منسوب کر دیا ہے۔ اسی کے ثبوت کے لئے یہ شائع پیش کی جاتی ہے۔

(۳۱) ملاحم (میش خبریان) گلو تون اور مغر و صہ پیش گوئیوں کا مجموعہ ہے۔ اس نام سے بہت کتابیں لکھی گئی ہیں یا ملاحمیت کے عربوں میں پیش گوئیوں کا ایک پیشہ تھا۔ اس پیشہ والے لوگ نہایت معزز و بزرگواروں کے قریب قریب سمجھے جاتے تھے۔ اور ان کے اشارہ پر لوگ ایسے کام مٹھتے تھے کہ اگر وہ نہ کہتے تو ان کا انجام پانا سخت دشوار ہوتا۔ چونکہ انی ملاحم کی مینا و نظری قوانین پر بھی ہوتی تھی اگر صحیح ہی تھیں۔ مگر وہی ساسی نے اپنی فرانسیسی زبان کی کتاب کر سائیتہ میں اس مضمون کو بہت اچھی تفصیل سے لکھا ہے۔

(۳۲) ایام جاہلیت کے اون عربوں میں اس قسم کے ناجائز مکاحن کا بہت رواج تھا جو عدو و فارس پر یا جہاں لہجہ

عرب کے ملکوں میں اہل فارس کا گدڑ مختار ہا کرتے تھے۔ قدمائے اہل فارس میں اسے ناجائز نہیں جانتے تھے۔
عرب اور فارس میں خسرو بنایا جوہ عورت کو گھر سے نکلنا برا سمجھتا تھا۔ اس واسطے عرب تو بیٹوں اور عورتوں
کو قتل کرتے مگر فارس واسے چونکہ مہذب تھے قتل کو ایک ہولناک کام جانتے تھے۔ انہوں نے اوس سے بچنے
کی یہ تدبیر نکال لی تھی۔ اون کی صحبت نے بعض عربوں میں بھی اثر کر دیا تھا۔

۱۰۴۔ ابو الشکر ایوب بن شادی بن مروان الملقب ملک فضل بن خبلم الدین -

سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کا باپ تھا۔ باقی نسب میں نے اس کا اوس کے بیٹے کے بیان
میں لکھا ہے۔ اسی جگہ بچپن چاہیے۔ اور جو اختلاف کہ اس باب میں ہے دو بھی وہیں معلوم ہو جائے گا۔
اوس کے لکھنے اور طول دینے کی حاجت نہیں۔ بعض میں نہیں نے بیان کیا ہے کہ شادی بن مروان ^(۱۱۱) دین
کار بننے والا تھا۔ اور دین کے اعیان و معتبرین میں شمار کیا جاتا تھا۔ اس کا ایک دوست بھی تھا جس کا
نام جمال الدولہ مجاہد سمر دہ تھا۔ اور جس کا ذکر میں نے صلاح الدین یوسف بن ایوب کے بیان میں کیا ہے۔
یہ سمرخ کہتا ہے کہ یہ شخص نہایت عاقل باریک بین اور تدبیر امورات سے خوب واقف تھا۔ ان دونوں
میں ایسی دوستی تھی جیسے بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ بہر دوسرے دین میں ایک حرکت ہو گئی کہ اوس سے حیا و
شرم کی وجہ سے وہاں سے بھل جانا پڑا۔ اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ کسی امیر کی عورت سے اوس پر
تہمت لگائی گئی۔ اس پر اوس نے بڑا کڑھی کر دیا۔ اس طرح جب اوس کا ایک بڑا عضو جاتا ہوا تو شہر میں
اقامت اوسے سخت ناگوار گذرے لگی۔ اوس نے سلمیٰ خاندان کے ایک بادشاہ کے پاس جانے کا
ارادہ کیا۔ جس کا نام سلطان غیاث الدین مسعود بن غیاث الدین محمد بن ملک شاہ (وال عراق) تھا۔ اور
جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور لالا (یعنی خواجہ سرا) سے جو بادشاہ کی اولاد کا اتالیق تھا لالا
پیدا کر لی۔ لالائے دیکھا تو اسے دو رائے پیش اوپر ایک کام کے لالہ بنایا۔ اوس کی عورت کرنے اور دوسروں
پر اوسے تنفوق و کچرا اپنے کام میں اوس سے مدد لینے لگا۔ یہاں تک کہ جس وقت اوسے فرصت نہ ہوتی تو
سلطان مسعود کے بچوں کے ساتھ بھر دے کڑی ہوا خور می کھینچتا۔ کہیں سلطان نے ایک روز اوسے اپنے
بچوں کے ساتھ کھینچ لیا لالا پر بڑا انداز ہوا۔ لیکن اوس نے بادشاہ سے بہر دوسرے کی تعریف کی۔ اور اوس کی
دیانت و عفت اور دانائی کا بادشاہ سے ذکر کیا۔ پھر اوسے کبھی کبھی سلطان کی خدمت میں بھی کھینچے لگا۔

بادشاہ بھی اوس سے خوش ہوا۔ شطرنج و زودھی اوس کے ساتھ کھیلنے لگا۔ رفتہ رفتہ سلطان کے مزاج میں ایسا دخل پایا کہ جب لالہ مرگیا تو اوس نے اسی کو اوس کی جگہ مقرر کر دیا۔ اور امور مہمہ میں بھی اوس سے کام لینے لگا۔ اپنی اولاد اوس کے سپرد کر دی جس سے تمام ملک میں اس کا نام مشہور ہو گیا۔ اب بہر وزیر کو اپنا قدیمی دوست ابن شادی یاد آیا۔ اوس کے شہر سے اوسے بولا بھیجا کہ جو نعمتیں اوسے حاصل ہوئی ہیں اوسے اکر دیجھے اور انہ تعالیٰ نے اوس پر جو بوارش کی ہے اوس میں آکر شریک ہوئے اور یہ معلوم کر کہ وہ اوسے بھول نہیں گیا ہے۔ جب ابن شادی اوس پاس آیا تو نہایت اکرام و اعزاز کیا۔ اور اوس کو بہت کچھ انعام دیا۔ اتفاقاً سلطان کو یہ مناسب معلوم ہوا کہ مجاہد کو رکن الدین والی اور اپنا نائب کر کے بھیجے۔ سلجوقیوں کی یہی عادت تھی کہ اپنے نواب وہاں بھیجا کرتے تھے۔ جب وہاں گیا تو شادی بھی اوس کے ساتھ گیا۔ اور اوس کی اولاد بھی سب اوس کے ساتھ گئی۔ پھر سلطان نے بہر وزیر کو قلعہ تکریت بھی دیدیا۔ بہر وزیر کے پاس اور کون تھا جس پر شادی کے برابر اوسے اعتبار ہوتا۔ بہر وزیر نے شادی کو بھی وہاں بھیج دیا۔ یہ وہاں گیا اور مدت تک رہ کر مر گیا۔ اوس کے بعد اوس کا بی بی نجم الدین ایوب اوس کا قائم مقام ہوا۔ اور اوس علاقہ کا ایسا انتظام کیا کہ بہر وزیر بھی اوس سے خوش ہو گیا۔ اور اوس پر بہت عنایت کرنے لگا۔ یہ نجم الدین اپنے بھائی اسد الدین شیر کوہ سے جس کا ذکر آئندہ آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ عزمین ہوا تھا۔ میں کہتا ہوں۔ یہ جو حال میں نے اور ذکر کیا اس میں اور اوس ذکر میں جو صلاح الدین کے بیان میں آئیگا کسی قدر اختلاف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مگر اس میں شک نہیں کہ دونوں مضامین کے دیکھنے سے مطالب خوب معلوم ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اوسے بھی دیکھنا چاہیے اسی مقام پر میں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عماد الدین زنگی صاحب النسل اور نجم الدین ایوب شیر کوہ کے درمیان کیسے خناسائی پیدا ہوئی تھی۔ اوس کے اعادہ کی یہاں حاجت نہیں ہے۔

اتفاقاً ایک مرتبہ قلعہ تکریت سے ایک عورت فضا کے لئے نکلے۔ جب لوٹی تو اوس کا گدڑ نجم الدین ایوب اور اوس کے بھائی اسد الدین شیر کوہ پر ہوا۔ عورت روٹی جاتی تھی۔ انھوں نے بوجھا کیوں روٹی ہے۔ کہا جب میں قلعہ کے دروازہ میں گئی تو یہ سالار نے میری عزت لے لی۔ یہ سنتے ہی شیر کوہ اٹھا اور یہ سالار کے ہی معتمدیار لے کر اوسے مارا۔ اور جان سے قتل کر دیا۔ نجم الدین ایوب نے اس کو اپنے بھائی کو گرفتار کر لیا۔ اور بہر وزیر کو یہ سب واقعہ کہہ بھیجا۔ اور کہا کہ اس معاملہ میں جو آپ فرمائیں اوس کے

مطابق تفصیل کیجائے۔ بہر ذلے جواب میں لکھا۔ کہ تمہارے باپ کا مجھ پر بڑا حق ہے مجھ سے اور اوس سے بڑی دوستی تھی۔ یہ ممکن نہیں کہ میں تمہارے ساتھ کچھ برائی سے پیش آؤں۔ لیکن میں اتنا جاہتا ہوں۔ کہ تم میری نوکری چھوڑ دو۔ اور میرے شہر سے نکل کر دوسری جگہ جہاں تمہارا جی چاہے جا کر نوکری کر لو۔ جب یہ جواب پہنچا تو اب اون کا تکدیت میں قیام غیر ممکن ہو گیا۔ مجبوراً وہاں سے نکلے اور وصل کو چلے گئے۔ وہاں کا حکم انابک عماد الدین نے لکھی تھا۔ اوس نے پہلی شناسائی کی وجہ سے ان کی بڑی خاطر داری کی۔ اور نہایت انعام و اکرام کے ساتھ پیش آیا۔ اور ایک بہت اچھی جاگیر انہیں عنایت کی۔ پر جب انابک قلعہ بعلبک کا بھی مالک ہو گیا۔ تو نجم الدین ایوب کو وہاں اپنا خلیفہ کر دیا۔ یہ سب اوس کے بیٹے صلاح الدین کے حالات میں مذکور ہوا ہے۔ صرف عبارت کا ہی فرق ہے۔ میں نے بعلبک میں ایک خانقاہ صوفیہ کی دیکھی ہے۔ اوسے خجیہ کہتے ہیں جس کے نام سے منسوب ہے۔ جب یہ وہاں تھا تو اسی نے اوسے تعمیر کرایا تھا۔ یہ شخص بڑا مبارک کثیر الصلاح نیکون پر مہربان نیک نیت خوش اخلاق تھا۔ صلاح الدین کے تذکرے شروع میں کچھ کچھ اوس کے باپ نجم الدین ایوب کا بھی ذکر درج ہے۔ اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ زندگی نے اسے بعلبک میں کیسے مقرر کیا۔ اور اوس کے بعد وفاق میں وہ کس طرح پہنچا۔ یہاں اون کے بیان کی ضرورت حسب اوس کا بھائی اسد الدین شیر کوہ شاور کی مدد کے واسطے جس کا ذکر میں اون دونوں کے بیان میں کر دینگا انشا اللہ تعالیٰ مقرر ہو گیا۔ تو نجم الدین ایوب اوس زمانہ میں نور الدین محمود بن زنگی کی خدمت میں دمشق میں تھا جب عاصد والی مصر کے واسطے میں صلاح الدین نجم الدین ایوب کا بیٹا دیار مصر کا وزیر مقرر ہوا تو عاصد نے شام سے اوس کے باپ کو بلوایا۔ نور الدین نے سامان سفر درست کر کے اوسے روانہ کر دیا۔ وہ قاہرہ میں ۴۴۰ھ رجب ۵۷۵ھ (اپریل ۱۱۸۰ء) کو داخل ہوا۔ صلاح الدین یوسف کی خاطر داری کے سبب سے عاصد اوس کے باپ کی پیشوائی کے لئے قاہرہ سے باہر آیا۔ صلاح الدین یوسف بھی جب پاس آیا تو جس طرح بیٹے کو سوار ہے باپ کی تعظیم کمال آیا۔ اور اپنی وزارت کا اقتدار باپ کی مذکور کیا۔ مگر نجم الدین نے لینے سے انکار کیا اور کہا بیٹے یہ مرتبہ اور درجہ جو خدا نے تعالیٰ نے تجھے دیا ہے محض اس سبب سے دیا ہے کہ تو اس کے لائق ہے۔ یہ مناسب نہیں کہ اس سعادت کو تو اپنی جگہ سے متغیر کر دے پھر ہمیشہ اپنے بیٹے کے پاس رہا۔ جہاں کہ آخر کار اوس کا بیٹا صلاح الدین اوس ملک کا بادشاہ ہو گیا جیسا کہ اوس کے بیان میں آئیگا۔

پھر ایک مرتبہ صلاح الدین کرک گیا۔ اوس کا محاصرہ کرے۔ اوس کا باپ قاہرہ میں تھا۔ ایک روز ہوا خبر ملی
 کو چلا جیسے کہ اہل لشکر کی عادت ہوتی ہے۔ اور قاہرہ کے ایک دروازہ سے جس کا نام باب النصر ہے۔ تدمر
 باہر رکھا۔ یکایک گھوڑے نے ایسی ٹھوکر کھائی۔ کہ نجم الدین ایوب راستہ کے عین وسط میں گر پڑا۔ یہ واقعہ
 روز ووشنبہ ۱۸۔ ذی الحجہ ۶۸۵ھ (آخر جولائی ۱۲۸۷ء) کا ہے۔ لوگ اونٹنارو سے گھر کو لینگے۔ اوس
 سے ایسا صدمہ ہوا کہ بروز چہارشنبہ ۲۰ مارچ مذکور کو رگڑائے عالم بقا ہوا۔ دیات موزین میں سے بہت
 لوگوں نے لکھی ہے۔ جن میں عماد الدین کا تب اصفہانی بھی داخل ہے مگر اوس نے اتنا اور بڑھا لیا ہے کہ
 بروز شنبہ اوس کی وفات ہوئی ہے لیکن میں نے کمال الدین بن العویم کی تاریخ میں ایک فصل لکھی
 دیکھی ہے جو اوس نے عصفیہ الدولہ مغربیہ بن اسامہ بن شمس کے تغلیت سے نقل کی ہے۔ اوس میں وہ
 کہتا ہے کہ بروز ووشنبہ ۱۸ ذی الحجہ مذکور کو اوس کا انتقال ہوا ہے۔ اس سے مجھے ایسا معلوم ہوا ہے کہ
 عضد الدین کو یہ دہم اس سے پیدا ہوا ہے کہ اس کے نزدیک جس روز وہ گھوڑے پر سے گرا ہے اسی روز
 مر گیا ہے کیونکہ یہ تاریخ اوس کے گھوڑے پر سے گرنے کی ہے۔ نہ اوس کے مرنے کی۔ واللہ اعلم۔

عرض جب وہ مر گیا۔ تو اسے اوس کے بھائی اسد الدین شیرکوہ کے برابر دارالسلطانیہ کے ایک حجر میں
 دفن کر دیا۔ اس کے بعد ان دونوں کو مدینہ منورہ کو لے گئے۔ علی ساکنہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔ میں نے
 تاریخ قاضی فاضل میں دیکھا ہے جو اوس نے ایام داربنائی اور اوس کے خود ہاتھ کی لکھی جوئی ہے اور اس
 میں وہ ہر روز کے واقعات کا ذکر کرتا ہے کہ بروز غیث شنبہ ۲۰ صفر ۶۸۵ھ (۱۲۸۷ء)
 کو بدر الدین کا خط چاہیے اسد الدین شیرکوہ کا ملک تھا مدینہ سے پہونچا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ امیر نجم الدین
 ایوب اور اسد الدین شیرکوہ دونوں کے تابوت پہونچے اور حجرہ مقدسہ نبویہ کے برابر اودن کو اودنی تربتون
 میں رکھو گیا اللہ تعالیٰ اودن دونوں کو اس مجاورت سے نفع عطا فرمائے۔ جب صلاح الدین کرکے
 دیار مصر کو واپس ہوا تو راستہ میں باپ کے مرنے کی خبر پہونچی۔ اوسے نہایت ہی رنج و غم ہوا خصوصاً سوہ
 سے کہ باپ کے اخیر وقت میں وہ اوس کے پاس حاضر نہ تھا۔ اوس نے اپنے بھتیجے عز الدین فرخ شاہ بن
 شہنشاہ بن ایوب صاحب بعلبک کو اوس کے واداعہ نجم الدین ایوب کی تعزیت میں ایک خط لکھا ہے۔ جو
 قاضی فاضل کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اوس میں یہ فقرہ بھی ہے جو مصیبت کہ ہمارے مولیٰ مرحوم غفرلہ زنیہ
 دستی بالرحمۃ مرتبہ پر پڑی ہے اوس سے صدمہ عظیم اور سخت رنج و غم ہوا ہے اور یہ اور بھی بڑی حسرت کا باعث

ہے کہ اوس وقت ہی موجود نہ تھے۔ چاہتے ہیں کہ صبر کریں۔ مگر جو نہیں سکتا اٹلک جا رہی ہیں۔ انوس
اسل غنویا۔ جس نے ہمارا صبر و تسلی مفقود کر دیا۔ اور جتنی نصیحتیں ہیں اوس کے مقابلہ میں
ہیں۔ خیر و برکت اوس کے فقدان سے معدوم ہو گئی۔ جسے ہم پہلے سمجھتے تھے اب سب الگ الگ بزرگ ہو رہے۔
وَنَحْطِفُ يَدَيْنَا فِي غَيْبَتِي هَلْبَنِي حَضْرَتُكَ فَلَنتُ مَاذَا أَصْنَعُ

موت کے ہاتھ نے میری غیبت میں اوسے اوچک دیا۔ اور اگر فرض کرو میں موجود بھی ہوتا تو کیا کرتا (کہہ بھی نہیں)
فقیرؒ کا وہ ایسی ہے جس کا ذکر انشاء اللہ آتا ہے اس کے مرتبہ میں ایک طویل قصیدہ لکھا ہے۔
اوس میں اکثر شعرا چھپے ہیں۔ اور اول شعر یہ ہے۔

هِيَ الصَّدْمَةُ الْأُولَى كَيْفَ بَكَانَ صَبْرُهُ عَلَى هَذِهِ لَمَّا كَانَتْ تَضَاعَفُ آخِرُهُ

یہ بہت ہی بڑا صدمہ ہے۔ جو کوئی اس ہول و وحشت کے مقابلہ میں صبر و استقلال کا اظہار کرے اوسے دو چندان ہو گیا۔
ابن ابی اسفہ اویبؒ حکیمی نے اپنی تاریخ کبیر میں لکھا ہے کہ خیر الدین ایوب ملک سیستان اور بعض کہتے ہیں
کوہ خرمین پیدا ہوا تھا۔ اور موصل میں پرورش پائی تھی۔ اس قول کی تائید کسی نے نہیں کی ہے۔ یہ اوس کا منتظر
قول ہے۔ میں نے اس کا ذکر بیان اس لئے کر دیا ہے کہ جو کوئی اس فن سے واقف نہیں وہ اسے دیکھ کر تعجب نہ
سمجھ جائے۔ کیونکہ یہ صحیح نہیں۔ بلکہ صحیح وہ ہی ہے جو میں نے اول لکھا ہے۔

شادی بشیر بن عبد الف و وال مہلہ و یائے تختا نیم عجی لفظ ہے اور اوس کے معنی عربی میں فرمان کے ہیں
دوین بضم ال مہلہ و او کو کسورہ و یا و وزن اقلیم آذربائیجان کے آخر میں شمال کی جانب بلا ذکر م کے متصل الیشیر
ہے۔ دوین و اور دوینی لغت و او اوس کی طرف نسبت ہوتی ہے واللہ اعلم۔ مسجد اور حوض جو شہر قاسمہ دین بالشیر
سے باہر دکھائی دیتے ہیں اور جنہیں میں نے خود بھی دیکھا ہے۔ وہ اسی خیر الدین ایوب کی بنائی ہوئی ہیں۔ ان
جو پتھر حوض کے اوپر لگا ہوا ہے اس سے بنائے حوض کی تاریخ ۵۶۷ھ (۱۱۷۱ء) معلوم ہوتی ہے۔ وہ لفظ
تعالیٰ وَتَقَدَّسَ رُوحُهُ۔

(۱) دوین یا دوین شہر رومن واقع ارضیہ کا مینہ عربی نام ہے

(۲) دیکھو تذکرہ ۸۱۶۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۶۹۱۔

(۴) شطر الفتح یا شطر الخیر اور انارسی لفظ کا عرب ہے۔ عربی میں دوسری صورت ابھی بھی جاتی تھی۔ وہ عربی کے بعض

الفاظ کے ہم وزن ہے۔ اس کی اصل کی طرح برہنہ ہے۔ بعض مدد رنج کہتے ہیں کیونکہ اور۔
 رنج مفکر گزار پڑتی ہے۔ بعض شاہ رنج کہتے ہیں کیونکہ اوسے بادشاہ کھیلنے اور ادب نہیں اوس میں رنج اور کھانا ہے۔

کوئی شہ رنج اوس کی اصل ٹہا ہے ہیں کیونکہ اوس کے کھیلنے سے رنج جاتا رہتا ہے۔ صدر نگ بھی بعضوں نے من
 بتائی ہے۔ لیکن اکثر اوسے شش رنگ سے لیتے ہیں۔ اوس میں چہرہ قسم کے ہوتے ہیں۔ شاہ۔ فرزین قیل قوس
 رنج پیادگان۔ نزد کا کھیل اور شیر بن بابک بادشاہ فارس کی ایجاد ہے۔ اسی واسطے اسے نزد شیر بھی بولتے ہیں۔

(۵) دیکھو تذکرہ ۲۷۷۔

(۶) ”مین کہا ہوں“ سے یکبر تاجت نہیں ہے۔ ”نگ ابن خلکان کی اپنی عبارت ہے۔ اس کے بعد پھر پہلے مورخ کی روداد

(۷) دیکھو تذکرہ ۱۰۰ نوٹ ۱

(۸) دیکھو تذکرہ شاد ۲۶۹ اور تذکرہ شیر کوہ ۲۷۷

(۹) دیکھو تذکرہ ۶۸۲

(۱۰) سرٹوئی ساسی نے بھی اس مورخ کا حال لکھا ہے۔ اور سرٹوئی گ نے بھی سن ۷۷۷ (۱۲۷۷) میں اس نے
 وفات پائی ہے۔ مگر یہ فقرہ جس کا ابن خلکان یہاں حوالہ دیتا ہے زیدہ العلب میں نہیں ہے۔ برخلاف اس کے اوس
 کتاب میں ایوب کی موت ۲۸ ذی الحجہ کو لکھی ہے۔ اس نے نذر ہے کہ یہ فقرہ جس کا یہاں حوالہ دیا گیا ہے بغیانہ
 میں ہر جس میں حلب کے اکابر و اعیان کے تذکرہ کیے گئے ہیں۔

(۱۱) دیکھو تذکرہ ۶۴ نوٹ ۵

(۱۲) ابن ابی الطیعی بن محمد طبری نے حلب کی ایک سن دار تاج لکھی ہے جس کا نام اوس نے معادن الذهب
 فی تاریخ العرب لکھا ہے۔ یہ شخص سن ۹۳۰ (۱۵۲۷) میں مراہے۔ از حاجی خلیفہ۔

(۱۳) کوہ چر ملک ارمنیہ کے ایک حصہ کا نام ہے۔ جو دیار بکر کی سرحد پر واقع ہے۔ اور یہاں ارمنیوں کے بہت قلعہ بنے
 ہوئے اور کثرت سے دیہات آباد ہیں۔ از حمد اللہ طلاع۔

(۱۴) فرغان کے معنی ہیں شادان۔ یہاں فرح ہونا چاہیے تھا۔ جس کے معنی خوشی کے ہیں۔

بیان جلد دوم ختم ہوئی۔ اس کے بعد تیسری جلد میں سب سے اول تذکرہ نمبر ۱۰۵۔ ابونسا وادیس کا ہے۔

